UNIVERSAL LIBRARY

ضمیمہ اشاعۃ السنہ

نمبر ۱ لغایت نمبر ۶ — جلد ۱

متضمن مسائل مذہب ثالث محیا اہل السنہ

بابت صفر لغایت رجب ۱۲۹۸ھ مطابق جنوری لغایت جون ۱۸۸۱ء

التماسات ضروریہ

اول جو نہایت اہم و مقدم ہے - جملہ برادران اہل اسلام (اہل تقلید ہون خواہ مدعیان تحقیق) سے
التجا ہے کہ اس ضمیمہ کو اول سے آخر تک بطرز جرح و تحقیق سے ملاحظہ فرماوین اہل تقلید یہ خیال نہ کرین
کہ ہمین تقلید مذاہب سابقین ہے برخلاف تحقیق ہوگی اسکو کیا دیکھین؟ اور مدعیان تحقیق یہ نہ سمجھین
کہ یہ مسائل ہمارے سنے سنائے اور بیان کئے ہوئے ہین انکو کیون دیکھین؟ بلکہ دونون فریق یہ جان
لین کہ اسمین جانبین کی افراط و تفریط کی اصلاح ہے اور مسلک بین بین کی ایضاح - اسلئے دونون
فریق کو اسکا دیکھنا ضروری ہے اور اسمین موافق یا مخالف رائے دینا واجب - پس جو صاحب
تحقیق سے اسکو حق و صحیح پاوین وہ بذریعہ خاص خاص تحریرات مولف کو اس سے اطلاع دین مولف
انکا دل سے شکرگذار ہوگا اور جو اسمین کچھ خطا و خلاف حق صراح دیکھین وہ اسکی غلطی سے جس سبیل
چاہین مولف کو آگاہ کرین - انکا شکریہ دوچند ادا ہوگا - اور بایمان و انصاف سے انکی رای با صواب کو
دیکھا جاویگا پس اگر حق انکے جانب نظر آیا تو اسی پرچہ مین اسکا اظہار عمل مین آویگا اور اگر اسمین مولف کو
کچھ اشتباہ رہا تو اسکو بلا صورت بحث و جدال عرض کیا جاویگا ❊

دوم - بالفعل اس ضمیمہ کا حجم ربع حجم رسالہ اشاعۃ السنہ تجویز ہوا ہے اور قیمت بہی حسب تفصیل مراتب
قیمت رسالہ ہے آیندہ زیادت حجم ضمیمہ مزید شوق خریداروں سے جسقدر وہ چاہین ہوسکتی ہے

سوم اس ضمیمہ بعض حضرات کی خدمات مین بلا درخواست بہی بہیجا گیا ہے اگر وہ حضرات اسکی
خریداری کو پسند کرین تو اس مجموعہ ضمیمیات ششماہی کی قیمت ارسال فرماوین ورنہ بعد ملاحظہ پرچہ واپس کرین

چہارم دوسری دفعہ اس ضمیمہ کو وہی لوگ پاوینگے جو اس مجموعہ ششماہی کی قیمت اپنے درجہ کے موافق ارسال فرماوینگے

الملتمس ابو سعید محمد حسین - لاہور - محلہ سید مٹھا

مطبع ریاض ہند امرتسر

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو اس راہ اسلام و توحید و اتباع [illegible]

والصلوة والسلام على رسوله محمد الذي ارسله [illegible]

[illegible]

الى [illegible]

[illegible]

وعفا آثارها [illegible]

[illegible]

واوصلنا الى ابواب الجنان [illegible]

بہشت کے دروازوں میں پہنچا دیا [illegible]

وآخر [illegible] ومن

[illegible] مثال حضرت نوح کی کشتی کی [illegible]

تخلف عنها هلك وغوى [illegible] المستبين

[illegible] تورات

ومثلهم في التوراة ومثلهم في الانجيل كزرع اخرج

[illegible] انجیل میں جیسی کھیتی جو اپنی [illegible]

شطأه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ

[illegible] اور کھیتی والے کو بھلی معلوم ہوتی ہے [illegible]

بهم الكفار اهل الهواء والطغوان ۔ وعلى من تبعهم ممن يقتدى

ا[illegible] نفسانی و سرکشی والے ہیں اور ان کے تابعداروں پر سلام ہو جن کا حدیث کے روایت

بهم في الحديث والرواية والانتقاد ۔ والتفقه والفهم والاجتهاد

کرنے اور حدیث کے پرکھنے اور حدیث میں سمجھ و اجتہاد پیدا کرنے میں لوگ اقتدا کیا کرتے

من اصحاب الصحيحة والائمة الاربعة فتلك عشرة كاملة

ہیں ۔ [illegible] کتابوں والے کے [illegible] امام [illegible] ہیں ۔

لا الذين هم الا اهل العلم والفقه والكمال اللهم اجعلنا منهم

ان [illegible] نہ [illegible] ۔ خدایا ہم کو ان میں رکھیو

ولا الذين هم اهل الجهل والسفه والضلال اللهم لا تجعلنا [illegible]

[illegible] ۔ [illegible] ان سے نہ کیجو

[illegible] الظاهرة

[illegible]

[illegible] فقال [illegible]

[illegible] جو کوئی [illegible] ہو

[illegible] بالقياسات [illegible] ولما وصل الينا الاسلام وما

[illegible] وقت ہوتی تو ہم کو اسلام نہ پہنچتا ۔ اور

[illegible] الحلال والحرام فاساء الظن بهم والطعن فيهم

حلال اور حرام [illegible] ہوتا ۔ پھر ان سے بدظن ہوتا اور ان پر طعن کرنا

[illegible] عصمنا الله من ذلك وهو ولي العصمة والهداية والانعام

[illegible] خدا ہم کو اس سے بچاوے وہی بچانے اور ہدایت کرنیکا مالک ہے

[illegible] مسائل نکالتے ہیں اسکو [illegible] چھاپا [illegible] اس سالہ میں بہت جگہ ہوگا اسلیے یہ [illegible] بتایا گیا ۔

تمہید لایق توجہ کامل اہل تحقیق و اہل تقلید



ناظرین رسالہ اشاعۃ السنہ پر مخفی نہ ہوگا کہ یہہ پرچہ اوسط ۱۲۹۴ھ ہجری مطابق ۱۸۷۷ء سے جاری و شایع ہے -

اسکا اجرا پہلے متشددین اہل تقلید کے خطاب مین ہوا تھا پہر اوایل ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء مین اسکا خطاب ان سے موقوف ہوکر حضرات نیچریہ سے شروع ہوا اور آجتک جاری رہا -

نیچریہ کے خطاب و جواب سے جو اسکا مقصود تہا اور جو اسکا اثر ظاہر ہوا اسکا بیان اسی کی جلد سوم و چہارم کے پہلے نمبرون مین ہو چکا ہے -

متشددین اہل تقلید کے خطاب و بحث سے اسکا مقصود یہہ تہا کہ وہ لوگ عاملین بالحدیث پر بیجا تشدد کرنا چہوڑ دین اور جن مسایل مین یہہ انکے برخلاف عمل کرتے ہین اُن مسایل کی قوت دلایل کو ملاحظہ فرماکر اُن کے عمل و ترویج مین اُنکو معذور سمجہکر معاف دین اور اِس عمل کے سبب انکو دین اسلام سے خارج نہ سمجہین اس خطاب و بحث کی جڑ و بنیاد **اشتہار مسایل عشرہ**+ کی قیود سے مقصود جسکو آجتک کسی نے

+ اس اشتہار کا خلاصہ مضمون یہہ ہے کہ فلان فلان صاحبان مسایل ذیل مین کوئی آیۃ قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہ ہو اور وہ اس معنی مین جسکے لئے پیش کئے جائ نص صریح و قطعی الدلالۃ ہو پیش کرین ۱ رفعیدین نہ کرنا ۲ آمین آہستہ کہنا ۳ نماز مین زیر ناف ہاتہہ باندہنا ۴ مقتدیون کو قرائت فاتحہ سے منع کرنا ۵ آیمہ اربعہ سے کسی ایک امام کی تقلید کا واجب ہونا ۶ وقت ظہر کا دو مثل تک رہنا ۷ عام مسلمانون اور پیغمبرون کا ایمان مساوی ہونا ۸ قضا کا ظاہراً و باطناً نافذ ہونا ۹ نکاح محرمات ابدیہ سے حد زنا محرمات کا ساقط ہونا ۱۰ ایک پانی کا دہ در دہ سے مقید ہونا +

نہیں سمجھا اور جو سمجھا اُلٹا سمجھا) **نہ یہ تھا** کہ جو دلایل اُن قیود سے خالی ہون وہ ہمارے نزدیک پایہ اعتبار و احتجاج سے ساقط ہین مثلاً جو آیہ قطعی الدلالۃ نہ ہو ظنی الدلالۃ ہو جیسے عام کتاب اللہ ہم اُسکو نہین مانتے یا جو حدیث اتفاقی صحیح نہ ہو حسن ہو یا اختلافی صحیح یا اخبر معنی یہ صریح الدلالۃ نہ ہو ہم اُسکو لایق سند نہین سمجھتے وعلی ہذالقیاس حاشا وکلا یہ مقصود ہمارا ان قیود سے ہرگز نہ تھا چنانچہ اس بات کا اظہار اشاعۃ السنہ جلد اول نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ مین بہ تفصیل ہو چکا ہے **بلکہ** ان قیود سے صرف اُن اہل تشدد کا الزام **مقصود** اور اس امر کا اظہار مطلوب تہا کہ جس درجہ کی قوت وثبوت وہ اپنی جانب کے مسایل مین خیال کرتے ہین اُس درجہ کی قوت ان مسایل مین نہین ہے اور جس مرتبہ کا تشدد وہ ان مسایل کے عمل و ترک مین مبذول فرماتے ہین اور جو احکام وجوب وحرمت وہ اِن مسایل پہ لگاتے ہیں اس مرتبہ کی تشدد کی مقتضی اور اُن احکام کے مثبت دلایل اُن کے ہاتہہ مین موجود نہین ہیں ؛

تشریح وتمثیل

(۱) **تقلید مذہب** معین کو وہ فرض بتلاتے ہیں اور ترک تقلید پہ حکم حرمت لگاتے ہین اور اسکے مرتکب کا لامذہب (جو بے دین کا مرادف ہے) نام رکھتے ہین اس حکم و تشدد پہ اُن سے آیہ قطعی الدلالۃ یا حدیث صحیح متفق علیہ قطعی الدلالۃ کا مطالبہ کیا گیا اور اُن کے اس قاعدہ فقہیہ سے (اما الفرض فما ثبت بدلیل قطعی لاشبہۃ فیہ یعنی فرض وہ ہے جو قطعی دلیل سے ثابت ہو اور اسمین کچھہ اشتباہ نہ ہو) اُن کو الزام دیا گیا اور یہ سمجہا گیا تہا کہ مذہب معین پر کون سی آیہ یا حدیث قطعی کی شہادت پائی جاتی ہے جس سے آپنے حکم فرضیت اِس تقلید کا نکال لیا اور اسکے ترک پہ یہ تشدد کیا ہے +

(۲ و ۳ و ۴) **رفع الیدین** اور **آمین بالجہر** اور **قرءۃ فاتحہ** خلف امام کو یہ لوگ حرام بلکہ مفسد نماز مرتکب بلکہ مفسد نماز ہم پہلو مرتکب زگو وہ خود اُن افعال کا مرتکب ہو

صرف آمین بالجہر و رفع یدین کرنے والے کے برابر کھڑا ہوا ہو) بتلاتے ہین اور ان افعال پر فساد نماز و عذاب جہنم کا حکم لگاتے ہین اسلیے ان امور کی ممانعت پر اُن سے دلیل قطعی کا مطالبہ ہوا اور اُن کے اس قاعدہ سے (المحرم ما ثبت النہی فیہ بلا معارض یعنے حرام وہ فعل ہے جسمین ممانعت بلا مزاحمت یعنی قطعی[†] طور پر ثابت ہو) الزام دیا گیا اور یہہ جتایا گیا کہ ان امور کی ممانعت مین ایسے دلایل کہان ہین جنسے آپ لوگ یہہ حکم اور یہہ تشدد نکالتے ہین۔

اور یہہ **مقصود** اس ڈیڑہ سال کے مباحثات و جوابات سے بخوبی حاصل ہو گیا اور کس و ناکس پر یہہ امر خوب ظاہر ہو گیا کہ جس مرتبہ کا تشدد وہ لوگ ان مسایل مین کرتے ہین اُس مرتبہ کا تشدد اُنمین مناسب نہین اور جس درجہ کی قوت و ثبوت وہ اپنے مسایل مین سمجھتے ہین وہ مرتبہ انکو حاصل نہین ہے۔

اس پر **دلیل** یہہ ہے کہ اس عرصہ تقریباً پانچ سال مین کسی نے شرط اشتہار کی مطابق ہمارے کسی سوال کا جواب نہین دیا اور ایک آیہ قطعی الدلالہ یا ایک حدیث صحیح صریح قطعی الثبوت کو کسی مسئلہ مین پیش نہین کیا بعض حضرات نے تو ہمارے سوال کا مقابلہ صرف سوال سے کیا اور یہہ کہا کہ تم ہم سے ان مسایل مین آیات قطعیہ و احادیث صحیحہ کا مطالبہ کرتے ہو ہم تم سے ان مسایل کے خلاف پر ایسے دلایل کا مطالبہ کرتے ہین اور بعض نے یہہ جواب دیا کہ تمہاری ان قیود سے مفہوم ہوتا ہے کہ ان قیود سے خالی و مجرد آیات و احادیث تمہارے نزدیک لایق عمل نہین ہین اور اسمین اکثر ادلہ شرعیہ کا ابطال لازم آتا ہے۔ اور بعض حضرات نے ضعیف احادیث و غیر صریح آیات کو پیش کر دیا۔ **الغرض** مطلوب و مقصود جواب کسی صاحب سے آجتک ادا نہ ہو سکا چنانچہ ضمیمجات اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ اور جلد اول اشاعۃ السنہ مین اس امر کی تفصیل موجود ہے۔

ادہر تو یہہ **مقصود** حاصل ہوا اور اُدہر مقصود مقابلہ بحیرہ یا تہہ نہین آیا (دیکھو نسخہ نمبر ۱ جلد ۲

---

† مسلم الثبوت کی شرح مین ہے۔ قالوا (ای الحنفیہ) ان ثبت الطلب الجازم القطعی لفعل غیر کف فالفرض ولفعل کف فالحرام الخ۔

اشاعة السنہ مین بیان ہوا) اسلئے اب اشاعة السنہ کو بحث والزام خاص خاص اشخاص سے
اعراض وانقطاع پسند آیا اور اپنے اصلی فرض اشاعة السنہ (جس سے اُسکا نام وعنوان مشعرو
مخبر ہے) ہی مین مصروف ہونا مناسب وضروری معلوم ہوا و بناءً علیہ یہہ **قرار پایا ہے**
(جیسا کہ نمبر ۱ جلد ۱۴ مین اسکا وعدہ بھی ہو چکا تھا) کہ **اصل اشاعة السنہ** مین اصول اسلام
یا انکی فروع ہونگے خصوصاً اُن اصول و فروع سے جنمین مخالفین اصول اسلام نیچریہ یا فلاسفہ
وغیرہ کو نزاع یا کلام ہے بحث ہوا کرے مگر اسمین کسی خاص شخص زید و عمرو احمد و محمود کو مخاطب
نکیا جاوے بلکہ بلا خطاب احد سے مستقل طور پر بیان حق کل مین آوے اور اگر اسکی تائید
مین ابطال قول باطل منظور ہو تو اسمین بھی کسی خاص شخص کا نام نلیا جاوے صرف
اُس قول اور اُسکے ماخذ کو ذکر کرکے اسکا ابطال قلم مین آوے اور اُسکے **ضمیمہ** مین معمولی
مسایل فرعیہ اسلام کو جو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ مین وارد ہین اور محدثین اہلسنت مین
معمول و مروج ہین بیان کیا جاوے اور اسمین بھی مستقل طور پر بلا معارضہ ومقابلہ احد سے بیان
مسایل صحیحہ راجحہ ہو اور اگر اسکی تائید مین کسی قول مرجوح وضعیف کا ضعف بیان کرنا منظور
ہو تو بلا ذکر نام قایل صرف اس قول اور اسکے ماخذ و مستند کا جواب قلم بند ہو مان مقام موافقت
ومطابقت مین ائمہ سلف کے اسماء و اقوال کو ادب و احترام سے ذکر کیا جاوے ٭

اس طرز بیان مین یہہ ضمیمہ کتب محدثین سلف (جامع ترمذی صحیح ابن حبان سنن ابی داود
وغیرہ) کی نظیر ہوگا جو مسایل مرجح کو مستقل طور پر ذکر کرتے ہین پھر اُنکے معارض ومخالف مسایل
کو بلا ذکر اسم قایل بیان کرکے ان کے ضعف پر تنبیہ کر دیتے ہین - اور کثرت مسایل
مین یہہ سب سے بڑھکر ہوگا کیونکہ جملہ مسایل صحاح ستہ و موطا امام مالک وغیرہ کتب متداولہ
وموجودہ اس دیار کا جامع ہوگا جسکے پاس یہہ ضمیمہ ہوگا اسکو مسایل فرعیہ کے جاننے
کے لئے غالباً کسی دوسری کتاب حدیث کی کام نہ پڑیگا پھر چنانچہ اس جامع بیان کے لئے
یہہ حجم ضمیمہ جو فی الحال تجویز ہوا ہے کافی نہین ہے مگر جب اُسکی عمدگی و بہتری نے لوگون کے

دلون مین جگہہ پکڑ لی اور اُن کی رغبت اسکی طلب و خریداری مین زیادہ ہوگئی تو اِس حجم کا دہ چند ہو جانا کچہہ مشکل نہین ہین ؛

اِن مسایل کے بیان اور اِس ضمیمہ کے اعلان سے (والله ثم بالله ثم تالله) یہہ ہرگز مقصود نہین ہے کہ ہم کسی مذہب فروعی اسلامی (حنفی یا شافعی) کا مقابلہ کرین اور اِس پر نکتہ چینی و عیب بینی عمل مین لاوین اِسپر ہم خدا کو شاہد ٹہراتے ہیں اور جیسی کوئی چاہے حلف اُٹہاتے ہیں - بلکہ اس سے ہمارا مقصود صرف مسایل حدیثیہ کا اظہار اور مذہب اہلحدیث (جو قدیم سے ہم پہلو مذاہب فقہا چلا آتا ہے) کا بیان و اشتہار ہے - پہر بھی اگر کوئی ہماری تحریر کو اپنے مقابلہ مین سمجھے اور اسکو اپنے مذہب کا رد و معارضہ خیال کرکے اسکی رد و جواب کے لئے مستعد ہو بیٹہے تو وہ جانے اور اسکا ایمان ✦

اِس مقصود پر جو ہمنے بیان کیا ہے ہمکو باعث و محرک وہی امر ہوا ہے جو امام محمد بن اسمعیل بخاری کو تالیف کتاب صحیح بخاری پر اور امام ابو عیسی ترمذی کو تالیف جامع ترمذی پر باعث ہوا ہے (یعنی لوگون کا بلا وساطت مجتہدین عمل بالحدیث کا طالب و شایق ہونا اور ایسی کتاب کا جو اُن کو مراجعت اقوال مجتہدین سے فارغ کرے پایا نہ جانا) چنانچہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے کتاب بستان المحدثین مین سبب تالیف صحیح بخاری یہی بتایا اور فرمایا ہے سبب تصنیف این جامع صحیح او اچنین شد کہ روزے در مجلس اسحق بن راہویہ حاضر بود یاران اسحق بن راہویہ گفتند اگر کسی توفیق یابد مختصرے در سنن جمع نماید و بر احادیث صحیحہ کہ بدرجہ اعلی رسیدہ اند اکتفا کند چہ خوب باشد کہ عمل کنندگان بے دغدغہ و بے مراجعت مجتہدین بدان عمل نمایند این سخن در دل بخاری جا کرد و از ہمانوقت تصنیف این جامع بخاطرش افتاد و از جملہ شش لکہہ حدیث کہ نزد او بود انتخاب شروع کرد و آنچہ بسیار صحیح بود برہمان اکتفا نمود ؛

اِس باعث کا مقتضا زمانہ امام بخاری مین تو عربی زبان مین صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث

کی تالیف ہو نسے پورا ہو گیا تہا مگر اس زمانہ ناواقفی و جہالت مین اور ان بلاد عجم مین اُن عربی کتب کا وجود کالعدم ہے اور اس باعث کا مقتضا بدون تصانیف ہندی زبان کے پورا ہونا ممکن نہین ہے -

اور نیز اُس زمانہ مین تو اس باعث کا وجود و اثر محدود تہا اور بلا وساطت مجتہدین عمل بالحدیث کا شوق و ولولہ خاصکر امثال اسحٰق بن راہویہ کو ہوا ہوگا اس زمانہ مین اُسکا وجود و اثر غیر محدود ہے کہ کس و ناکس کو یہہ شوق و ولولہ ہے -

مجہے پنجاب و ہندوستان بنگال و مدراس وغیرہ کے اکثر بلاد کی سیر و سیاحت کا اتفاق ہوا ہے مینے غالبا کوئی شہر و قریہ ایسا نپایا جسمین اکثر شائقین عمل بالحدیث کو نہ دیکہا ہو ان شائقین مین بعض تو اہل علم ہین جو کتاب و سنت مین پورے مہارت رکہتے ہین اور متون و شروح کتب حدیث کیطرف مراجعت کر سکتے ہین وہ اس شوق کے پورا کرنے مین پورے کامیاب ہین - وہ شب و روز درس و عمل کتاب سنت مین مصروف ہین اور لوگون کو اتباع سنت کی دعوت کرنےمین مشغول اُنکے اور لیسے اتباع کے حق مین آنحضرت نے یہہ بشارتین فرمائین ہین -

من دعا الی ہدی کان له من الاجر مثل اجور من تبعه (رواہ مسلم)

جو کوئی راہ ہدایت کیطرف لوگون کی رہنمائی کرتا ہے اسکو اُن لوگون کی مثل اجر ملتا ہے

مثل ما بعثنی الله به من الهدی والعلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضا فکان منها نقیة قبلت الماء فانبتت الکلاء والعشب الکثیر وکانت منها اجادب امسکت الماء فنفع الله بها الناس فشربوا وسقوا وزرعوا قال رسول الله صلی الله

جس علم اور ہدایت کیساتہہ خدانے مجہے بہیجا ہے اسکی مثال بڑی بارش کیسی ہے جو کہری (اور ستہری) زمین کو پہنچتی ہے تو طرح طرح کی گہاس اُگاتی ہے اور بعض زمین سخت ہوتی ہے تو وہ پانی کو بند رکہتی ہے جس سے لوگ نفع اُٹہاتے ہین پانی پیتے ہین اور لوگون کو پلاتے ہین اور

علیہ وسلم فذلك مثل من فقہ فی دین اللہ فنفعہ ما بعثنی اللہ بہ فعلم وعلم۔	کہنتی کرتے ہین آنحضرت نے فرمایا یہہ اُس شخص کی مثال ہے جس نے خدا کی دین مین سمجھہ پیدا

کی اور اسکو دین نے نفع دیا اُس نے خود بھی سیکھا اور لوگون کو بھی سکھایا۔

یہہ لوگ ہماری اس تالیف جدید سے مستغنی ہین اور اپنے اتباع کو غنی کئے ہوئے ہین اونکے اوران کے اتباع کے شوق عمل بالحدیث کی پورا ہونیکے لئے وہی کتب سلف (صحیح بخاری وغیرہ) کافی ووافی ہین اور **بعض** ان شائقین عمل بالحدیث سے علم قرآن وحدیث اور اُسکی متعلقات سے بے علم ہین اور صحت وسقم الفاظ ومعانی نصوص سے محض بے خبر۔ عربی زبان سے اُنکو آشنائی نہین اور علماء حدیث تک (جنکا ذکر اوپر ہوا) اُنکو رسائی نہین۔ ہندی زبان مین کوئی ایسی کتاب جامع مسایل عبادات ومعاملات جو کسی محدث کی تالیف ہو اُن کے پاس موجود نہین اور تراجم ہندی وفارسی علماء منسوب بتقلید پر انکا اعتقاد واعتماد نہین اسلئے وہ اس شوق کے صحیح طور پر پورا کرنے مین ناچار رہین اور اُسکے جذبہ مین مضطر وبیقرار۔

اِس ناچاری وبے قراری کی حالت مین جب وہ کسی مسئلہ مین کوئی سُنی سنائی حدیث نہین پاتے تو بحکم حدیث (انما شفاء العی السوال[†]) اپنے علماء کے آگے ہاتہہ سوال کا نہین پہیلاتے بلکہ اپنی رائے سے اجتہاد کر لیتے ہین یا اپنے جیسے بیعلم

[†] اندہاپن یعنی جہالت کا علاج سوال ہی ہے یہہ حکم آپنے اس موقع پر فرمایا کہ ایک شخص کو سر مین پتہر لگ کر زخم ہو گیا تہا اسی احتلام ہوا تو اس نے جواز تیمم کا لوگون سے مسئلہ پوچھا لوگون نے (اپنی عقل سے) کہدیا کہ تجھے تیمم جایز نہین ہے پس وہ نہایا تو فوت ہوا آنحضرت کے پاس یہہ مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے آشفتہ ہو کر فرمایا خدا اُنکو ہلاک کرے انہون نے اسکو ہلاک کیا انہون نے (کسی اہل علم سے) پوچھہ کیون نہ لیا جب اُن کو علم نہ تہا۔ اُسکے آگے یہہ قول فرمایا۔ (دیکہو سنن ابوداؤد وغیرہ)۔

مجتہدون کا اتباع کرتے ہین جو کسی علم دینی اور اسکے متعلق علوم مین مداخلت نہین رکہتے علم صرف مین اونہون نے میزان نہین پڑہی۔ علم نحو مین مآیۃ عامل نہین دیکہی حدیث مین مشکوۃ بلکہ چہل حدیث بلکہ کوئی ایک حدیث اوستاذ سے نہین پڑہی قرآن کی ایک آیت بامعنی کسی عالم سے نہین سیکہی صرف اردو عبارت[†] ٹوٹی پہوٹی انکو پڑہنی آتی ہے۔ پہر اس بضاعت واستطاعت پر اونہون نے بعض نیم خام عربی دان طالب علمون کی مدد سے تالیف و تصنیف کو شروع کر دیا ہے اور منصب افتا و اجتہاد اختیار کر لیا ہے۔ ان بڑے بڑے مجتہدون اور ان کے اتباع عوام شائقین اتباع کے حال پر مثل ضعف الطالب والمطلوب خوب صادق آرہی ہے اور ان متبوعین کا مفتی و مصنف مجتہد بنجانا ایک علامت **قیامت** ہے جسکی پیشگوئی آنحضرت نی اس حدیث[‡] مین کی ہی جو ابو ہریرہ سے منقول ہی کہ آنحضرت ایک قوم سے باتین کر رہے تہے کہ ناگاہ ایک اعرابی آیا اور اس نے قیامت سے سوال کیا آنحضرت اپنی باتون مین لگے رہے جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ وہ سایل کہان گیا وہ بولا مین ہون یا رسول اللہ آپنے فرمایا جب امانت ضایع ہونے لگے تو قیامت کا منتظر ہو اس نے عرض کیا امانت کا ضایع ہونا کس طرح ہے آپ نے فرمایا کہ جب کام نااہلون کے سپرد ہو تو قیامت کا منتظر ہو یعنی حکومت سپرد ظالم ہو اور شہادت سپرد دروغ گو اور

[†] اسمین شک نہین ہے کہ اردو مین بھی بہت احادیث و مسایل اس زمانہ مین پائے جاتے ہین اور اپنے عمل کے لئے بہی کافی ہین مگر اوسمین کو فتوے دینے اور اجتہاد کرنیکے لئے ہنوز دلی دور ہے جن اصول و فروع کی تالیف و اجتہاد مین ضرورت ہے اور انکا جاننا تصنیف و اجتہاد کے لئے شرط ہے اردو مین انکا نام و نشان بہی نہین ہے۔

[‡] اس حدیث کی عبارت یہ ہے **عن** ابی ہریرۃ بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحدث القوم اذ جاءہ اعرابی فقال متی الساعۃ فمضی رسول اللہ فی حدیثہ حتی اذا قضاہ قال این السایل قال ہا انا یا رسول اللہ قال اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ قال وکیف اضاعتہا قال اذا وسد الامر الی غیر اہلہ فانتظر الساعۃ۔ رواہ البخاری۔

فتوی سُپرد جہلا و علی ہذا القیاس) ایک اور† حدیث مین آنحضرت نے فرمایا ہے علم کا قبض ہونا (جو دوسری حدیث مین ارشاد ہوا ہے) اس طرح نہ ہوگا کہ لوگون کے سینون سے علم نکال لیا جاویگا ولیکن قبضِ علم علما کی قبض (یعنی فوت ہوجانے سے) ہوگا یہانتک کہ جب خدا تعالی علما کو باقی نہ چھوڑے گا تو لوگ جاہلون کو سردار یا امام بنالینگے پھر وہ ان سے مسایل پوچھینگے تو وہ بلا علم فتوی دینگے پس خود بھی گمراہ ہون گے اور لوگون کو بھی گمراہ کرینگے۔

یہہ **آفت** و علامت قیامت مسئلہ تقلید کے غلط معنی سمجھنے اور اسکو بے محل اور بری طور پر استعمال مین لانے سے پیدا ہوئی ہے

مسئلہ عدم جواز تقلید (جسپر ایک ہمکو اور ہر محقق مذاہب اربعہ کو حق الیقین بلکہ عین الیقین ہے) کے صحیح معنی یہہ ہین کہ اہل علم یا جنکو اہل علم سے صحیح طور پر علم پہنچے قرآن و حدیث‡ کے مقابل مین کسی کی تقلید نہ کرین نہ یہ معنی کہ جن مسایل مین خود قرآن و حدیث کا علم نہ کہین یا نہین بھی کسی اہل العلم کا اتباع و سوال نہ کرین اور کس و ناکس للو و کلو اپنے آپ مجتہد بن بیٹھین

---

† اس حدیث کے الفاظ یہہ ہین **عن** عمرو ابن العاص قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا (رواہ الشیخان)

‡ دیکھو معیار الحق چھاپہ قدیم لاہور ۱۲۹۲ ہجری صفحہ ۸ لکہا ہے کہ تقلید مجتہدین کی عالم بالحدیث و بالقرآن کو وقت جاننے مسلکے قرآن یا حدیث سے اس مسئلہ معلومہ مین نہ چاہئے اور رسالہ ثبوت الحق الحقیق بالبیان حضرت مولانا و شیخنا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی جسکو اخیر مین صاف فرمایا ہے واضح ہو کہ جاہل ناواقف بمقتضای آیۂ کریمہ لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون وغیرہا من الآیات مسایل کا پوچھنا اور سیکھنا فرض و واجب ہے شرعا یعنی ہر جاہل وقت لاعلمی کے کسی عالم اہل ذکر سے خواہ اہلِ...

(بقیہ صفحہ ۱۵)

اور لوگون کو اپنی رائے و اجتہاد سے فتوی دین (چنانچہ آجکل ہورہا ہے اور مجتہدین بلا علم اسپر عمل ہے۔ کس و ناکس صاحب افتا، و اجتہاد ہے و اتباع علماء سے آزاد ہے۔

یہہ حال دیکہہ کر یہہ محض بنظر صیانت دین و نصیحت قسم ثانی متبعین اس تالیف و بیان مسائل کتاب و سنت کا قصد کیا ہے اور حسبۃً للہ اس بہاری بوجہہ کو اپنے ذمہ لیا ہے شاید خدا تعالی اس تالیف سے ان متبعین سنت کی راہنمائی کرے اور اس حیرانی و سرگردانی و آزادی و مطلق العنانی سے انکو بچائے۔

اس امر کا خیال مجہے عرصہ پندرہ سال سے تہا مگر ساتہہ ہی اس کے اپنی قلت استطاعت و کمی بضاعت کا خیال اس سے مانع بہی ہوتا

کہ یہہ منصب عالی امثال بخاری و مسلم وغیرہ ائمہ حدیث کو تہا پہر ان کے بعد علماء قرون متوسطہ کو حاصل ہوا جنہون نے متون حدیث کی شروح مین اپنی عمر کو خرچ کیا آخر قرون متاخرہ خصوصاً بلاد ہندوستان مین یہہ منصب امثال حضرت شاہ ولی اللہ کو تہا اور انہی پر ختم ہوا ہمارا یا ہمارے اقران و امثال علماء کا یہہ منصب کہان ہے کہ اس میدان مین قدم رکہین اور اس مہم کو فتح کرین مگر جب دیکہا [illegible] توقف علماء مین اور کام بگڑنے لگا عہدہ تصنیف و افتاء

[illegible] یاد رہے ۔ یہہ عبارتین اسلئے نقل کی گئی ہین کہ اس غلط فہمی عوام کا قصور لوگ ہمارے ذمہ لگاوین اور یہہ ہی نہ کہنے لگین کہ پہلے خود ہی عوام کو آزادی و خود اجتہادی کا فتوی دیا ہے اب برخلاف اسکے لوگون کو مقلد بنانا چاہتے ہین۔

عبارات معیار و ثبوت الحق الحقیق صاف و صریح طور پر ناطق ہین کہ عوام کو کسی نہ کسی عالم کا اتباع ضروری ہے آزادی و خود اجتہادی جائز نہین ہے۔ با اینہمہ کوئی اجازت آزادی و خود اجتہادی عوام کو ہمارے ذمہ لگاوے و ہماری تقریر حال کو مخالف بیان سابق قرار دے تو اسکا کچہہ جواب نہین ہے۔

کو خالی دیکھکر بے علموں نے سنبھال لیا اور منصب اجتہاد کو اپنے لئے تجویز کرکے اجتہاد شروع کردیا اور بمضمون حدیث مذکور (وسد الامر الی غیر اھلہ) صادق آنے لگا اور بمفہوم شعر (پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز۔ بسوخت عقل ز حیرت کہ اینچہ بوالعجبی ست) نے جلوہ دکھایا تو ناچار اسی بضاعت و استطاعت پر کچھہ نہ کچھہ لکھنا ضروری معلوم ہوا اور یہ خیال آیا کہ علماء کی قلت بہی اُن لوگوں کے نسبت کثرت ہے اور جو بضاعت و استطاعت خدا نے علماء کو دی ہے وہ اُن لوگوں کی بضاعت و استطاعت سے بدرجہا بڑہکر ہے لہذا جو علماء کی قلم سے نکلیگا وہ ان لوگوں کے اجتہادات سے بدرجہا بہتر ہوگا +

اسی خیال و امید سے ہمنے اس تالیف کا قصد کیا ہے اور حق تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس کار خیر مین ہماری مدد کریگا اور ہماری اس تالیف مین برکت دیگا اور اسکو اپنے دین کی حمایت اور عام متبعین کی ہدایت کا سبب بنائیگا وہ مجتہدین اس سے نہ سنبھلینگے سہی انکے متبعین عامہ شایقین عمل بالحدیث (**چند اعتراض اور اُن کے جوابات**) تو سنبھل جائینگی اور آزادی شاید ہمارے معاصرین علماء (جو تقلید کو تحقیق و استدلال پر ترجیح دیتے ہین) ہمارے اس عذر و تدبیر پر یہہ **اعتراض** کرین کہ آزادی و خود اجتہادی عوام کا علاج یہ نہین ہے جو تمنے تجویز کیا ہے بلکہ علاج اسکا یہ ہے کہ لوگون کو قطعاً عمل و استدلال قرآن و حدیث سے روک دیا جاوے اور تقلید مذہب و کتب سابقین کی تاکید ہدایت و وصیت عمل مین اور اور یہ سمجہایا جاوے کہ جو مسایل کتب سابقین (ہدایہ و شرح وقایہ و منہاج) وغیرہ مین مذکور ہین یہہ سب کے سب اسے مطابق و موافق قرآن و حدیث ہین۔ ہماری سمجہہ مین اُن کے دلایل نہ آوین تو کیا ہے؟ اسلئے ان کتابون کے مسایل کی تفتیش و تفحص اور اُنمین چون و چرا جایز نہین ہے اور بلا تردد و استفسار اُنپر عمل کرنا واجب ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اس علاج کو صحیح بھی مان لیا جاوے تو اس زمانہ آزادی و خود اجتہادی مین یہ کارگر نہین ہے ہمارے یا آپ لوگون کے کہنے سے کبہی وہ لوگ

آزادی و خود اجتہادی

تقلید اختیار نہ کرینگے۔ ہم کیا ہین ہمارے اور آپ کے اکابر متاخرین و متقدمین دوبارہ
دنیا مین آوین اور اُن لوگون کو اتباع و طلب دلیل سے ہٹاوین اور بلا دلیل پیروی
اُن کتب کی تاکید فرماوین تو بھی وہ لوگ نہ مانینگے۔ اس زمانہ آزادی مین ایسے لوگون کا
ایک یہی علاج ہے کہ جس مسئلہ مین انکو خطا و غلط راہ پر پاوین اور اُنکو حق پر لانا چاہین اُسکی
سند و دلیل قرآن و حدیث سے نکالکر اُنکے سامنے پیش کردین اور اُس سند کے زور سے
انکو خود رائی سے ہٹاکر پابند سنت کرین +

(۲) اسپر اگر وہ علماء یہ **اعتراض** کرین کہ اس صورت مین لازم تہا کہ کسی مذہب (حنفی
یا شافعی) کے کسی کتاب فقہ (ہدایہ یا منہاج) کے مسایل کو اسی طرز استدلال پر قرآن و حدیث
سے ثابت کیا جاتا اور اُن لوگون کو اُنہی مذاہب و کتب کی تقلید و اتباع پر قایم کیا جاتا نیا مذہب
محدثین قایم کرنا اور قرآن و حدیث کی تائید سے اُس کو رواج دینا کیا ضرور تہا +۔

اسکا **جواب** یہ ہے کہ مذہب محدثین نیا تو نہین بلکہ قدیم سے چلا آتا ہے اور
کتب فقہ و مذاہب میں اسکا ذکر موجود ہے جہان اہل رائے و اجتہاد کا ذکر پاؤگے وہان
اہل ظاہر و اصحاب الحدیث کا ذکر بھی ضرور دیکھوگے۔ اور نیز کوئی قول انکا ایسا نہ دیکھوگے
جسمین کسی نہ کسی مجتہد کا توافق نہ پاؤگے اور نیز تدوین و تالیف کتب اس مذہب
(صحیح بخاری جامع ترمذی وغیرہ) کی بھی آج نہین ہوئی بلکہ اکثر کتب فقہ سے پیشتر ہو چکی ہے
رہا یہہ کہ ہم نے اس مذہب کی تائید و بیان کا کیون التزام کیا اور مذہب حنفی یا شافعی
کی تائید و ترجیح پر کیون اکتفا نکیا۔ **اسکی وجہ** ایک یہہ ہے کہ ہمارے اعتقاد و خیال
مین (اگر دوسرونکے نزدیک نہو) مذہب محدثین کو اور مذہب پر ترجیح ہے اور **دوسری** یہہ
کہ جن لوگون کے عمل و فہمایش کے لیے ہم نے اس تالیف و بیان کا قصد کیا ہے اُنکے
نزدیک بھی یہی مذہب مرجح اور غالبًا کتاب و سنت کے موافق ہے **لہذا** ہم تائید مذہب
حنفی یا شافعی سے عاجز و معذور ہین اور مذہب اہلحدیث کی تائید و ترجیح مین مجبور ہین

[illegible]

جو لوگ اُن مذاہب کو مرجح اور غالباً کتاب و سنت کے موافق سمجھتے ہین وہ اُن مذاہب کے مسایل کو اسی طور سے مدلل فرما وین اور لوگون کو اُن مذاہب کیطرف بلاوین - الغرض بے دلیل بات کہنی اور مجرد فتوی لگا دینے کا اب وقت نہین رہا جس مذہب کو کوئی مرجح و مدلل سمجھے اُسکی ترویج وبیان کے لئے اسی صورت کی ضرورت ہے جو ہمنے تجویز کی ہے -

(۳) اسپر شاید وہ یہہ اعتراض کرین کہ مذہب محدثین کوئی شخصی مذہب نہین ہے بلکہ جو قول ظاہر حدیث و قرآن کے موافق ہو وہی مذہب محدثین ہے بخاری کا ہو خواہ مسلم کا امام احمد کا ہو خواہ اسحاق یا امام شافعی کا چنانچہ ترمذی اپنی جامع مین جابجا† اقوال امام احمد و اسحاق و شافعی کو نقل کرتا ہے اور اُن سب کو قول اصحابنا (یعنی مذہب اہلحدیث) سے تعبیر کرتا ہے - پس اس مذہب مرکب محدثین کی ترویج سے پابندی مذہب شخصی جاتی رہیگی اور وہی آزادی (جسکو غیر‡ مقلدی کہا جاتا ہے) پہیلیگی +

اسکا جواب یہہ ہے کہ اس مذہب مرکب محدثین کی تعمیل و ترویج سے ازادی وغیر مقلدی تو ہرگز متصور نہین کیونکہ اسمین بھی آیہ و حدیث اور کسی نہ کسی امام کی پیروی تو ضرور ہی کرنی پڑے گی پہر یہہ آزادی وغیر مقلدی کیونکر ہوئی ہان اس سے شخصیت مذہب بیشک جاتی رہیگی مگر اسکی قباحت و برائی ہماری سمجھ مین ابتک نہین آئی جب ہمارے احباب علماء اہل تقلید ہمکو پیروی شخصی مذہب کی ضرورت سمجھا دین گے تو ہم اسی قلم اور اسی زبان سے (جس سے مذہب محدثین کی ترویج کرتے ہین) کسی خاص مذہب حنفی یا شافعی کی ترویج و تائید شروع کر دین گے واللہ علی ما نقول وکیل وکفی باللہ وکیلا وکفی باللہ شہیدا - ابتک تو ہم یہی سمجھتے ہین کہ کسی مذہب شخصی (حنفی یا شافعی کی پیروی کسی پر واجب نہین ہے اور اس شخصیت سے ہر ایک کو قدرتی و شرعی ازادی

---

† دیکہو صفحہ ۲۶ وغیرہ کتاب ترمذی مطبوعہ میرٹھ ۱۲۸۲ ہجری ‡ یہہ معترض کا قول ہے ہم اپنی طرف سے

حاصل ہے۔

۱۔ اول تو خدا و رسول نے قرآن و حدیث مین کسی خاص مذہب یا خاص شخص کی پیروی کا حکم نہین فرمایا چنانچہ بیسیون علما اصولیین و فقہا حنفیہ و شافعیہ نے بہ تصریح بیان کیا ہے پھر آنحضرت کے اصحاب و خلفا نے کسیکو شخصی اتباع کا حکم نہین دیا اور اس زمانہ صحابہ مین کسی شخص نے کسی امام یا خلیفہ کا شخصی اتباع نہین کیا چنانچہ امام قرافی نے اسپر اجماع نقل کیا ہے پھر ائمہ مجتہدین نے کسی کو اتباع اپنے مذہب یا کسی

۱+ دیکھو حاشیہ شروح تحریر ابن الہمام تالیف ابن امیر حاج و سید بادشاہ و مسلم الثبوت و شروح مسلم و مختصر وغیرہ کتب اصول فقہ مین ہے لا واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالی و رسولہ و لم یوجب اللہ و رسولہ علی احد ان یتمذہب بمذہب رجل من الائمۃ ترجمہ واجب نہین مگر جو خدا اور رسول واجب کرین اور خدا و رسول نے کسی پر واجب نہین کیا کہ کسی ایک امام کا مذہب اختیار کرین اور میزان الکبریٰ شعرانی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۳۴ مین امام ابن عبد البر سے منقول ہے۔ لم یبلغنا فی حدیث صحیح و لا ضعیف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر احدا من الائمۃ بالتزام مذہب معین لا یرے خلافہ ترجمہ ہمکو کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین نہین پہونچا کہ آنحضرت نے کسیکو حکم دیا ہو کہ وہ ایک مذہب کو لازم کرلے جسکا خلاف صحیح نہ سمجھے۔ اور شرح عین العلم و سہم القوارض تصانیف ملا علی قاری اور قول سدید ابن الملاء فروخ مکی حنفی مین ہے۔ ان اللہ سبحانہ ما کلف احدا ان یکون حنفیا او شافعیا او حنبلیا او مالکیا بل کلفہم ان یعملوا بالکتاب و السنۃ ان کانوا علماء او یقلدوا العلماء ان کانوا جہلاء۔ ترجمہ خدا پاک نے کسی ایک کو حنفی یا شافعی یا حنبلی یا مالکی ہونیکا حکم نہین دیا بلکہ عالم ہون تو باستدلال کتاب و سنت عمل کرنیکا حکم دیا ہے اور اگر جاہل ہون تو علماء کی پیروی کرنے کا۔

دیکھو حاشیہ ++ مسلم و مختصر و میزان کبریٰ و ناظورۃ الحق وغیرہ مین ہے قال القرافی انعقد

اور مذہب کا ارشاد نہیں† کیا اور نہ انکے زمانہ میں کسی نے کسی ایک امام کا ہنا صکر اتباع کیا ہے اس پر بہی بہت سے علما نے اجماع†† ہو جانیکا صراحۃً یا اشارۃً دعویٰ کیا ہے مان قرون

بقیہ حاشیہ دوم

الاجماع علی ان من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء من غیر حجر واجمع الصحابة علی ان من استفتی ابابکر و عمر و قلدهما فله ان یستفتی اباهریرة و معاذ بن جبل.

ترجمہ قرافی نے کہا ہے اسپر اجماع ہو چکا ہے کہ جو کوئی مسلمان ہو وہ علما میں سے جسکی چاہے بے روک ٹوک تقلید کرے اور صحابہ کا اسپر اجماع ہوا ہے کہ جو ابوبکر صدیق و عمر فاروق سے فتویٰ لیتا اور اسکی تقلید کرتا اسکو جائز تہا کہ وہ ابوہریرہ اور معاذ بن جبل سے فتویٰ لے اور ان کی تقلید کرے۔

† حاشیہ نمبر ۸ تتمہ

میزان کبرے کے اسی صفحہ میں ہے۔ قال ابن السبکی لم یبلغنا عن احد من الائمة انه امر اصحابه بالتزام مذهب معین لا یری صحة خلافه بل المنقول عنهم تقریرهم الناس علی العمل بفتوی بعضهم بعضا لانهم کلهم علی هدی من ربهم **ترجمہ** ہمکو کسی امام سے یہ بات نہیں پہنچی کہ اس نے اپنے مقلدوں کو کسی مذہب معین کو لازم پکڑنے کا حکم جسکا خلاف کرنا وہ صحیح نہ سمجھے دیا ہو بلکہ ان سے یہی منقول ہے کہ انہوں نے ایک کو دوسرے کے فتوے پر عمل کرنے کو قائم و ثابت رکہا ہے کیونکہ ان سب کے نزدیک سبہی امام خدا کی طرف سے ہدایت پر ہیں ✤

†† حاشیہ نمبر ۹

کتاب القواعد کبرے تالیف شیخ عز الدین بن عبد السلام میں ہے (چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ و انتباہ و عقد الجید میں نقل کیا ہے) لم یزل الناس یسألون من اتفق من العلماء من غیر تقیید بمذهب ولا انکار علی احد من السائلین الی ظهرت المذاهب و متعصبوها من المقلدین **ترجمہ** ہمیشہ سے لوگ بلا قید مذہب جس عالم سے اتفاق ہوتا مسئلہ پوچھ لیتے اور کوئی انکو اس سے نہ روکتا یہاں تک کہ مذاہب اور ان کے متعصب مقلد پیدا ہوئے (وہ متعصب روک ٹوک کرنے لگے) **میزان کبرے** کے صفحہ ۱۷ میں کہا ہے امام ابومحمد جوینی نے کتاب **محیط** تصنیف کی ہے جسمیں ایک مذہب کی روش اقتباع

متاخرہ میں شخصیت مذہب کا بلا دلیل شرعی اکثر لوگوں میں رواج ہو گیا تھا مگر اس زمانہ میں وہ رواج
بھی نہیں رہا پہلے رواج کو دوسرے رواج نے اٹھا دیا ہے پس ہماری تالیف و بیان میں
اس شخصیت مذہب کا التزام ولحاظ نہیں رہا تو کونسا محل اعتراض ہے ؛

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸

نہیں کی اور کہا کہ شیخ امام فقیہ محدث مفسر اصولی شیخ عبد العزیز دیرینی اور شیخ الاسلام عز الدین
بن جماعہ اور شیخ علامہ شہاب الدین برلسی اور شیخ علی بنبتیتی (امام شعرانی کا شیخ) چاروں مذاہب سے
لوگوں کو فتوی دیا کرتے تھے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے بہت بڑی جماعت علماء سے نقل
کیا ہے کہ وہ چاروں مذاہب پر لوگوں کو فتوی دیتے تھے مگر عوام کو جو کسی مذہب معین کے
پابند نہیں ہوتے اور کسی مذہب کے اصول و اقوال کو نہیں جانتے" اور صفحہ ۳۰ میں کہا ہے کہ
شیخ عبد العزیز دیرینی نے کتاب الدرر الملتقطہ فی المذاہب المختلفہ تالیف کی ہے جس میں
چاروں مذہب پر فتوی دیا ہے اور صفحہ ۳۴ میں ان ائمہ اور اکابر کا نام لیا ہے جنہوں نے ایک مذہب
کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کو اختیار کیا ہے وہ اکابر یہ ہیں (۱) شیخ عبد العزیز خزاعی پہلے مالکی
تھے جب امام شافعی بغداد میں پہنچے تو ان کے تابع ہو گئے (۲) محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم
پہلے مالکی تھے جب امام شافعی مصر میں پہنچے تو وہ شافعی ہو گئے (۳) ابراہیم بن خالد بغدادی
پہلے حنفی تھے جب امام شافعی بغداد میں پہنچے تو وہ شافعی ہو گئے (۴) ابو ثور پہلے اپنا مذہب
مستقل رکھتے تھے پھر شافعی ہو گئے۔ (۵) ابو جعفر ترمذی (ابو عیسی ترمذی صاحب جامع
ترمذی نہ سمجھ لینا) پہلے حنفی تھے پھر شافعی ہو گئے (۶) ابو جعفر طحاوی پہلے شافعی تھے
پھر حنفی ہو گئے (۷) امام مشہور خطیب بغدادی پہلے حنبلی تھے پھر شافعی ہو گئے (۸)
ابن فارس مصنف کتاب مجمل در علم لغت پہلے شافعی تھے پھر مالکی ہو گئے (۹) سیف الدین آمدی
اصولی مشہور حنبلی تھے پھر شافعی ہو گئے (۱۰) نجم الدین بن خلف مقدسی پہلے حنبلی تھے پھر شافعی
ہو گئے (۱۱) محمد بن ابان نحوی پہلے حنبلی تھے پھر شافعی ہوئے پھر حنفی ہو گئے۔ (۱۲) امام مشہور
تقی الدین بن دقیق العید پہلے مالکی تھے پھر شافعی ہو گئے (۱۳) شیخ الاسلام کمال الدین بن یوسف دمشقی

ہمارے احباب معاصرین کو چاہیے کہ اس زمانہ آزادی وخود اجتہادی مین ثبات وقیام تقلید شخصی کی حرص نکرین مطلق تقلید ہی کی خدا سے خیر مانگین اور اسی کے قایم رہنے کو غنیمت سمجھکر اسمین جہانتک وسعت ہو کوشش کرین۔

اس زمانہ مین ایسی تحقیق کی ہوا (خدا اسکے طوفان سے بچاوے) چل رہی ہے کہ اہل اصول اسلام پر لوگ نکتہ چینیان کر رہے ہین اور تفاصیل حشر ونشر وبعثت ونبوت واحکام حلت وحرمت کی عقلی دلایل پوچھتے ہین اور یہہ باتین نہ صرف اہل اسلام مین پائی جاتی ہین بلکہ غیر مذہب وملت عیسائی ہنود وغیرہ) کے نو تمیز مجتہدین اور محققین سے بھی کبھی پائی جاتی ہین

بقیہ حاشیہ

پہلے حنبلی پھر شافعی (۱۴) امام ابوحیان پہلے اہل ظاہر سے تھے پھر شافعی ہوگئے۔ ان تفاصیل سے امام شعرانی نے یہ جتایا اور بتلایا ہے کہ ایک مذہب کا التزام نہ کرنا زمانہ مجتہدین سے لیکر امام شعرانی کے زمانہ تک ایسا متفق علیہ علماء قدیم وجدید چلا آتا ہے کہ اسکو سبیل المومنین کہا جا سکتا ہے جسکا خلاف کرنا بحکم آیہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ جائز نہین ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے عقد الجید مین اس تفصیل سے یہی مطلب نکالا اور کہا ہے ونقل الشيخ عبد الوهاب عن جماعة عظيمة من علماء المذاهب انهم كانوا يعملون ويفتون بالمذاهب من غير التزام مذهب معين من اصحاب المذاهب الى زمانه على وجه يقتضي كلامه ان ذلك امر لم يزل العلماء عليه قديما وحديثا حتى صار بمنزلة المتفق عليه فهذا سبيل المؤمنين الذي لا يصلح خلافه ترجمہ اسکا وہی ہے جو نقل علماء سے پہلے کیا گیا ہے اور طوالع الانوار حاشیہ الدر المختار تالیف شیخ عابد حنفی مین ہے وجوب تقليد مجتهد معين لا حجة عليه لا من جهة الشريعة ولا من جهة العقل كما ذكره الشيخ ابن الهمام من الحنفية في فتح القدير وفي كتابه المسمى بتحرير الاصول وبعدم وجوبه صرح الشيخ ابن عبد السلام في مختصر منتهى الاصول من المالكية والمحقق عضد الدين من الشافعية وذكر ابن امير الحاج في التحبير شرح التحرير ان القرون الماضية اجمعوا على انه لا يحل لحاكم ولا مفت تقليد رجل واحد بحيث لا يحكم

سُننے مین آتی ہین - پھر ایسے وقت تحقیق مین آیمہ فروع کی تقلید شخصی کو کون پوچھتا ہے اور کسی خاص شخص کے بلا دلیل پیروی کو کون قبول کرتا ہے -

پس اگر علماء کو نصیحت (خیر خواہی) وحمایت اسلام کا ادعا ہے تو تقلید شخصی کے جھگڑون کو یک لخت چھوڑ دین اور جن مذہب اسلامی کو حق سمجھتے ہین اسکے حق ہونے کے دلایل عقلی و نقلی لوگون کو سُناوین اور اس ہوا تحقیق سے بچانے کے لئے کوئی اوٹ وآڑ بناوین اور جن سے خود یہہ کام نہ ہو سکے وہ اُن لوگون سے جو اس کام مین لگ رہے ہین موافقت کرین انکی مزاحمت اور معارضہ کے لئے مستعد نہ ہو جاوین جن مذہب

(۹) ولا یغنی فی شیء من الاحکام الا بقوله ترجمہ مجتہد معین کے تقلید کے واجب ہونے پر کوئی دلیل نہین نہ شرایعت کی طرف سے نہ عقل کے چنانچہ حنفیون مین سے شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر میں تحریر مین ذکر کیا ہے اور مالکیون مین سے شیخ ابن عبد السلام نے مختصر منتہی الاصول مین اور شافعیون مین سے قاضی عضد نے اور ابن امیر الحاج نے تحبیر شرح تحریر مین کہا ہے پہلے زمانون کے لوگون نے اسپر اجماع واتفاق کیا ہے کہ کسی عالم ومفتی کو ایک ہی شخص کا مقلد بنا اس طور پر کہ کسی مقدمہ مین بجز قول اس شخص کے کسی اور کے قول پر فتوی وحکم دینا جایز نہین ہے یہہ دعوی اجماع واتفاق بہت کتب اصول جیسے شرح تحریر شرح مسلم شرح مختصر الاصول منتہی الاصول تقریر الاصول عقد الفرید شرنبلالی حنفی انتباہ حجۃ اللہ تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہ مین پایا ہے مگر خوف تطویل سے ان دو تین کتابون کی نقلون پر اکتفا کیا -

التماس

ان چارون حواشی کے بیان سے تقلید مذہب معین کو واجب نہ سمجھنے مین ہماری معذوری ومجبوری سامعین وناظرین کو واضح ہوگی - ومع ذلک قایلین وجوب تقلید مذہب معین کی خدمات بابرکات مین بڑے ادب وخلوص کے ساتھہ التجا والتماس کیجاتی ہے کہ اگر ہمارے ائمہ کرام نے

(حنفی یا شافعی یا اہلحدیث) کو کوئی دلیل سے ثابت کرنا چاہے اور لوگون سے اس مذہب کو تسلیم کراوے اسی مذہب کے ثبوت و تسلیم کو غنیمت جان لین اور اسکو ثبوت و تسلیم اسلام شمار کرین اور یہہ خیال کرین کہ دین اسلام ان سب مذاہب اسلامیہ کا مجموعہ ہے پس جو مذہب منجملہ ان مذاہب کے ثابت ہوگا اسی سے ثبوت اسلام متصور ہے اور جس مذہب کا ان مذاہب سے رد و ابطال ہوگا اسی مین رد و ابطال ایک جزو اسلام کا پایا جاویگا اور اگر سب مذاہب اسلامیہ ایک دوسرے کی رد مین متوجہ ہون گے تو مجموعہ اسلام باتفاق مجموعہ اہل اسلام رد ہو جایگا والعیاذ باللہ ✤

پہلا پیوان باتون کو خیال مین لاؤ اور باہمی جہگڑے چھوڑ کر جس مذہب کو حق سمجھتے ہو اسکا ثبوت بلا مزاحمت دوسرے مذاہب اسلامی کے بہم پہنچاؤ اور وصیت خداوندی واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا - ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم کو عمل مین لاؤ

وستنزلات کو یہ خلاف کسی صاحب کے خیال مین کوئے دلیل وجوب تقلید مذہب معین ہو تو خدا کے لیے ہمکو اس سے آگاہ فرماوین اور ہماری معذوری و مجبوری کو اٹھاوین ہم بکمال شکر گذاری اس دلیل کو بسر و چشم قبول کرینگے اور اس ہادی محسن کے بال بال سے گرویدہ و ممنون احسان ہون گے - ہم آجکل اس دلیل کی تلاش رکہتے ہین اور تقلید مذہب معین کو اس زمانہ آزادی مین دل سے چاہتے ہین اور اپنی عقل و خیال سے پسند کرتے ہین اور اس مرض آزادی کے لئے اسکو عمدہ علاج سمجھتے ہین مگر افسوس! پہر افسوس!! ہم اسپہ کوئی شرعی سند و دلیل نہین پاتے اسلئے لوگون پر اسکے وجوب کا حکم نہین لگا سکتے اور اس آزادی کا وہی علاج متعین سمجھہ بیٹھے ہین جسکے عمل و بیان کے درپے ہین - اگر کوئی خدا کا پیارا ہمکو تقلید مذہب معین کی دلیل شرعی بتادے تو ہم بشکر گذاری اسکو قبول کرینگے اور اس مرض آزادی کے علاج کے لئے تقلید مذہب معین کو اکسیر سمجھہ کر اسکے اثبات مین اپنی قوت و اوقات کو خرچ کرین گے اور اس مشکل علاج کو جو ہمارے سر پہ جبل عظیم کا سا بوجہہ ہے فورًا ترک کر دین گے - ناظرین با تمکین و منصفین اہل دین سے

آیندہ اختیار ہے وہ ہر کسی مصلحت خویش نکو میداند +

اب ہم اصل مطلب کیطرف توجہ کرتے ہیں اور اسمیں خدا تعالی سے توفیق چاہتے ہیں مگر وہ مطلب ایک **مقدمہ** کے بیان پر موقوف ہے جسمین منشاء اختلاف مذاہب کا بیان کرنا اور چند شبہات مانعہ عمل بالحدیث کا جواب دینا۔ اور چند اصلاحات واصول اہلحدیث کا بیان کرنا مدنظر ہے۔

منشاء **اختلاف** کے بیان سے غرض ومفاد دو امر ہیں۔ **ایک** یہ کہ ہمارے بھائی غیر مقلدین ائمہ مجتہدین سابقین سے سوء ظنی چھوڑ دین اور دیدہ دانستہ مخالفت نصوص کا اُن پر گمان نہ رکھین۔ اور یہ اعتراض نہ کریں کہ جس حالت مین احادیث صحیحہ [illegible] دواوین سنت میں موجود اور آفاق میں مشتہر ہو چکے ہیں تو پھر انہوں نے بعض احادیث کا عمل کیون ترک کیا ہے۔ **دوسرا** یہ کہ ہمارے بھائی مقلدین مجتہدون کی بعض احادیث پر عمل نہ کرنے کو اُن احادیث کی بے اعتبار یا ناقابل عمل ہونے کی دلیل نہ سمجھین اور اس خیال سے اُن احادیث کے برخلاف تقلید مجتہدین کو واجب نہ جانین بلکہ یہ یقین کرلین کہ مجتہدین کا اُن احادیث پر عمل نہ کرنا ایسی اسباب سے ہی ہوا ہے جو ہمارے وقت آجکل مین متحقق نہیں ہیں لہذا اُن احادیث پر عمل نہ کرنے مین مجتہدین معذور تھے ہم معذور نہیں ہیں۔

پس واضح ہو کہ بیان منشاء وسبب اختلاف ائمہ بہت سی کتابون مین ضمناً پایا جاتا ہے

امید ہے کہ میری اس التماس کو حسن ظنی سے قبول فرما کر مجھے اس بیان و خیال مین خطا پر پاوین تو بیان حق بادلیل سے میری رہنمائی کرین اور اگر اسکو حق پاوین اور اُسکے خلاف کا اثبات نکر سکین تو میرے خیال کی موافقت وتائید مین قلم اٹھا دین یہ نہ ہو سکے تو سکوت ہی عمل مین لا دین مجادلین زمانہ کی طرح میرے رد وجواب کے درپے نہ ہو جاوین۔ مین کسیکے رد وجواب کے درپے نہیں ہون میری کلام کو [illegible] کہ مجھ سے جھگڑا لڑائی شروع نہ کردین۔ آیندہ توفیق منجانب اللہ۔

مگر مستقل طور پر اس امر کا بیان تین رسالون مین میری نظر سے گزرا ہے اول رسالہ **رفع الملام** عن الائمۃ الاعلام تالیف شیخ ابن تیمیہ حنبلی رح دوم رسالہ **الانصاف** فی بیان اسباب الاختلاف تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح جسکا ماحصل آپنے حجۃ اللہ البالغہ مین بیان کیا ہے) سوم رسالہ **ایقاف** علی سبب الاختلاف تالیف شیخ محمد حیات مہاجر مدنی رح۔

ان سب مین رسالہ ایقاف نہایت مختصر ہے اسلئے اس مقام مین اسکا لفظ بلفظ نقل کرنا مناسب نظر آیا ہے اسیمین خلاصہ رفع الملام آجائیگا اسکے بعد خلاصہ کلام حضرت شاہ ولی اللہ کو بیان کیا جاویگا انشاء اللہ تعالی۔ مصنف ایقاف فرماتے ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الذی قسم بحکمتہ الاحلام فی الانام وجعلہم مختلفین فی الافہام والصلوۃ والسلام علی سید الکرام وآلہ وصحبہ الی یوم القیام اما بعد فہذہ ایقاف علی سبب الاختلاف اعلم ان اللہ تعالی اصطفی من خلقہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم وجعلہ رسولا الیہم وبین لہم [illegible] وعلمہ کل ما یحتاجون الیہ فی الدین الذی بعث بہ وکان اصحابہ الذین اختارہم اللہ لصحبتہ ونصرۃ دینہ مغترفین من بحور علومہ منہم المقل والمکثر علی قدر الاستعداد والفہم والملازمۃ۔

منزہ ہے وہ (خداوند تعالی) جس نے اپنی حکمت سے لوگون مین عقلون کو بانٹا اور انکو مختلف سمجھہ والے کر دیا اور درود وسلام (آنحضرت) سب بزرگون کے سردار پر ہو۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر قیامت تک ہوں۔ اسکے بعد یہ رسالہ ہے ایقاف علی سبب الاختلاف تو جان لے بلاشبہ خدا تعالی نے آنحضرت صلعم کو اپنی مخلوق سے چن لیا اور اپنے بندون مین رسول اپنی پیغمبر بنایا اور انکو سب کچھہ جو دین کے متعلق تہا تعلیم فرمایا اور آنحضرت کے اصحاب جنکو خدا نے آپکی صحبت اور آپکی دین کی مدد کے لئے چن لیا تہا آپکے دریا علوم سے چلو بہر لیتے تہے اپنی سمجھہ و قابلیت و صحبت کے اندازہ کے موافق

وبالجملة فهم في ذلك متباينون تباينا عظيما
ولم يحط احد منهم بجميع معلوماته
بل ولا بجميع مقولاته اذ لا تحيط الانهار
بالبحر ولكنه صلى الله عليه وآله وسلم
ما مات حتى بلغ الى الجميع ما امر بتبليغ
[illegible] اليهم وكانوا متفرقين
في مواطن مختلفة الامكنة والبلدان
وكان عند بعضهم من العلم ما ليس عند
غيره وكانوا يختلفون تارة في المعنى من
النص كما وقع في امر امرهم النبي صلى
الله عليه وآله وسلم ان لا يصلوا
العصر الا في بني قريظة فمنهم من
اخذ بظاهره ومنهم من اخذ
بتاويله ويختلفون تارة في الاستنباط
من النص بالقياس كما وقع لعمرو بن العاص

کوئی کم کوئی زیادہ - اسمین وہ آپسمین بڑا
فرق رکھتے تھے انمین سے کسینے آپ کے سبھی
معلومات اور اقوال پر احاطہ نہ کیا کیونکہ
نہرین دریاون کو گھیر نہین سکتین ولیکن
ہنوز آنحضرت فوت نہ ہوئے تھے کہ جملہ امت
کو بھی یہ جسکی تبلیغ کی وہ مامور تھے
پہنچ گیا وہ لوگ متفرق وطنوں مختلف مکانوں
شہرون مین تھے انمین ایک کو وہ علم
ہوتا جو دوسرے کے پاس نہ ہوتا - اور
کبھی وہ معنی حدیث مین اختلاف کرتے
جیسے ان لوگون کو اتفاق ہوا جنکو آنحضرت
نے حکم دیا تھا کہ عصر کی نماز بنی قریظہ† ہی مین
پڑہین پہر کسینے اسکے ظاہری معنی لئے کسی
نے تاویل کی اور کبھی نص (آیہ قرآن یا حدیث)
سے استنباط کرنے مین اختلاف کرتے جیسے عمرو بن عاص

† بنی قریظہ قبیلہ یہود کا نام ہے جو آنحضرت صلعم کو بہت ستاتے اور ہمیشہ فتنہ و فساد برپا رکھتے تھے جب آنحضرت نے غلبہ و تسلط پایا تو انکو نواح مدینہ سے جلا وطن کر دیا - اسموقع پر جب نبرد آزما ہونے کو نکلے تو یہ حکم دیا تھا کسیلیے انمین سے اس حکم کے ظاہری معنی کا لحاظ کیا اور کہا کہ ہم راستہ مین نماز نہ پڑہین گے اور کسینے اس حکم کی تاویل کی اور یہ بات کہی کہ اس حکم سے جلد پہنچنا مقصود ہے نماز مین تاخیر کرنا مقصود نہین ہے - پس نماز راستہ مین پڑھ لی جب آنحضرت کے پاس آئے تو آنحضرت نے کسی فریق کو سرزنش نہ کی - دیکھو صحیح بخاری

حين تيمم من الجنابة في شدة البرد
متأولا قوله تعالى لا تقتلوا انفسكم ونظائره
في غير ذلك ثم انتقل صلى الله عليه
وآله وسلم وقام مقامه وزيره
الاكبر وصديقه الافخر فكان رضي الله
عنه يعمل بالكتاب وما بلغه من السنة
وان لم يجد فيهما شاور الصحابة فان
وجد عندهم نصا اخذ به وقد فاته
بعض الاحاديث والاقياس على ما في
الكتاب والسنة او على اجماعهما
واخذ به۔

صحابی کو اتفاق ہوا جبکہ اونہون نے سخت
سردی مین جنابت سے تیمم کر لیا اور
کبھی اور امور مین اختلاف کرتے پھر آنحضرت
صلعم رحلت فرما ہوئے تو آپ کے قائم مقام
وزیر اکبر اور صدیق افخر ہوئے تو آپ کتاب اللہ
اور حدیث رسول اللہ پر جو آپکو معلوم ہوتی
عمل کرتے ان دونون مین (اپنے نزدیک)
کوئی حکم نہ پاتے تو اور اصحاب رسول اللہ
سے مشورہ لیتے پس اگر ان اصحاب شورے
کے پاس کوئی حدیث پاتے تو اسکو عمل مین
لاتے اور بعض حدیثین آپ کو معلوم ہی نہین ہوئین
اور اگر ان کے پاس بھی کوئی حدیث نہ پاتے تو کسی حکم کتاب یا سنت پر قیاس فرماتے ✦

مترجم کہتا ہے اس رسالہ مین جا بجا اکابر صحابہ کے قیاس کرنیکا ذکر ہوا اور بہت سی کتب حدیث مین انہی اکابر صحابہ سے
قیاس کے نفی و مذمت بھی مروی ہے چنانچہ شمہ ازان ضمیمہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۰ جلد ۱۵ نمبر پانزدھم مین ہم بیان کر چکے ہین ان آثار
نفی و مذمت کی نظر سے اصحاب ظواہر آثار مثبتہ قیاس کی یہ تاویل کرتے ہین کہ جن مسائل کو ان اکابر نے بصورت قیاس بیان
کیا ہے ان مسایل مین انکا اعتماد در اصل قیاس پر نہ تھا بلکہ اور طرق استنباط کتاب و سنت پر تھا جسکو انہون نے
لایق سمجھ مخاطبین نہ دیکھا اسلیئے ان مسایل کو بمجھ مخاطبین کے موافق صورت و پیرایہ قیاس مین بیان کیا اس تاویل
کی تائید مین وہ یہ نظیر پیش کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم سے ایک عورت نے اپنی ماں کیطرف سے حج کرنیکا حکم پوچھا تو آپنے
جواب دیا کہ اگر تیری ماں پر قرض ہو تو اسکو تو ادا کرتی یا نہین اسنے عرض کیا ہان یا رسول اللہ پس آنحضرت نے فرمایا کہ خدا
کا حق بھی ادا کر اور وہ کہتے ہین کہ یہ حکم آنحضرت نے ان لوگون کے سمجھانیکو پیرایہ قیاس مین بیان کیا ہے نہ یہ کہ درحقیقت آنحضرت نے
حج کا قرض پر قیاس کیا ہے کیونکہ قیاس بوقت موجود ہونے نص کے ہوتا ہے اور آنحضرت کا کلام خود نص ہے جو وحی غیر متلو کہلاتا ہے

ثم انتقل الی الله تعالی وقام مقامه
الفاروق رض وکان یعمل بالقرآن والحدیث
وان لم یجد فیهما شیئا شاور الصحابة
فان وجد عندهم نصا اخذ به وقد
فاتته بعض الاخبار عن الصحابة غالبا
او تارة یاخذ بقول الصدیق والاجتهاد
واستخرج اراء الناس فیما لا یجد دلیلا
اخذ به وقلما یخطی فی رایه ثم انتقل
الی الله تعالی وقام مقامه ذو النورین
رضی الله عنه وکان یاخذ بالکتاب
والسنة وقول الشیخین غالبا او تارة
ثم انتقل الی الله تعالی وقام مقامه
زوج الزهرا رضی الله عنهما فکان یاخذ
بالکتاب والسنة والقیاس وکان
الصحابة رضی الله تعالی عنهم اعلم الناس
بالکتاب والسنة وافهمهم بهما وکانوا
یعملون بهما وکانوا یرجعون عن اقوالهم
وافعالهم اذا بلغهم الحدیث الذی
فانهم کانوا یختلفون فی بعض الفروع
ولم یقصروا فی اتباع الحق وتفرقوا
فی مشارق الارض ومغاربها وجنوبها

پھر آپ نے انتقال کیا اور آپ کے قایمقام
عمر فاروق رض ہوئے وہ بھی قرآن وحدیث پر
عمل کرتے اور اگر قرآن وحدیث مین کوئی امر نپاتے
تو اصحاب سے پوچھتے ان کے پاس کوئی حدیث
پاتے تو اسکو لیتے اور بعض حدیثین آپکو بھی معلوم نہین
ہوئین اور اگر کوئی حدیث ان کے پاس بھی نپاتے
تو اکثر انکا بھی قول صدیق اکبر کو بھی عمل مین لاتے
ورنہ خود اجتہاد کرتے اور لوگون کی رائے بھی لیتے
پھر جس کو صواب سمجھتے اسپر عمل کرتے اور اپنی رائے
مین خطا کم کرتے پھر آپ نے انتقال کیا تو آپ کے قایمقام
عثمان ذوالنورین ہوئے وہ بھی کتاب وسنت پر اور غالبا
یا اکثر قول شیخین (صدیق وفاروق رض) پر عمل کرتے
پھر آپ نے انتقال کیا اور آپکے قایمقام (علی مرتضی)
شوہر فاطمہ زہرا سلام الله علیہا وعلی ابیہا ہوئے تو آپ
بھی قرآن وحدیث وقیاس پر عمل کرتے اور سبھی صحابہ
کو قرآن وحدیث کا علم وفہم خوب تھا اور وہ سب
قرآن وحدیث پر عمل کرتے اور اپنے قول وفعل سے
رجوع کر لیتے جب ان کو اپنے قول وفعل کے مخالف
کوئی حدیث پہنچتی جو پہلے نہ پہنچی تھی اور بعض
فروعات مین آپسمین اختلاف بھی رکھتے مگر حق
کے ماننے سے قصور نہ کرتے وہ مشرق ومغرب وجنوب

وشمالها واخذ منهم العلوم اقوام متفرقون ثم لایزالون یقلدون ویکثر الاختلاف بسبب اتباعهم الذین اخذ منهم العلوم حتی انقرضوا بالکلیة۔

وشمال مین پہیل گئے تہے اور مختلف قومون نے اُن سے علوم حاصل کی پہر اصحاب کم ہوگئے اور اختلاف بڑہتا گیا اُن لوگون کی جہت سے جنہون نے اُن سے علوم حاصل کیا تہا یہانتک کہ وہ بالکل تمام ہوئے۔

وقام مقامهم فی الفتوی وغیرہ علماء التابعین وزادوا فی الاختلاف لاختلاف فهمهم فی العلوم والفهوم ثم قام مقامهم علماء التابعین وزادوا فی الاختلاف وربما اتفقوا هم وقبلهم فیما کان مختلفا فیه قبل تصیر الامر الذی یجتمع علیه مجمعا علیه بعد ما کان مختلفا فیه وکان فی کل زمن وبلد خلق کثیر من اهل الاجتهاد والفتوی والحدیث ونحوها وکانت لهم مذاهب مختلفة وارائهم متفرقة فوفق الله تعالی تلامذة الائمة الاربعة واصحابهم لضبط مذاهبهم وتدوینها ونشرها حتی لم یبق من اتباع غیرهم الا قلیل لحکمة یعلمها الله تعالی وندرت مذاهب

اور فتوی وغیرہ مین تابعین اُن کے قایمقام ہوئے اور وہ اختلاف علم وفہم کے سبب اختلاف مین بڑہ گئے پہر تبع تابعین انکے قایمقام ہوئے تو وہ اختلاف مین اور بہی بڑہ گئے اور بعض مسائل جنمین پہلے صحابہ مین اختلاف تہا تابعین وتبع تابعین کا اتفاق ہوگیا اور وہ امر اختلافی اتفاقی بنگیا ہر زمانہ اور شہر مین بہت لوگ صاحب فتوی وحدیث واجتہاد ہوگئے اور انکے مذاہب مختلف اور آرا متفرق ہوگئی۔ خدا تعالی نے ائمہ اربعہ کے شاگردون اور صحبتیون کو توفیق دی تو انہون نے ان کے مذاہب کو ضبط کیا اور انکی کتابین تصنیف کین اور اون کو پہیلایا یہانتک کہ خدا کی حکمت سے جسکو وہی جانتا ہے اور مذاہب کے اتباع بجز اقل قلیل

+ مترجم کہتا ہے کہ مذاہب اربعہ کی شہرت اور دوسرے مذاہب مختلفہ کی ندرت وندرت کی اصلی حکمت کا خدا ہی کو علم ہوگا جیسا کہ مصنف نے کہا ہے مگر اسکا ظاہری سبب دنیاوی شوکت وریاست ہی علما نے بیان کیا ہے

غیر هذه بقیت مذاهبهم معمولة وبسبب الاختلاف اشیاء کثیرة ایها منها الاختلاف فی العلوم والفهوم وکون النصوص قابلة للاحتمالات باعتبار الالفاظ والنظم والترکیب والسیاق وغیر ذلک	باقی مذہب وہ مذاہب بے نشان ہو گئے انہی چار اماموں کے مذہب معمول مروج رہے ان سب مذاہب کے اختلاف کے بہت سبب ہیں جنکا حصر و شمار ممکن نہیں ہے ازانجملہ علموں اور سمجھوں کا مختلف ہونا اور نصوص (قرآن و حدیث) کا الفاظ و نظم و ترکیب کے

کہ مذہب امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اور مذہب امام مالک علیہ الرحمۃ کا سبب اشتہار یہ ہوا ہے کہ ان
مذاہب کے اکابر و اعیان کو قضاء و قرب حکام وقت حاصل تھا پس اس قرب و منصب کے ذریعہ سے انہوں
نے انہی مذاہب کو پھیلایا جنکو اپنے اپنے اعتقاد میں قرآن و سنت کے مطابق سمجھا حضرت شاہ
ولی اللہ نے کتاب **حجۃ اللہ البالغہ** کے [illegible] میں کہا ہے وکان اشہر اصحابہ ذکرا
ابو یوسف تولی قضاء القضاة ایام هارون الرشید فکان سببا لظهور مذهبه
والقضاء به فی اقطار العراق وخراسان وما وراء النهر **ترجمہ** امام ابو حنیفہ رح
کے شاگردوں میں بڑے مشہور و معروف امام ابو یوسف تھے وہ ہارون رشید کے عہد میں قاضی القضاة
کے عہدہ پر مامور ہو گئے یہ ان کے مذہب کے ظاہر ہونے اور اسکے موافق عراق و خراسان و
ماوراء النہر کے اطراف میں قضا نافذ ہونے کا سبب ہوا اور حضرت شاہ عبد العزیز **بستان المحدثین**
میں فرماتے ہیں ابن حزم درحق دو کس نوشته که این دو مذهب در عالم از راه ریاست و سلطنت رواج
و اشتهار گرفته اند مذهب ابو حنیفه و مذهب مالک چرا که قاضی ابو یوسف قضاء کل ممالک بدست او بود
از طرف او قضاة مقرر شدند پس بهر قاضی شرط میکرد که عمل و حکم بمذهب ابو حنیفه نماید و در اندلس
یحیی بن یحیی نزد سلطان آنوقت بحدے مکرم بود و [illegible] گشت که هیچ قاضی و حاکم بے مشوره
او منصوب نمیشد پس او غیر از یاران و همداستان خود را متولی نمی ساخت انتهی کلام ابن حزم
جناب شاہ صاحب نے اندلس میں مالکی مذہب کے رواج کا یہی سبب بتایا ہے کہ لوگ اندلس سے حج و زیارت
مدینہ منورہ کے لئے آتے اور مدینہ میں امام مالک کی فضیلت اور بزرگی و وسعت علم کا حال تک اندلس

نقل الحافظ ابن القیم عن ابن حزم رحمهما
الله ما حصله انه قد یحفظ الانسان الحدیث
فلا یحضره ذکره فیفتی بخلافه وقد
یعرض هذا فی القرآن الا ترى ان
عمر رضی الله عنه نهى ان یزاد
فی المهر على عدد مهور النبی
صلی الله علیه وسلم حتى ذکرته امرأة
بقول الله تعالى وآتیتم احداهن
قنطارا فترك قوله وقال کل احد
اعلم من عمر وکذلك امر برجم
امرأة ولدت لستة اشهر فذکره
علی رضی الله تعالى عنه بقوله تعالى
وحمله وفصاله ثلاثون شهرا مع
قوله تعالى والوالدات یرضعن اولادهن
حولین کاملین فرجع عن الامر
برجمها وهم ان یسطو بعیینة
بن حصن اذ جفا علیه حتى ذکره الحر

لیا جاسکے کبھی مضمون کا محتمل ہوتا وغیر ذلک حافظ
ابن القیم نے امام ابن حزم سے [illegible]
رحمہ کے نقل کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ کبھی انسان کو
حدیث یاد ہوتی ہے مگر فتوی دینے کے وقت اسکا دھیان
نہیں ہوتا ہیں وہ اسلئے حدیث کے برخلاف فتوی دیتا
ہے اور یہی امر کبھی قرآن کی نسبت پیش آتا ہے تو نے
نہیں دیکھا کہ حضرت عمر نے ازواج مطہرات سے بڑھکر
مہر مقرر کرنے سے منع کیا تو ایک عورت نے آپکو خدا
کا یہ قول کہ تم عورتوں کو بہت مال مہر میں دیا
ہو تو ان سے واپس نہ لو یاد دلایا جس پر انہوں نے
اپنا قول چھوڑ دیا اور (بطور تواضع) یہ بھی فرمایا کہ مجھ سے
سبھی لوگ علم میں زیادہ ہیں اسیطرح حضرت عمر نے
ایک عورت کو جسکے چھ مہینے کا بچہ جنا تھا سنگسار
کرنا چاہا تو حضرت علی نے [illegible]
قول کہ حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینے ہیں [illegible]
قول کہ مائیں اپنی اولاد کو دو برس دودھ پلائیں
جو پورا دودھ پلانا چاہیں یاد دلایا اور یہ جتایا کہ [illegible]

جاتا ہے تو اس وقت اندلس کے لوگ امام مالک کی مقلد و متقلد ہو جاتے اور جو مصنف [illegible] تصنیف
و تدوین کتب کی مذاہب اربعہ سے خاص کیلئے ہے یہ خصوصیت ائمہ مذاہب کی نسبت صحیح ہے [illegible] مذہب
محدثین مستثنی ہے اس مذہب کی تدوین مذہب مجتہدین کی تدوین سے پیشتر ہو چکی ہے جس نے
کتب حدیث کو دور سے بھی دیکھا ہوگا اسپر یہ امر مخفی نہ ہوگا۔

بزعمه بقول الله تعالى ليظهره على
الدين كله وقوله ليستخلفنهم
عليه كله حتى تلا قوله تعالى انك
ميت وانهم ميتون فرجع عن ذلك
وقد كان علم الآية ولكن ذهب عنه لعظم
الخطب الوارد عليه فقد يذكر العالم
الدليل ولكن يتأول فيه تأويلا
من تخصيص او نسخ ونحوهما ومنها
ان الصحابة رضي الله عنهم ما كان
كل واحد منهم يطلع على جميع ما
صدر عنه صلى الله عليه وسلم لاشتغالهم
بأمور معاشهم واغراضهم فيحضر
عنده بعض دون بعض فلما مات
صلى الله عليه وسلم وولي ابو بكر
كان اذا جاءتهم القضية وليس
فيها نص سأل غيره فان وجد نصا
تبعه والا اجتهد فقد يكون في تلك
القضية نص عند غائب كان حاضرا
عنده كان التيمم للجنب عند
عمار رضي الله عنه وغاب عن عمر وابن
مسعود وجواز المسح على الخفين

جو نہیں کہ مدت حمل کا ذکر ہے پس انہوں نے اس حکم
سے رجوع فرمایا اور آپ نے عینیہ ابن حصن پہ جب اس نے
آپ کی جناب میں گستاخی و سختی کی حملہ کرنا چاہا تھا تک
کہ حارث بن قیس نے خدا کا یہ قول کہ جاہلوں سے درگذر
کرو پڑھ کر سنایا تو آپ نے اس سے درگذر کیا اور آپ نے
آنحضرت کے فوت ہونے کو تعجب سمجھکر اس سے
انکار کیا یہانتک کہ ان کے سامنے یہ قول خداوندی
انک میت یعنی تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے
ہیں پڑھا گیا پس انہوں نے اس انکار و اصرار سے رجوع
فرمایا یہ آیت تو انکو معلوم تھی ولیکن اس بھاری امر
آنحضرت کی موت کے سبب آپ اسکو بھول گئے تھے۔
اور کبھی کوئی عالم مسئلہ کی دلیل یاد رکھتا ہے مگر
اسمیں تجویز نسخ یا تخصیص وغیرہ تاویل کرتا ہے۔
اور اسمیں شک نہیں کہ آنحضرت کے اصحاب سے کوئی
ان سب باتوں پر مطلع نہ ہوتا جو آنحضرت سے صادر
ہوتیں کیونکہ وہ اپنی معاش وغیرہ امور میں مشغول
رہتا اور آنحضرت کے مجلس میں بعض حاضر ہوتے بعض نہ ہوتے
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوے اور ابوبکر
صدیق آپکے خلیفہ ہوئے تو جب ان کے پاس
کوئی قول خدا و رسول نہ ہوتا تو آپ اور لوگوں سے
پوچھتے پھر اگر ان کے پاس کوئی قول خدا و رسول

عند علی رض وحذیفه رض وغاب عن
عایشه وابن عمر وابی هریرة
مع انهم مدنیون وتوریث بنت
الابن مع البنت عند ابن مسعود
وغاب عن [illegible]
الاستیذان کان عند ابی موسی
وابی سعید وابی وغاب عن الفاروق
وعلم جواز النفر للحائض بعد
طواف الفرض عند ابن عباس
وام سلیم وغاب عن زید بن ثابت
وکان علم نسخ حل متعة النساء
وعلم حرمة الحمر الاهلیة عند
علی وغیره وغاب عن ابن عباس
وکان علم عدم جواز الصرف نسیئة
عند عمر وابی سعید وغیرهما
وغاب عن طلحة وابن عباس ومثل هذا
کثیر او مضی الصحابة وخلفهم
التابعون الآخذون عنهم وکانوا
مختلفین فی العلوم والافهام
وکل کان یفتی علی مبلغ علمه ولا یکلف الله

پائے تو اسکی پیروی کرتے ورنہ اجتہاد کرتے
اور کبھی خدا ورسول کا قول اس شخص کے پاس ہوتا
جو وہان حاضر ہوتا تھا جیسے کہ [illegible]
[illegible] کو معلوم تہا اور حضرت [illegible]
[illegible] کا جواز حضرت علی [illegible]
[illegible] اور حضرت عایشہ اور ابن عمر [illegible]
[illegible]
[illegible]
کو معلوم تہا اور حضرت ابو موسی [illegible] معلوم
نہی [illegible] وقت اذن [illegible]
کی حدیث حضرت ابو موسی ابو سعید خدری وابی بن
کعب کو معلوم تہی اور حضرت عمر فاروق سے مخفی تہی
والی حدیث کو طواف فرض کے بعد طواف رخصت
کو سوا کے لوٹ آنیکا جواز حضرت ابن عباس ام سلیم
کو معلوم تہا اور حضرت زید بن ثابت کو نا معلوم
متعہ کا منسوخ ہونا اور گدہے کا حرام ہونا حضرت علی
مرتضی کو معلوم تہا اور حضرت ابن عباس سے پوشیدہ
چاندی سونیکی بیع مین نسیہ (قرض) کا عدم جواز حضرت عمر فاروق
اور طلحہ وابن عباس پر مخفی تہی اور اسکی مثالین اور بہت
ہین ازانجملہ البعض کا ذکر عنقریب آتا ہے [illegible] صحابہ گذرگئے تو انکے

تابعین یعنی مجتہد ہوئے جو انسے علم حاصل کئے تہے وہ بہی علمون اور فہمون مین مختلف تہے اور وہ سب [illegible] علم

لنفسها الا وسعها وكل ما جوزه علي
ما اصاب فيه اجرين وما جوزه
فيما خفي عنه اجرا واحدا وقد
يبلغ الرجل لفظان ظاهرهما التعارض
فيميل الى احدهما بنوع من الترجيحات
ويميل غيره الى ما تركه بنوع آخر
من الترجيحات ومثل هذا كثير -
ولهذه الوجوه ترك بعض العلماء ما تركوا
من الاحاديث والآيات وخالفهم نظر
هم فاخذ هؤلاء ما ترك اولئك و
اخذ اولئك ما ترك هؤلاء لا القصد
الى خلاف النصوص واذا قامت الحجة
على من بلغه شيء صحيح من الدليل اي
من غير تعارض ونحوه فلم يبق تركه
الا للعناد والتقليد وعلى هذه الطريقة
كانت الصحابة رضي الله عنهم انتهى كلامه
ملخصا ونقل ابن القيم ايضا عن شيخه ابن
تيمية جماع الاعذار في ترك من ترك

اور کسی کو خدا نے اسکی طاقت سے بڑہکر مکلف نہین
کیا اور سب اس فتوی مین خدا کیطرف سے ثواب پاتے
تہے اگر فتوی صحیح دیا تو دو ثواب ورنہ ایک اور کبہی کسیکو
دو حدیثین باہم متعارض پہنچتین تو وہ ایک حدیث کی طرف
کسی وجہ ترجیح کی نظر سے مایل ہوتا اور دوسرا اسی حدیث
کیطرف جسکو اس نے چہوڑ دیا تہا اور وجہ سے مایل ہو
اسکی مثالین بھی بہت ہین -
ان وجوہات سے بعض علماء نے بعض آیات و حدیث
کو ترک کیا ہے اور انکے ہمسرون نے انکا خلاف
کیا انہون نے احادیث کو لیلیا جنکو پہلون نے
ترک کیا تہا اور پہلون نے ان حدیث کو لیلیا
جنکو انہون نے ترک کیا نہ اسلیے کہ عمدًا نصوص
(آیات و حدیث) کا خلاف کرین (بلکہ ان وجوہات سے
جنکو ہم بیان کر چکے ہین) اور جب کسی کو دلیل صحیح
(آیات و حدیث) بلا تعارض وغیرہ موانع عمل کے
پہنچ جاے تو اسکو اس دلیل کا ترک کرنا بجز عناد یا تقلید†
باقی نرہا - صحابہ اسی طریق پر تہے کلام ابن القیم جو اس نے
ابن حزم سے نقل کیا تہا تمام ہوا اور ابن القیم نے اپنے استاد ابن تیمیہ

† جیسا کہ اسوقت کے علماء کا حال ہے کہ حدیث صحیح سنتے ہین اور اسمین کوئی تاویل بہی
نہین کرسکتے اور نہ اسکو ضعیف و منسوخ کہہ سکتے ہین پہر صرف اس عذر سے کہ ہمارے امام نے
اس حدیث پر عمل نہین کیا اس حدیث کو رد کردیتے ہین -

من الائمة حديثا ثلثه اصناف احدها
عدم اعتقاده انه صلى الله عليه وسلم
قاله والثاني عدم اعتقاده انه اراد
تلك المسئلة بذلك القول الثالث
اعتقاد نسخه وهذه تتفرع الى اسباب
متعددة منها ان لا يكون الحديث قد
بلغه وقاس فقد يوافق قياسه الحديث
المتروك ويخالفه آخر وهذا السبب هو
الغالب على اكثر ما يوجد من اقوال
السلف مخالفا لبعض الاحاديث فان
الاحاطة بحديث رسول الله صلعم
لم يكن لاحد واعتبر بالخلفا الراشدين
الذين هم اعلم الناس برسول الله
صلى الله عليه وسلم خصوصا الصديق
الاكبر الذي قل ما فارقه وقد
خفي عليه ميراث الجدة وعلمه المغيرة
بن شعبة وعمران بن حصين ومحمد بن مسلمة
وخفي على عمر توريث المرأة من دية زوجها
حتى اخبره رجل من اهل البادية وخفي
عليه حديث اخذ الجزية عن المجوس حتى
اخبره عبد الرحمن بن عوف وخفي عليه

سے نقل کیا ہے کہ جملہ عذرات اُن ائمہ کی جنہوں نے
کسی حدیث کو ترک کیا ہے تین قسم ہیں - اول
اُس حدیث کو کلام رسول نہ سمجھنا دوسرا
اس حدیث کے وہ معنی نہ سمجھنا جو معنی اسحدیث
پر عمل کرنیوالے نے سمجھے ہین تیسرا اسکو منسوخ سمجھہ لینا
ان عذرات کی شاخین کئی قسم ہین ازانجملہ یہ کہ
اس شخص کو حدیث نہین پہنچی اور اُس نے قیاس کیا
اور اسکا قیاس اسحدیث متروک کے موافق ہو
اور کسی اور حدیث کے مخالف - یہی سبب ہے اکثر اُن
اقوال علما سلف کا جو نصوص کے مخالف ہین
کیونکہ سبہی احادیث رسول پر کسیکو احاطہ حاصل
نہ تہا اسباب مین تو خلفا راشدین جو رسول کے
حالات سے بہت واقف تہے خصوصًا صدیق اکبر
جو رسول اللہ صلعم سے کم جدا ہوتے کی حال سے عبرت
حاصل کرو - صدیق اکبر پر دادی کی میراث مخفی
رہی اور اُنکو مغیرہ بن شعبہ و عمران بن حصین و محمد
بن سلمہ نے بتلائی حضرت عمر پر عورت کو خاوند کے
دیۃ سے ارث کرنیکی حدیث مخفی رہی یہانتک کہ
ایک جنگل کے رہنیوالے نے انکو اسکی خبر دی - اور
آپ پر مجوس سے جزیہ لینے کی حدیث مخفی رہی یہانتک
کہ عبد الرحمن بن عوف نے بتائی اور آپ پر دیا

حديث النهي عن القدوم على ما فيه
الطاعون حتى اخبره عبد الرحمن بن عوف
وخفي عليه حديث الريح حتى اخبره
ابو هريرة وكان يفتي باختلاف
الدية في الاصابع وكان عند ابن
عباس وابي موسى علم ان النبي صلى
الله عليه وسلم قال هذه وهذه
سواء وعمل به معاوية حين
بلغه وكان لا يرى هو وابنه
عبد الله التطيب عند الاحرام
ولا بعد رمي الجمرة قبل طواف الفرض
وقد صح جواز ذلك عنه صلى الله عليه
وسلم وكان يرى عدم التوقيت
في المسح على الخفين وقد صح في التوقيت
احاديث وكان علي وابن عباس يريان
ابعد الاجلين على المتوفى عنها زوجها
وقد صح عنه صلى الله عليه وسلم
ان انقضاء عدتها بوضع حملها
وكان يرى زيد بن ثابت وابن
عمر وغيرهما ان المفوضة
اذا مات عنها زوجها

کی زمین مین جانیسے ممانعت مخفی رہی اور وہ
بھی عبد الرحمن بن عوف نے بتائی اور آپ پر آندہی
کی † حدیث مخفی رہی جو ابوہریرہ نے بتائی اور آپ
انگلیون کے خونبہاے مین اختلاف رکھتے تھے
اس باب مین ابن عباس و ابی موسی اشعری کے
پاس یہ علم تہا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بڑی انگلی
اور چھوٹی خونبہاے مین برابر ہین (پس اسکو قبول
کیا) اور امیر معاویہ نے بھی اسپر عمل کیا ہے
جب انکو اسکا علم ہوا اور آپ اور آپ کے صاحبزادے
عبد اللہ احرام حج کے وقت خوشبو لگانیکو جایز
نہ سمجھتے اور طواف فرض سے پہلے رمی جمار کے
بھی قایل نہ تھے اور یہ امور آنحضرت سے صحیح
ہو چکے ہین اور آپ مسح موزہ مین تعیین مدت
کے قایل نہ تھے حالانکہ صحیح حدیث مین تعیین
آچکی ہے اور حضرت علی مرتضی و ابن عباس
اُس عورت حاملہ کی جسکا خاوند فوت ہو جاوے
عدت دونون عدتون (وضع حمل و چار مہینے دس دن)
سے جو دور ہوتی تجویز کرتے حالانکہ آنحضرت
سے صحیح ہو چکا ہے کہ اسکی عدت وضع حمل ہے
اور زید بن ثابت اور ابن عمر وغیرہ کا اعتقاد تہا
کہ جس عورت کا بلا زفاف خاوند مرجاوے

† یعنی وہ حدیث جسمین یہ بیان ہے کہ آندھی آنے کیوقت کیا کہین دیکھو نمبر ۲ ضمیمہ سفر عبد مشکوٰۃ ۶ —

لامهر لها وقد صح انه صلى الله عليه وسلم جعل لها المهر كاملاً وهذا باب واسع وما المنقول فيه عن غير الصحابة اكثر من ان يحصى فاذا خفي على اعلم الامة بعض السنة فما الظن بمن بعدهم فمن اعتقد ان كل حديث بلغ كل فرد من الائمة او اماماً معيناً فقد اخطأ خطأ فاحشا قال ابو عمر ليس احد بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم الا وقد خفيت عليه بعض السنة وهذا الدواوين جمعت بعد انقراض الائمة ولا يمكن انحصار الاحاديث فيها وليس كل من عنده هذا الدواوين يحيط بها علماً بل والذي الستقد مين صدورهم وهم اعلم ومنها ان يكون الحديث بلغه لكن لم يصح عنده وصح عند غيره

اور مہر مقرر ہوا اسکو مہر لینا نہین آتا حالانکہ آنحضرت سے صحیح ہوچکا ہے کہ آنحضرت نے اُس عورت کو پورا مہر دلایا ہے اور یہ باب (مخفیات صحابہ) فراخ ہے اور جو اس قسم کی باتین صحابہ کے سوا اور لوگون سے منقول ہین وہ شمار سے بڑہکر ہے پس جب اُمت کے زیادہ جاننے والے اور بڑے مجتہدون پر بعض احادیث مخفی ہین تو انکی نسبت کیا خیال کرنا چاہیے جو اُنکے پیچھے ہوئے پس جو شخص یہہ سمجھے کہ سبھی حدیثین سبھی اماموں کو یا کسی خاص امام کو پہنچگئی ہین تو اوس نے سخت خطا کی ابو عمر ابن عبد البر نے کہا ہے آنحضرت کے بعد کوئی ایسا شخص نہین ہوا جسپر آنحضرت کی بعض حدیثین مخفی نرہی ہون اور یہہ حدیثون کے دفتر (کتابین) گذرجانے ائمہ کے بعد تالیف ہوئی ہین اور انمین بھی سب حدیثون کا منحصر ہوجانا ممکن نہین ہے اور یہہ بھی نہین ہوتا کہ جسکے پاس یہہ سب کتابین موجود ہون اُسکو سبھی کچھہ جو انمین ہے یاد ہوتا ہے — اور متقدمین کے دفتر

† مترجم کہتا ہے ان مخفیات صحابہ و تابعین و آئمہ مجتہدین کو ہمنے ضمیمجات اخبار سفیر ہند سنہ ۷۸ مین نمبر ۲ سے ۱۱ تک بہی تفصیل و ترتیب سے بیان کیا ہے کہ اِس تفصیل و ترتیب کو کسی اور کتاب مین نہین دیکھا ناظرین ان پرچون کے طرف مراجعت فرمادین تو امید ہے کمال حظ پاوین ✦

فيكون حجة على من بلغه من وجه صحيح لا على من لم يبلغ وهذا علق كثير من الائمة القول بموجب الحديث على صحته فيقول قولي فيها كيت كيت وقد روى فيها حديث بخلافه فان صح فهو قولي وامثلة هذا كثيرة جدا -

وذكر ابن القيم من اسباب الاختلاف اشيا منها ان احد المجتهدين يعتقد ضعف احد والاخر ثقته ومنها ان بعضهم يشترط في خبر الواحد العدل شروطا يخالفه غيره ومنها عدم معرفته بدلالة الحديث اما لكون لفظ الحديث غريبا عنده او يكون لفظه مشتركا او مجملا او مختلفا فيه الحمل على ظاهر معناه الحقيقي والمجازي ومنها عدم تفطنه لدخول فرد معين تحت عام بعد علمه

تو انکے سینہ ہی تھے اور وہ خوب جاننے والی تھے ازانجملہ یہہ سبب ہی کہ حدیث تو کسی شخص کو پہنچی مگر بسند صحیح نہ پہنچی سند صحیح سے وہ کسی اور کو پہنچی وہ حدیث اسی شخص کے حق مین لائق سند ہی جسکو سند صحیح سے پہنچی نہ اُسکے حق مین جسکو بسند صحیح نہین پہنچی - اسیواسطے بہت سے اماموں نے بعض احادیث کے ماننے کو صحیح ہونیکی شرط پر معلق کیا ہے اور کہا ہے کہ فلان مسئلہ مین ہمارا یہہ قول ہی اور اسکے خلاف مین حدیث مروی ہی (جو صحیح نہین ہے) اگر یہہ حدیث ثابت ہوجاوے تو یہی ہمارا قول ہے اسکی مثالین نہایت کثرت سے ہین -

اور ابن القیم نے کہا ہے کہ اختلاف کی بہت سے اسباب ہین ازانجملہ یہہ کہ ایک مجتہد ایک راوی کو ضعیف سمجھتا ہے دوسرا اسکو ثقہ خیال کرتا ہے ازانجملہ یہہ کہ ایک مجتہد ایک راوی عادل کی حدیث مین شرط لگاتا ہے جو دوسرا نہین لگاتا ازانجملہ یہہ کہ وہ معنی حدیث کو نہین جانتا کیا تو اسلئے کہ اسحدیث کے الفاظ اسکی نزدیک کم استعمال ہین یا اسلئے کہ وہ مشترک المعنی یا مجمل ہی یا یہہ کہ وہ ظاہری معنی حقیقی اور معنی مجازی دونون پر محمول ہونیکی محتمل ہے اور ازانجملہ یہہ کہ وہ کسی حدیث کو عام جانکر اسمین کسی خاص فرد کے داخل ہونے کا یقین نہین کرتا

بدا اما لعدم احاطتہ بحقیقۃ ذلک الفرد و مماثلتہ لغیرہ من الافراد الداخلۃ تحت العام و اما لخطرہ علی بالہ و اما لاعتقادہ اختصاصہ بخصیصۃ تخرجہ من العام و منہا اعتقادہ العموم فیما لیس بعام او الاطلاق فی المقید فیذھل عن التقیید و منہا اعتقادہ عدم دلالۃ اللفظ علی الحکم المتنازع فیہ اما لعدم معرفۃ مدلول اللفظ فی عرف الشرع فیحملہ علی خلاف مدلولہ او یکون لہ فی عرف الشرع معنیان فیحملہ علی احدھما و یحمل غیرہ علی غیر ذلک او لفھمہ من الخاص العموم و من العام الخصوص و من المطلق المقید و من المقید المطلق و منہا ان النص عارضہ ما یساویہ او اقوی منہ و للتعارض انواع قال ابن القیم رحمہ اللہ فمن ھداہ اللہ تعالی الی الاخذ بالحق حیث کان و مع من کان ورد الباطل

کیا تعمیم اسلئے کہ وہ اس فرد کی حقیقت اور بقیہ افراد سے اسکی مماثلت و مشابہت کا علم نہین رکھتا یا اسلئے کہ وہ اسمین اپنے دلمین شبہ رکھتا ہے یا اسکو کسی وجہ خصوصیت سے حکم عام سے خارج کرتا ہے اور از انجملہ یہ ہے کہ وہ اس حدیث کو جو عام نہین ہے عام سمجھتا ہے یا اس حدیث کو جو مقید ہے مطلق خیال کرتا ہے اور اُسکی قید سے غافل ہے اور از انجملہ یہ کہ وہ لفظ حدیث کا حکم متنازعہ فیہ پر دلالت کرتا نہین مانتا کیا تو اسلئے کہ اسکی عرف شرع مین معنی نہین جانتا اسلئے خلاف معنی پر محمول کرتا ہے یا یہ کہ عرف شرع مین اس حدیث کی دو معنی ہین وہ اس حدیث کا ایک معنی لیتا ہے دوسرا دوسرے معنی یا وہ حدیث خاص کو عام سمجھتا ہے یا عام کو خاص یا مطلق کو مقید کرتا ہے اور مقید کو مطلق اور از انجملہ یہ کہ اس حدیث کی معارضہ مقابلہ مین اور حدیث اسکی مساوی یا اس سے زیادہ قوی پائی جاتی ہے اور تعارض کے کئی اقسام ہین — ابن القیم نے کہا ہے (خدا اُسپر رحم کرے) کہ جس شخص کو خدا ہدایت کرتا ہے وہ حق بات کو لیلیتا ہے جہان کہین ہو اور جس کے پاس ہو اور ناحق کو رد کرتا ہے خواہ کیسے شخص کے ساتھ ہو

مع من كان فهذا اعلم الناس
واهداهم سبيلا واقومهم
قيلا واهل هذا المسلك اذا
اختلفوا فاختلافهم رحمة
وهدى وهو من باب التعاون
على البر كل يخبر بما راه صوابا
عنه فان قوبل بين الاراء المختلفة
وعرضت على كتاب الله وسنة
رسول الله صلى الله عليه وسلم
وتجرد النظر عن التعصب والحمية و
استفرغ وسعه وقصد طاعة الله
ورسوله صلى الله عليه وسلم
قل ان يخفى عليه الصواب من
تلك الاقوال وما هو اقرب اليه
وهذا النوع من الاختلاف لا يوجب
معاداة ولا افتراقا في الكلمة
ولا تبديد الشمل انتهى قلت اذا
كان المعبود الامر بالعبادة واحدا
والرسول صلى الله عليه وسلم
واحدا والدين واحدا وهؤلاء العلما
كلهم يريدون اتباع الدين

ایسا شخص تمام مخلوق سے زیادہ عالم ہے اور سب سے
زیادہ ہدایت پر ہے اور سب سے زیادہ راست گو
ایسے لوگ باہم اختلاف بھی کرتے ہین تو اُن کا
اختلاف رحمت ہوتا ہی اور ہدایت اور یہہ اختلاف
گویا ایک کا دوسرے کو دین مین مدد دینا ہی
ہر ایک دوسرے کو اپنی راے سے جسکو اپنے
نزدیک صواب سمجھتا ہی اطلاع دیتا ہی پس اگر
اُن سبہی مختلف راؤن کا آپسمین مقابلہ کیا جاوے
اور اُن سب کو کتاب اللہ و سنت رسول پر پیش
کیا جاوے اور اپنی نظر کو اِن آرا مین لگائی ہین
تعصب او حمیت (پاسداری) مجرد کرین اور اپنی وسعت
اور قصد طاعت خدا اور رسول کو پورا خرچ کرین
تو اُن اقوال کا راہ سے جو صواب اور جو قریب صواب
ہے کم مخفی رہے اس قسم کا اختلاف آپسمین عداوت
پیدا نہین کرتا اور نہ کلمۃ الاسلام مین تفرقہ و پراگندگی
بہم پہنچاتا ہے کلام ابن القیم کا تمام ہوا۔
مین (مصنف ایقاف) کہتا ہون جبکہ (سب کا)
معبود عبادت کا حکم دینے والا ایک ہی اور
رسول (دین اسلام لانیوالا) ایک ہے اور
دین (اسلام) ایک اور یہہ سبہی علما اتباع
دین کا ارادہ رکھتے ہین اور اس مین اتفاق نے

وانهم يقصرون وكل له فضائل و
كمالات وقد قال الله فاسئلوا
اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون
فالتعصب لمعين والجمود على قوله
لماذا نقل الحافظ ابن حجر في
لسان الميزان عن الطحاوي انه
قال او كل ما قال به ابو حنيفة
اقول به وهل يقلد الا عصبي او
غبي فطارت هذه الكلمة بمصر
حتى صارت مثلا انتهى ومذهب
كل امام ما قاله ولم يرجع عنه ولا
يمكن عن مجتهد قولان متباينان من
غير رجوع عن احدهما اللهم
الا ان يكون مترددا في ذلك و
يحتمل ان يقول المجتهد قولا ثم
يرجع الى غيره ثم يرجع عن الآخر
الى الاول ولم ار لهذا مثالا في
الائمة المجتهدين ولم يكن لاحد من
تلامذة الامام واصحابه ان يعرف

طرف سے قصور نہیں کرتے اور ہر ایک کو اپنے
فضایل وکمالات حاصل ہیں اور خدا تعالی نے
(عام طور پر) فرمایا ہے کہ تم اہل ذکر سے پوچھ لو
اگر تم کو علم نہیں ہے پہر ایک شخص کے ای تعصب کرنا اور
حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں
امام طحاوی حنفی سے نقل کیا ہے کہ انہوں
نے کہا ہے کیا جو کچھ ابو حنیفہ نے کہا ہے
میں اُ سبکا قایل ہوں (ایسی) تقلید (ایک شخص
کی ہر بات میں) تو وہی کرتا ہے جو متعصب یا
بے سمجھ ہوتا ہے یہہ کلمہ طحاوی کا مصر میں
اُڑ گیا اور ضرب المثل ہوا کلام ابن حجر تمام ہوا
اور مذہب مجتہد وہ ہوتا ہے جو اُس نے
کہا پہر اس سے رجوع نہیں کیا اور ایک مجتہد سے
دو قول مختلف کا سرزد ہونا بجز اسکے کہ وہ
ایک قول سے رجوع کرے ممکن نہیں مگر اس
صورت میں کہ ان دونوں میں اسکو تردد ہو
اور یہہ بھی احتمال ہے کہ مجتہد نے پہلے ایک قول کہا
ہو پہر اس سے دوسرے قول کیطرف رجوع
کیا ہو پہر اُس قول سے پہلے قول کیطرف رجوع

۲ سبکا ۔۔۔ لوگ مذہب مجتہد سمجھ کر اسپر جم جاتے ہیں اور یہہ نہیں سمجھتے کہ وہ حقیقت میں
مذہب مجتہد کا ہے یا نہیں ۔

جمیع مذهبه هذا ظاهر و غالب اختلاف اصحاب ارباب المذاهب سببه ان بعضهم یعرف من المذهب ما لا یعرف غیره و منهم من یعرف القول المرجوع عنه و لا یعرف المرجوع الیه و یفتی بالاول و منهم من لا یعرف عن الامام نصا فیقیس علی مسایل الامام و یخالفه غیره فی ذلك القیاس فتارة یصیب هذا و تارة هذا و کثیرا ما یختلفون فی فهم معانی قول الامام و دلالتها و هذا باب واسع جدا و لیس کل ما یستنبط رجل من اقوال الامام یکون مذهبه بل تارة یوافق مذهبه و تارة یخالفه و لا ینبغی ان تنسب الاقوال المستنبطة من اقوال الائمة للائمة بانها اقوالهم و مذاهبهم قطعا لانه یحتمل انها لو عرضت علیهم قبلوا اشیاء منها و ردوا اشیاء آخر و هذا کما لا ینسب

کیا ہو اُسکے مثال مجہی اقوال مجتہدین سے کوئی معلوم نہین ہے اور کسی امام کے شاگرد اور صحبتی اسکے سبہی مذہب کو نہین جانتے اور یہ امر ظاہر ہے اور ایمہ مذاہب کے شاگردون نے باہمی اختلاف کا غالبًا یہہ سبب ہوا ہے کہ بعض شاگردون نے امام کا مذہب اس قول کو جانا جسکو دوسرے نے نہ جانا اور بعض نے امام کے پہلے قول کو جس سے امام نے رجوع کر لیا تہا امام کا مذہب سمجھہ لیا اور اسی پہ فتوی دیا اور دوسرے قول کو (جسکے طرف رجوع کیا تہا) معلوم نہ کیا اور بعضون نے امام کا کوئی قول نہ پایا بلکہ امام کے اوایل و مسایل پہ قیاس کر کے اُسی قیاس کو مذہب امام قرار دیا اور دوسرے شاگردون نے اُس قیاس مین خلاف کیا پس کبہی یہہ صواب کو پہنچا کبہی وہ مصیب ہوا اور بسا اوقات قول امام کے معنی سمجہنے مین اونہون نے اختلاف کیا اور یہہ اختلاف کا دروازہ نہایت فراخ ہے اور یہہ نہین ہے کہ جو بات کوئی امام کے قول سے نکال لے وہی امام کا مذہب بنجاوے بلکہ کبہی وہ استنباطی بات مذہب امام کی موافق ہوتی ہے

ما استنبط المجتهدون من اقوال النبي صلى الله عليه وسلم اليه على انها اقواله ويحتمل كونها شريعته قال ابن تيمية في رد الروافض تجد احد الطائفتين او الرجلين من الناس لا يكذب بما يخبر به من العلم لكن لا يقبل ما تاتي به طائفة اخرى من الحق سواء كان من باب الصدق المعروف بالخبر او من الصدق المعروف بالنظر فيقبل ما ذكرته طائفة من معقول ومنقول و يرد ما ذكرته الطائفة الاخرى انتهى قلت هذا كثير في اصحاب المذاهب خصوصا في اهل زماننا هذا تراهم لا يعتمدون الا ما وجدوه منقولا من اهل مذهبهم سواء كان ذلك قول امامهم ام لا الذي فايدة ظهر لهذا القاصر ان معظم المسائل المذكورة في اصول الفقه ماخوذ من اقوال الائمة

اور کبھی مخالف پڑتی ہی اور یہہ مناسب نہین ہی کہ جو اقوال و مسایل امام کے اقوال سے نکالی گئے ہین اُن اقوال کو امام کی طرف منسوب کیا جاوے اور اُن کو یقینا اقوال و مذاہب امام ٹھہرایا جاوے کیونکہ احتمال ہے کہ اگر اُن اقوال کو امام کے سامنے پیش کیا جاتا تو بعض اقوال امام کو قبول کرتا اور بعض اقوال کو رد کر دیتا۔ اسکی نظیر یہہ ہے کہ جو اقوال مجتہدون نے آنحضرت کے اقوال سے استنباط کئے ہین اور انکو قطعاً آنحضرت کے اقوال نہین مانا جاتا انکا شریعت ہونا محتمل ہے۔ شیخ ابن تیمیہ نے کتاب منہاج السنہ مین کہا ہے کہ تو دو جماعتون مختلف مذاہب یا دو شخصون میں سے ایک کو ایسا پاویگا کہ وہ اس علمی بات کو جسکی خود خبر دیتا ہی جھوٹ نہین سمجھتا و لیکن جو دوسری جماعت یا دوسرا شخص حق سناوے خواہ وہ خبر (حدیث) سے اسکو معلوم ہوا ہو یا نظر (فکر و قیاس) سے اسکو قبول نہین کرتا جو اپنا فریق عقلی یا نقلی بات کہی اُسکو مانتا ہے اور جو دوسرا فریق کہے اُسکو رد کرتا ہے کلام ابن تیمیہ تمام ہوا۔ مین (مصنف اتحاف) کہتا ہون یہہ بات اہل مذاہب کے پیرون مین خصوصاً ہمارے زمانہ ۱۲۶۳ھ مین بہت ہے انکو تم دیکھوگے کہ وہ بجز اس بات کے جو انکے مذاہب والون

بعض اتباع الائمة فی مسایل هم
تجده كثيرا ما يهما راجعة الى اصل
واحد فيجعل ذلك الاصل قاعدة
لها ولامثالها وقس على هذا
وربما يوافق المتاخر المتقدم
وربما يخالفه وربما يقلده فربما
يصيب المتقدم وربما يصيب
المتاخر والانصاف خير الاوصاف
فی باب الاختلاف والرجوع
على الاتفاق اولى من الافتراق
والله اعلم بالصواب
واليه المرجع والماب و
صلى الله تعالى على سيدنا
محمد خير خلقه وآله و
صحبه وبارك وسلم

سے منقول پاوینگے خواہ وہ قول امام ہو خواہ نہو
اور کسی بات پر اعتماد نہ کرینگے - **فایدہ** مجھکو معلوم ہوا ہے
کہ اکثر مسایل جو اصول فقہ مین مذکور ہین ایمہ کے اقوال
سے ماخوذ و مستنبط ہین اسی طور پر کہ بعض پیرو ایمہ
کے اکثر مسایل امام کو ایک قانون کیطرف رجوع
ہوتے دیکھتے ہین تو وہ اُس قانون کو اُن مسایل
اور انکے نظایر و امثال کے لئے اصول قرار دیتے
ہین وعلی ہذا القیاس پھر کبھی پچھلا پیرو پہلے کے
موافق ہوتا ہے اور کبھی مخالف اور کبھی اُسی کی
تقلید کر لیتا ہے اور کبھی پہلا مصیب ہوتا ہے
کبھی پچھلا صواب پر پہنچتا ہے اور اختلاف مین
انصاف کرنا بہترین اوصاف ہو اور اتفاق کیطرف
رجوع کرنا افتراق سے بہتر ہے اور خدا تعالی
حق و صواب کو خوب جانتا ہے اور اُسیکیطرف
سب کا بازگشت ہے وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

رسالہ ایقاف علی سبب الاختلاف بالفاظہا تمام ہوا اسمین جو دو خط وحدانی (یا قوسی)
مین بطور حاشیہ باریک قلم سے لکھا گیا ہے وہ مترجم کیطرف سے تائید یا تشریح
یا بطور نتیجہ ہو باقی سب الفاظ مولف کا لفظی ترجمہ ہے اس رسالہ مین مولف علام
نے چھہ شخصون مختلف مذاہب کے اعیان و اکابر کی کلام سے استشہاد کیا ہے
(۱) امام ابن حزم ظاہری (۲) حافظ ابن القیم حنبلی (۳) شیخ ابن تیمیہ حنبلی (۴) امام
ابن عبد البر مالکی (۵) حافظ امام شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی شافعی (۶) امام الحنفیہ

ابو جعفر طحاوی اور ان سب اکابر کی کلام اور اپنی پر زور تقریر بلاغت نظام
سے مؤلف نے یہہ ثابت کر دکھایا ہے کہ جو بعض ایمہ مذاہب سے بعض احادیث پر عمل
ترک ہوا ہے اسکا سبب ایمہ کی مجبوری و معذوری ہے انکو وہ حدیثین نہین پہنچین
یا پہنچین ہین تو بسند نہین پہنچین یا ان کے معنی سمجھے ہین انکی رائے مصیب نہین
ہوئی وعلی ہذا القیاس لہذا ان لوگون کو جو ان احادیث پر مطلع ہون نہ ان ایمہ کی ان
احادیث کے برخلاف تقلید چاہیے نہ انپر مخالفت حدیث کا طعن مناسب ہے اسمین
اسوقت کی اہل افراط مجتہدین اور اہل تفریط مقلدین دونون فریق کے لئے عبرت و
ہدایت ہے وہ مجتہدین تو اپنے اسلاف محققین ابن حزم وابن القیم وابن تیمیہ کے اقوال
کو غور و عبرت کی نگاہون سے دیکھین اور یہہ خیال کرین کہ جبکہ انمین ہمارے یہہ اکابر
علی الخصوص امام ابن حزم (جو عیب جوئی + وحق گوئی مین ضرب المثل ہے حتی کہ اسکے
حق مین ابن عریف نے کہا ہے کان لسان ابن الحزم وسیف الحجاج شقیقین
یعنی ابن حزم کی زبان اور حجاج یوسف کی تلوار دونون ہمزاد ہین) ان ایمہ کو ترک
عمل بعض احادیث مین معذور کہتے ہین تو پہر ہم لوگ جو ترک تقلید واجتہاد مین
انکے شاگرد ہین ان ایمہ کو کیون برا کہتے ہین اور کیون ایسی بڑی اور بیہودہ الفاظ
منہہ سے نکالتے ہین کہ ابوحنیفہ نے مثلاً فلانے مسئلہ مین رسول اللہ کا صریحاً خلاف
کیا۔ اور شریعت محمدی کو بدل دیا اور دین کو برباد کر دیا وعلی ہذا القیاس ـ

اور وہ مقلدین اپنے اکابر مذاہب حافظ ابن عبد البر وابن حجر وامام طحاوی
کے اقوال کو انصاف سے ملاحظہ کرین اور یہہ بات خیال مین لاوین کہ جس حالت مین
ایسے اکابر علی الخصوص امام طحاوی (جس نے حنفی مذہب کی نصرت وحمایت کو اپنا فرض

+ ان دونون وصف کے جمع کرنے مین اسبات کیطرف اشارہ ہے کہ ابن حزم کی عیب جوئی نیک نیتی وحق گوئی
کی نظر سے ہے نہ تعصب ونفسانیت سے اسکی تفصیل ہمنے ضمیمہ نمبر ۱۲ اخبار سفیر ہند سنہ ۱۸۸۶ء مین کی ہے ـ خلیل راجم

لکھا ہوا ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی کلام سے مستفاد ہوتا ہے) صاف فرمایا ہے کہ بعض ایمہ کا بعض احادیث پر عمل ترک کرنا ناچاری و معذوری سے تہا جنکو اُن احادیث کا علم ہو اُن کو بتقلید اُن ایمہ کے ترک عمل جایز نہین تو پہر ہمکو جو اُن ایمہ کے مقلد ہین کسی حدیث کا خلاف کرنا اور اُسمین ایمہ کی تقلید پر اڑے رہنا کیونکر جایز ہے امام معذور تہے ہم تو کسی وجہ سے معذور نہین ہین +

اس بات کو امام شعرانی نے جو امام ابوحنیفہ کے بڑے مداح و ثناخوان ہین جنہون نے انکی تعریف و حمایت مین میزان کبریٰ کے چودان صفحے پورے کئے ہین بہت وضاحت سے بیان کیا ہے اور خاص کر امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی بعض احادیث پر عمل نہ کرنیکا سبب یہی حدیث کا نہ پہنچنا قرار دیا ہے اور ترک حدیث مین انکا معذور ہونا اور اُن کے اتباع کا معذور نہ ہونا خوب ثابت کردیا ہے چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۲۰ مین فرماتے ہین -

واعتقادنا واعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ انہ لو عاش حتی دونت احادیث الشریعۃ بعد رحیل الحفاظ فی جمعہا من البلاد والثغور وظفر بہا لاخذ بہا وترک کل قیاس ... ہما ... انفاعنہ من ... والتبری منہ ومن تقدیم النص علی القیاس	ہمارا اور تمام منصفون کا اعتقاد امام ابوحنیفہ رح کی نسبت بقرینہ ان باتون کے جو ہمنے اُن سے نقل کی ہین (یعنی رائے سے بیزار ہونا اور حدیث قرآن کو قیاس پر مقدم کرنا) یہہ ہو کہ اگر وہ جیتے رہتے یہانتک کہ احادیث جمع ہوئین بعد سفر کرنے حفاظ حدیث کی اُسکی جمع کرنیکی لئے شہرون اور سرحدون مین اور اُن احادیث کو امام

+ بہر حال التصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دارد و بزعم خود در نصرت این مذہب مساعی جمیلہ بتقدیم رسانیدہ و مختصر طحاوی دلالت میکند کہ وی مجتہد منتسب بود محض مقلد مذہب حنفی نبود زیراکہ دران چیزہا اختیار کردہ کہ مخالف مذہب ابوحنیفہ است (بستان المحدثین ص

كان قياسه وكان القياس قليلاً في مذهبه كما قل
في مذاهب غيره بالنسبة اليه لكن لما كانت ادلة
الشريعة مفرقة في عصره مع التابعين
وتبع التابعين في المداين والقرى
والثغور كثير القياس في مذهبه بالنسبة
الى غيره من الائمة ضرورة لعدم
وجود النص في تلك المسايل التي قاس
فيها بخلاف غيره من الائمة فان الحفاظ
كانوا قد رحلوا في طلب الاحاديث و
جمعها في عصرهم من المداين والقرى
ودونوها فجاوبت احاديث الشريعة
بعضها بعضاً فهذا كان سبب كثرة القياس
في مذهبه وقلته في مذاهب غيره
ويحتمل ان الذي اضاف الى الامام
ابي حنيفة انه يقدم القياس على النص
ظفر بذلك في كلام مقلديه الذين
يلزمون العمل بما وجدوه عن امامهم
من الفقه ويتركون الحديث الذي صح
بعد موت الامام فالامام معذور
واتباعه غير معذورين وقولهم
ان امامنا لم يأخذ بهذا الحديث لا

ابو حنیفہ رح پاتے تو ان کو لے لیتے اور نام
قیاسوں کو جو کر چکے تھے چھوڑ دیتے اور
اُن کے مذہب میں قیاس کم ہوتا جیسا اوروں
کے مذہب میں انکی نسبت کم ہی ولیکن جبکہ
دلایل شریعت (یعنی احادیث) ان کے
زمانہ میں تابعین و تبع تابعین کے ساتھ شہروں
اور بستیوں اور سرحدوں میں متفرق تھی
تو اُن کے مذہب میں بہ نسبت اور اماموں
کے قیاس زیادہ ہوا ضرورت کی سبب اس لیے
کہ جن مسایل میں اُنہوں نے قیاس کیا نص
نپائی بخلاف اور اماموں کے کہ اُن کے زمانہ
میں حدیث کی حافظوں نے شہروں اور
بستیوں سے حدیث جمع کرنیکو سفر کئے اور
احادیث کو جمع کیا یہی سبب ہے آپکے مذہب میں
قیاس زیادہ ہونیکا اور اوروں کے مذہب
میں کم اور یہہ بھی احتمال ہی کہ جس نے امام
ابو حنیفہ کیطرف نص پہ قیاس مقدم
کرنیکو نسبت کیا ہی اُس نے یہہ امر آپ کی مقلدوں
کے کلام میں پایا ہے جو امام کے قول پہ
عمل کرنیکو لازم سمجھتے ہیں اور حدیث کو جو بعد
فوت ہونے امام کے صحیح ہوئی چھوڑ دیتے ہیں ولیکن امام

لینتهض حجة لاحتمال انه لم یظفر به او ظفر به لکن لم یصح عنده وقد تقدم قول الائمة کلهم اذا صح الحدیث فهو مذهبنا ولیس لاحد معه قیاس ولا حجة الا طاعة الله و رسوله بالتسلیم له انتهی ما قال الشعرانی فی المیزان وقال فی المنهج متی نقل احد عن الامام ابی حنیفة قیاسا مخالفا نصا صحیح بعده فلا العذر العظیم فی ذلک لکونه لم یجد النص اصلا او وجده لکن لم یصح عنده ولو عاش حتی دونت احادیث الشریعة التی صحت بعده وظفر بها وصحت عنده لاخذ بها انتهی مختصرا ۔

معذور تھے اور یہہ لوگ معذور نہین ہین اور انکا یہہ کہنا کہ ہمارے امام نے یہہ حدیث نہین لی کچھہ سند نہین ہو سکتا اسلئے کہ امام کو تو حدیث نہین پہنچی یا انکے نزدیک صحیح نہین ہوئی (ولیکن تو اُن کو تو پہنچ گئی اور صحیح ہو چکی ہے) اور سب اماموں کا یہہ قول گذر چکا ہے کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہی ہمارا مذہب ہے اور کسیکا حدیث کے سامنے قیاس و عذر نہین بجز اسکے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کو مانے تمام ہوا قول امام شعرانی کا جو میزان مین ہے اور شعرانی نے کتاب منہج مین کہا ہے کہ جب کوئی امام ابو حنیفہ سے قیاس نقل کرے جو خلاف حدیث صحیح ہو تو اسمین امام کیطرف سے بڑا عذر ہو سکتا ہے اسلئے کہ اُنھون نے حدیث نہین پائی اور اگر پائی ہے تو بسند صحیح نہین پائی اور اگر وہ جیتے رہتے یہانتک کہ حدیثین جمع ہوئین جو اُن کے مرنیکے بعد صحیح ہوئین تو اُنکو لے لیتے یہہ مختصر مضمون منہج کا ہے ۔

ایسا ہی ہمارے زمانہ کے محقق حنفیہ مجمع الکمالات مولوی محمد عبد الحی ابو الحسنات نے فرمایا ہے اور اُس عبارت میزان شعرانی کو اپنے رسالہ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر

اقول تفرق الناس من قدیم الزمان الی هذا الاوان فی هذا الباب الی الفرقتین

مین نقل کرکے کہا ہے پُرانے زمانہ سے ابتک دو فریق ہو رہے ہین ایک فرقہ تو حنفیون

فطایفة قد تعصبوا فی الحنیفة تعصبًا
شدیدًا والتزموا بما فی الفتاوی
التزامًا شدیدًا وان وجد واحدیثًا
صحیحًا او اثرًا صریحًا علی خلافه زعموا
انه لو کان هذا الحدیث صحیحًا لاخذ
به صاحب المذهب ولم یحکم بخلافه
وهذا جهل منهم بما روت
الثقات عن ابی حنیفة من تقدیم
الاحادیث والآثار علی اقوال الشریفة
فترک ما خالف الحدیث الصحیح
رای سدید وهو عین تقلید الامام
لا ترک تقلید وطایفة زعموا ان الامام
قاس علی خلاف الاخبار وبعض ما ورد به
الشرع والآثار فی الامام
عقاید قبیحة وسطا المیزان لعنه الهم نافع
ولا وهامهم دافع فلیسلک القابل مسالک
البین ویعیش بین الطایفتین انتهی قول
وانا ابو سعید جامع هذه الشتات هذا الذی
یعتقده حتی ابو الحسنات فی الامام ابی حنیفة
هو اعتقادی به نعتقی وعلیه اعتمادی فلله الحمد
علی ما رزقنا من التوفیق والوفاق وعصمنا من

مین سخت تعصب کرتے ہین اونہون نے فتاویٰ
کو پکڑ رکھا ہی اس خیال سے کہ اگر حدیث صحیح ہوتی
تو ہمارے مذہب کا امام اُسکو لے لیتا اور اُسکے
خلاف حکم نہ دیتا اور انکی یہہ بات انکی جہالت سے
اس بات سے جو ثقہ لوگون نے امام ابو حنیفہ
سے نقل کی ہی کہ وہ اپنے اقوال پر حدیث کو مقدم
سمجھتے ہین پس خلاف حدیث کو چھوڑ دینا بہت درست
رای ہے اور یہہ عین تقلید امام کی ہی نہ ترک
تقلید اور ایک فرقہ یہہ خیال کرتے ہین کہ
امام ابو حنیفہ نے حدیثون کو عمدًا چھوڑ کر
اپنا قیاس کیا ہے سو اونہون نے اُنکے
حق مین بدظنی کی اور اُنکی نسبت برا اعتقاد رکھا
کتاب میزان کبریٰ کا مطالعہ دونون فریقو
کو نافع ہی اور اُن کے وہمون کو دافع دانا کو
چاہیے کہ بیچ کی چال اختیار کرے اور اُن دونو
فریق کے راہ چھوڑ دے کلام مولوی صاحب
تمام ہوئی - مین کہتا ہون جو ان پراگندہ
مضامین کا جامع ہون میرا اعتقاد بھی امام کی
جناب مین یہی ہی کہ اُنہون نے عمدًا حدیث کا خلاف
نہین کیا جو بسبب صحیح حدیث کے ہو اس خدا کا
شکر ہے جسنے مجھکو علما رب توافق عطا فرمایا اور اُنکی

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویہ

نمبر لغایت ۱ | علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ | جلد ۱۰

بابت شعبان لغایت ذیقعدہ ۱۳۰۵ھ مطابق جولائی لغایت اکتوبر ۱۸۸۸ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات ومراتب	تفصیل خریداران بشرح مراتب	سالانہ قیمت
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	ے
۲ خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیاو لائبریری وسوسائٹی ہا	ے
۳ عام قیمت	متوسط اہل وسعت	عہ ۸ر
۴ رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکہین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	۱۲ر
۵ للّٰہی قیمت	بیوسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکہین مگر علمیت رکہین اور اشاعت کرین	دعا

۱ یہ صرف قیمت ضمیمہ ہے۔ اصل رسالہ اشاعۃ السنہ کی قیمت بحسب تفصیل درجات ومراتب بالا اس سے چہارچند ہے

۲ ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ ملسکیگا اسکی وجہ یہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتوںکی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب براری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے +

۳ جنکے نام ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی پہنچنے سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس پہنچنے سے پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ ضمیمہ واپس کرین +

۴ خط وکتابت متعلق ضمیمہ راقم کے نام پورے عنوان ونشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے +

راقم ابوسعید محمد حسین ۔ لاہور ۔ محلہ سید مٹھہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین طبع ہوا

رائے ناظرین متعلق ضمیمہ

ضمیمجات ششماہی سابق بعض اکابر و احباب کی خدمات مین قبل انطباع قلمی نسخے بہیجے گئے - اور بعد طبع و اشاعت تو کس و ناکس کے ملاحظہ مین آئے - اِس ضمیمہ کے اجرا و اشاعت پر عام راے کا اتفاق ہے اور فریقین (اہلحدیث و حنفیہ) کے منصفین و محققین نے اِس ضمیمہ کی طرز و روش و اصل مطالب و غایت کو پسند کر لیا ہے -

اہلحدیث کا پسند کرنا تو انکا مذہبی فرض تہا - اور یہہ انکے مذہب کا عین مقتضا تہا - مگر منصفین حنفیہ نے بہی باوجودیکہ ان کے مذہب کو اس سے خاص تعلق نہ تہا اسکے پسند کرنے سے دریغ نہین کیا - یہہ انکا استحسان و توافق راے انکے انصاف کا نتیجہ ہے - انہون نے اسکے مت وغیرہ کے ملاحظہ سے یقیناً جان لیا ہے کہ اس ضمیمہ کو کسی خاص مذہب حنفی شافعی مالکی حنبلی سے مقابلہ و تعصبانہ لگاؤ نہین ہے بلکہ بالاستقلال مذہب اہلحدیث کا بیان کرنا اسکا کام ہے - جو قدیم سے ہر مذہب کے محققین و منصفین سے بلا انکار متوارث چلا آتا ہے اسلئے اسکے اجرا کو پسند کیا ہے - ان احباب نے اپنے استحسان و توافق راے کے ساتہہ یہہ شرط بہی لگا دی ہے کہ جیسے اس ضمیمہ مین عدم معارضہ و خطاب ائمہ مجتہدین کا وعدہ دیا گیا ہے ویسا ہی ان کے متبعین اور مصنفین سے بہی عدم تعرض کا لحاظ رہے ہم اس شرط کو منظور رکہتے ہین اور جو کچہہ ہم ضمیمہ نمبر ۱ مین بصفحہ ۲ وعدہ دے چکے ہین اسمین مجتہدین اور انکے متبعین سب کو شامل سمجہتے ہین -

بعض اخوان اہلحدیث نے ہماری بعض مطالب تمہیدیہ پر کچہہ نکتہ چینی بہی کی ہے مگر وہ چونکہ اصل مبادی و مقاصد سے خارج و اجنبی ہے اسلئے اسکی بیان و جواب سے تعرض اشتغال بلاطائل ہے بالجملہ جو اس ضمیمہ سے مقصود قرار دیا گیا ہے اور جو اسکے مقدمہ مین کہا گیا ہے وہ ابتک متفق علیہ علماء فریقین ہے - اسلئے اب اِس مقدمہ کا تتمہ بیان کیا جاتا ہے پہر اصل مسایل مقصودہ کا بیان قلم مین آویگا

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ کے باب اسباب اختلاف صحابہ و تابعین

باب اسباب اختلاف الصحابة والتابعين
في الفروع اعلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
لم يكن الفقه في زمانه الشريف مدونا ولم
يكن البحث في الاحكام يومئذ مثل بحث
من هولاء الفقهاء حيث يبينون باقصى
جهدهم الاركان والشروط وادب كل شيء
ممتازا عن الآخر بدليله ويفرضون الصور
ويتكلمون على تلك الصور المفروضة
اما رسول الله صلعم فكان يتوضأ فيرى
الصحابة وضوءه فيأخذون به من غير ان
يبين ان هذا ركن وذلك ادب وكان
يصلي فيرون صلوته فيصلون كما
راوه يصلي وحج فرمق الناس حجه ففعلوا
كما فعل فهذا كان غالب حاله صلى الله
عليه وسلم ولم يبين ان فروض الوضوء ستة
او اربعة ولم يفرض انه يحتمل ان يتوضأ انسان
بغير موالاة حتى يحكم عليه بالصحة او
الفساد الا ما شاء الله وقلما كان يسئلونه
عن هذه الاشياء ××× وبالجملة
فهذه كانت عادته الكريمة صلى الله عليه وسلم

میں فرمایا ہے کہ آنحضرت کے زمانہ میں علم فقہ کی
تالیف نہوئی تہی) اور نہ اسدن یہ بحث ہوتی تہی
جو فقہا بڑی کوشش سے کرتے ہیں۔ اور ہر چیز کے
ارکان وشروط وآداب نکالتے ہیں اور فرضی
صورتیں تجویز کرکے ان پر پیشگی فرضی احکام
لگا رکہتے ہیں آنحضرت وضو کرتے اور یہ نہ فرماتے
کہ یہ فعل وضو کا رکن (یعنی فرض) ہے اور وہ
اسکا ادب (یعنی مستحب) آنحضرت کے صحابہ
انکا وضو دیکہتے اور اسکے موافق عمل میں لاتے
ایسا ہی آنحضرت نماز پڑہتے اور اصحاب دیکہتے
اور ویسی ہی نماز پڑہتے۔ اور آنحضرت حج کرتے
تو اسکو لوگ دیکہتے اور ویسا ہی حج کرتے اور
آنحضرت کا اکثر یہی حال تہا اور آنحضرت نے
یہ بیان نہیں کیا کہ وضو کے فرض تین یا چار
ہیں اور یہ فرض نکر لیا کہ شاید کوئی شخص بلا موالات
(ایک عضو کو دوسرے کے متصل بلا فصل دہونا)
وضو کرے اسپر اب ہی سے حکم صحت یا فساد وضو
کا لگا دیا جاوے اور آنحضرت کے اصحاب بہی
آپ سے کم پوچہتے تہے (پہر اسکے بعد میں آثار صحابہ نقل کئے)
پہر فرمایا کہ آنحضرت کی عادت شریفہ ایسی تہی

فرأى كل صحابي ما يسره الله له من عبادته وفتاواه وأقضيته فحفظها وعقلها وعرف لكل شيء وجها من قبل حفوف القرائن به فحمل بعضها على الإباحة وبعضها على النسخ لأمارات وقرائن كانت كافية عنده ولم يكن العمدة عندهم إلا وجدان الاطمينان والثلج من غير التفات إلى طرق الاستدلال × × × فانقضى عصره الكريم وهم على ذلك. ثم إنهم تفرقوا في البلاد وصار كل واحد مقتدى ناحية من النواحي وكثرت الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فيها فأجاب كل واحد حسب ما حفظه أو استنبط وإن لم يجد فيما حفظه أو استنبط ما يصلح للجواب اجتهد برأيه فعند ذلك وقع الاختلاف بينهم على ضروب —

منها أن صحابيا سمع حكما في قضية أو فتوى ولم يسمعه الآخر فاجتهد برأيه في ذلك —

وهذا على وجوه —

ومن تلك الضروب أن يرى رسول الله صلعم فعل فعلا فحمله بعضهم على القربة وبعضهم على الإباحة —

پس ہر ایک صحبتی جناب نے آپکی عبادات اور فتوی اور فیصلے جس قدر کسیکو میسر آئے مشاہدہ کیئے اور جو انکے معانی جیسے بحسب قرائن سمجھہ مین آئے قرار دیئے۔ بعض امور کو اباحت پر محمول کیا اور بعض کو منسوخ ٹھہرایا وعلی ہذا القیاس اسباب مین انکے پاس معیار اور پیمانہ بجز اپنی فہم و اطمینان کے اور کچھہ نہتا اور انکی ایسی حالت پر آنحضرت کا زمانہ منقضی ہوا۔ پہر وہ مختلف شہرون مین متفرق ہوگئے اور ہر ایک مختلف اطراف مین مقتدا بنگئے۔ پس مقدمات بکثرت واقع ہونے لگے اور انسے مسایل پوچہے گئے تو ہر کسی نے اپنی یادداشت و سمجھہ و استنباط کے موافق فتوے دینے شروع کیئے اسوقت سے انمین بوجوہ ذیل اختلاف واقع ہوا۔

(۱) صحابی نے ایک حدیث آنحضرت سے سنی دوسرے پر مخفی رہی اور اسکی کئی صورتین ہین (اسکی چار صورتین اپنے بیان فرمائی ہین جنکا ماحصل عبارت ایقاف مین بیان ہوچکا ہے اسلیئے بنظر اختصار و خوف تکرار انکا بیان فروگذاشت ہوا)

(۲) اسکی معنی مین اختلاف کیا کسی نے ایک حکم کو موجب قربت و ثواب سمجہا دوسرے نے بیان جواز پر حمل کیا

ومنها اختلاف الوهم ۔	(۳) اختلاف وہم (یعنی آنحضرت کی فعل کو دیکھکر کسینے کچہہ سمجہا کسینے کچہہ)
ومنها اختلاف السهو والنسيان ۔	(۴) اختلاف سہو ونسیان (یعنی کسیکو ایک فعل آنحضرت کا یاد رہا کسیکو بہول گیا)
ومنها اختلاف الضبط ۔	(۵) اختلاف ضبط (یعنی کسینے آنحضرت کی قول کو پوری طرح بلحاظ محل وموقع سمجہا کسینے محل وموقع کا لحاظ فرو گذاشت کیا)
ومنها اختلافهم في علة الحكم	(۶) اختلاف علت وسبب حکم (یعنی ایک حکم کے سبب کو کسینے کچہہ سمجہا کسینے کچہہ)۔
ومنها اختلافهم في الجمع بين المختلفين ۔	(۷) مختلف احادیث کی تطبیق دباہم موافقت مین اختلاف (یعنی کسینے دو مختلف حدیثون سی ایک کو منسوخ ٹہرایا کسینے اسمین تخصیص کو تجویز کیا ان سب وجوہات کا ال و ماحصل وہی وجوہات ہین جو رسالہ انصاف سی منقول ہوچکی ہین انہین انمین صرف اجمال وتفصیل کا فرق ہی اسی وجہ سی انکی نقل مین ہم نی حذف واختصار اختیار کیا ہی)۔
وبالجملة فاختلفت مذاهب اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم واخذ عنهم التابعون كذلك كل واحد ما تيسر له فحفظ ما سمع من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ومذاهب الصحابة وعقلها وجمع المختلف على ما تيسر له ورجح بعض الاقوال على بعض واضمحل في نظرهم بعض الاقوال فعند ذلك صار لكل عالم من علماء التابعين مذهب على حياله فانتصب في كل بلد امام ۔	پہر آپنی فرمایا ہے کہ بالجملہ مذاہب صحابہ کا (یون) اختلاف ہوا اور اسی طرح تابعین نے انسے سیکہا

جس قدر کسی کو میسر آیا احادیث نبویہ کو بہی یاد کرلیا اور مذاہب صحابہ کو بہی جان لیا اور مختلف حدیث وآثار کو جسطرح ممکن ومیسر ہوا باہم تنفق کیا اور بعض اقوال کو بعض پر غلبہ دیا اور بعض اقوال کو ساقط الاعتبار کیا تب ہر ایک تابعی عالم کا ایک مذہب جدا گانہ ہوگیا اور ہر ہر شہر مین امام قایم ہوگئے ۔

پہر باب اسباب اختلاف مذاہب مجتہدین مین فرمایا ہے کہ بعد زمانہ تابعین کے خدانے

باب اسباب اختلاف مذاهب الفقهاء

اعلم ان الله انشاء بعد عصر التابعين نشأ من حملة العلم فاخذوا عمن اجتمعوا معه صفة الوضوء والغسل والصلوة والحج وسائر ما يكثر وقوعه ورووا حديث النبي صلعم وسمعوا قضايا البلدان وفتاوى مفتيها وسألوا عن المسائل واجتهدوا في ذلك كله ثم صاروا كبراء قوم ووسد اليهم الامر فنسجوا على منوال شيوخهم — وحاصل صنيعهم ان يتمسكوا بالمسند من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم والمرسل جميعا ويستدل باقوال الصحابة والتابعين ٭ ٭ وانه اذا اختلفت احاديث رسول الله صلعم في مسئلة رجعوا الى اقوال الصحابة فان قالوا بنسخ بعضها او بصرفه عن ظاهره او لم يصرحوا بذلك ولكن اتفقوا على تركه ٭ ٭ اتبعوهم في كل ذلك وانه اذا اختلفت مذاهب الصحابة والتابعين في مسئلة فالمختار عند كل عالم مذهب اهل بلده وشيوخه فمذهب عمر وعثمان وابن عمر وعائشة وابن عباس

اور حاملین علم کو پیدا کیا انہون نے اپنے ہمعصرون سے وضوء وغسل ونماز وحج وغیرہ کی کیفیت کو سیکھا اور احادیث کو روایت کیا اور قاضیون اور مفتیون کے فیصلے اور فتوے سُنے اور لوگون نے ان سے مسائل پوچھے تو انہون نے اجتہاد کی پہر وہ قومون کے پیشوا بن گئے تو وہ اپنے مشایخ اور استادون کی چال پر چلے اس طبقہ کے لوگون کا طریق بدلتا جاتا تہا جسکا حاصل یہ ہے کہ وہ حدیث مسند سے تمسک کرتے اور مرسل (جسکو تابعی آنحضرت سے نقل کرے اور جس صحابی نے وہ روایت کی ہو اسکا نام نہ لے) سے بہی تمسک کرتے اور اقوال صحابہ وتابعین سے بہی استدلال کرتے اور جب کسی مسئلہ مین احادیث کا اختلاف ہوتا تو وہ اس مسئلہ مین اقوال صحابہ کیطرف رجوع کرتے اگر صحابہ کسی حدیث کو منسوخ کہتے یا ظاہری معنی سے پہیر دیتے یا اسکے ترک عمل پر اتفاق کرتے تو ایسی باتون مین وہ لوگ صحابہ کی پیروی کرتے اور جب اقوال صحابہ مین اختلاف ہوتا تو وہ اپنے شہرون کے علماء اور مشایخ کے قول پر عمل کرتے اہل مدینہ اقوال حضرت عمر وعثمان وابن عمر وعائشہ وابن عباس وزید بن ثابت وغیرہ صحابی وسعید بن مسیب وسالم وعطاء وزہری وغیرہ

وزيد بن ثابت واصحابهم مثل سعيد بن المسيب
وسالم وعطاء بن يسار وقاسم وعبيد الله
بن عبد الله والزهري ويحيى بن سعيد وزيد
بن اسلم وربيعة احق بالاخذ من غيره عند
اهل المدينة × × × ومذهب عبد الله بن
مسعود واصحابه وفتاوى ابراهيم احق
بالاخذ عند اهل كوفة من غيره × ×
فان اتفق اهل البلد على شئ اخذوا
بنواجذه وهو الذي يقول في مثله مالك
السنة التي لا اختلاف فيها عندنا كذا وكذا
وان اختلفوا اخذوا باقواها وارجحها -
ونشأ الشافعي في اوائل ظهور المذهبين
وترتيب اصولهما وفروعهما فنظر في
صنيع الاوائل فوجد فيها امورا كبحت
عنانه عن الجريان في طريقهم وقد ذكرها
في اوائل كتاب الام -
منها انه وجدهم ياخذون بالمرسل والمنقطع
فيدخل فيهما الخلل فانه اذا جمع طرق الحديث
يظهر انه كم من مرسل لا اصل له وكم من
مرسل يخالف مسندا فقرر ان لا ياخذ
بالمرسل الا عند وجود شروط وهي مذكورة

تابعین کو لائق اتباع سمجھتے - اور اہل کوفہ اقوال
ابن مسعود اور انکے صحبتیونکو اور فتاوی ابراہیم تابعی
کو لائق عمل خیال کرتے پھر اگر کسی شہر کے سبھی
لوگ کسی قول پر اتفاق کرتے تو اسکو وہ دانتون
سے پکڑ لیتے اسی کی نسبت امام مالک موطا مین
فرماتے ہین کہ فلان فلان امر ایسا ہے جسمین ہمارے
نزدیک کسیکا اختلاف نہین ہے اگر مشایخ شہر
کسی قول مین اختلاف کرتے تو یہ لوگ جس قول کو
اقوی وارجح سمجھتے عمل مین لاتے - ان ہی اصول پر
امام مالک وامام ابی حنیفہ اور انکے شاگردون
نے اجتہاد کیا اور حنفی ومالکی مذہب بنا -
ان دونون مذہبون کے ابتداء ظہور اور ترتیب
اصول وفروع مین امام شافعی پیدا ہوئے -
انہون نے پہلون کے اصول کو دیکھا تو کئی
اصول کو ناپسند فرماکر انکے موافق روش کو
اختیار نکیا ان اصول کو اپنی کتاب ام مین بیان
ازانجملہ یہہ کہ وہ حدیث مرسل سے تمسک کرتے
امام شافعی نے اسمین غور وتامل کیا تو بہت سی
مرسل حدیثون کو بے اصل پایا اور بہت سی مرسل
حدیثون کو مسند حدیثون کے مخالف دیکھا تو
یہہ قرار دیا کہ حدیث مرسل پر بدون ان شرطون کے

في كتب الاصول -
ومنها انه لم يكن قواعد الجمع بين المختلفات
مضبوطة عندهم فكان يتطرق بذلك
خلل في مجتهداتهم فوضع لها اصو
لا ودونها في كتاب هذا اول تدوين كان
في اصول الفقه مثاله ما بلغنا انه دخل
على محمد بن الحسن وهو يطعن على اهل
المدينة في قضائهم بالشاهد الواحد
مع اليمين فقال الشافعي اثبت عندك
انه لا يجوز الزيادة على كتاب الله بخبر
الواحد قال نعم فقال لم قلت ان
الوصية للوارث لا يجوز لقوله صلعم
لا وصية لوارث فانقطع كلام محمد بن الحسن
ومنها ان بعض الاحاديث الصحيحة
لم تبلغ علماء التابعين ممن وسد اليهم
الفتوى فاجتهدوا بآرائهم واتبعوا
العمومات واقتدوا بمن مضى من الصحابة
فافتوا حسب ذلك ثم ظهرت بعد
ذلك في الطبقة الثالثة فلم يعملوا بها
ظنا منهم انها تخالف عمل اهل مدينتهم

جو کتب اصول میں مذکور ہیں عمل کیا جاوے -
از انجملہ یہہ کہ پہلے مجتہدوں نے قواعد تطبیق وموافقت
احادیث مختلفہ کو ضبط نہ کیا تہا اسلیئے انکی اجتہادی
باتوں میں بڑا خلل واقع ہوا لہذا امام شافعی نے
اس امر کے اصول بنائے اور پہلے پہل تصنیف اصول
فقہ کا یہی وقت تہا اسکی مثال وہ ہے جو امام شافعی
نے امام محمد بن حسن سے قضاء شاہد مع الیمین میں
مباحثہ* کیا تہا اور آخر امام محمد نے سکوت اختیار کیا
از انجملہ یہہ کہ بعض صحیح حدیثیں تابعین اہل فتوی
کو نہ پہنچی تہیں اسلیئے اونہوں نے اپنی عقل سے
اجتہاد کیا یا عام آیات واحادیث سے استنباط
کیا یا صحابہ کا اقتدا کیا اور اس کے موافق فتوی
دیا اسکے بعد طبقہ تیسرے (تبع تابعین) میں وہ
حدیثیں ظاہر ہوئیں تو ان فقہاء نے ان احادیث
پر عمل نہ کیا یہہ سمجہکر کہ وہ حدیثیں ان کے شہر
والوں کے مذہب اور اس طریق کے جسمیں انکا
اختلاف نہیں ہے مخالف ہیں اور یہ امر اس حدیث
کی صحت کو توڑتا ہے اور انکو ساقط الاعتبار کرنیکا
سبب ہے یا وہ حدیثیں تیسرے طبقہ میں بہی ظاہر
نہوئیں - اسکے بعد جب اہل حدیث نے حدیث

* یہہ مباحثہ بتفصیل تمام طبقات کبری سبکی سے اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۲ میں منقول ہے طالب تفصیل اس پرچہ کا مطالعہ کرے -

وسنتھم التی لا اختلاف لھم فیھا ذلک قادح فی الحدیث وعلۃ مسقطۃ لہ اولم تظہر فی الثالثۃ وانما ظہر بعد ذلک عند ما امعن اہل الحدیث فی جمع طرق الحدیث ورحلوا الی اقطار الارض وبحثوا عن حملۃ العلم فکثر من الاحادیث ما لا یرویہ من الصحابۃ الا رجل او رجلان ولا یرویہ عنہ او عنھما الا رجل ورجلان وھلم جرًّا فخفی علی اہل الفقہ وظہر فی عصر الحفاظ - × × × فبین الشافعی ان العلماء من الصحابۃ والتابعین لم یزل شانھم انھم یطلبون الحدیث فی المسئلۃ فاذا لم یجد وانمسکوا بنوع اٰخر من الاستدلال ثم اذا ظہر علیھم الحدیث بعد رجعوا من اجتہادھم الی الحدیث فاذا کان الامر علی ذلک لا یکون عدم تمسکھم بالحدیث قدحا فیہ اللھم الا اذا بینوا العلۃ القادحۃ مثالہ حدیث القلتین لم یظہر الحدیث فی عصر سعید بن المسیب ولا

کو خوب جمع کیا اور اطراف زمین میں تلاش احادیث کے لئے سفر کیا اور حاملین علم احادیث سے حدیث کو ٹٹولا تب وہ حدیثیں ظاہر ہوئیں پہر تو وہ حدیثیں جو صحابہ میں ایک یا دو شخص روایت کرتے اور ان سے ایک یا دو تابعی پہلی زمانہ میں بکثرت ہوگئیں اہل فقہ (طبقہ تابعین) پر وہ حدیثیں مخفی رہی تہیں - مگر زمانہ حفاظ حدیث میں ظاہر ہوگئیں - **امام شافعی** نے (ان احادیث پر عمل نہ کرنیوالون کے جواب میں) بیان کیا ہے کہ علماء صحابہ و تابعین نے ہمیشہ حدیث کو طلب و تلاش کیا جب ان کو حدیث نہ ملی تو اونہوں نے اور وجہ سے استدلال کیا پہر جب ان پر حدیث ظاہر ہوئی تو اونہوں نے اپنے اجتہاد کو چھوڑ دیا - اور حدیث کو لیلیا جب حدیث پر عمل نہ کرنیکی یہہ وجہ (نامعلومی حدیث) ہے تو پہر ان کا کسی حدیث سے تمسک نکرنا اس حدیث کی صحت کو کیونکر توڑ سکتا ہے اسکی مثال حدیث قلتین ٭ ہے سعید ابن مسیب و زہری وغیرہ تابعین کیوقت میں اہل فتوی لوگون سے ظاہر نہ ہوئی اسلئے

٭ جسمین یہہ حکم ہے کہ جب پانی بقدر دو مٹکے کے ہو جاوے تو اسکو کوئی چیز نجس نہیں کرتی -

في عصر الزهري ولم يمش عليه المالكية ولا الحنفية فلم يعملوا به وعمل به الشافعي كحديث خيار المجلس۔

مالکیہ اور حنفیہ نے اسپر عمل نکیا اور اسکی بعد ظاہر ہوئی تو امام شافعی نے اسپر عمل کیا۔ ایسی ہی حدیث خیار مجلس ہے*

ومنها ان اقوال الصحابة جمعت في عصر الشافعي فتكاثرت واختلفت وتشعبت ورأى كثيرا منها يخالف الحديث الصحيح حيث لم يبلغهم ورأى السلف لم يزالوا يرجعون في مثل ذلك الى الحديث فترك التمسك باقوالهم ما لم يتفقوا وقال هم رجال ونحن رجال۔

ازانجملہ یہہ کہ اقوال صحابہ (جنسی امام ابوحنیفہ وامام مالک تمسک کرتے ہین) امام شافعی کے وقت بکثرت جمع ہوئے اور باہم مختلف معلوم ہوئی اور اکثر احادیث صحیحہ کے (جو ان صحابہ کو نہ پہنچی تہین) مخالف نظر آئے۔ اور یہہ بہی امام شافعی نے دیکہا کہ سلف (اصحاب وتابعین) اپنی اقوال سے جب مخالف سنت ہون رجوع کرلیا کرتے تہے تو انہون نے اقوال صحابہ سے جو اتفاقی نہ ہون تمسک کرنا چہوڑ دیا اور صاف فرمایا **هم رجال ونحن رجال** یعنی وہ بہی آدمی تہے جو فکر ورائی سے بات کہتی پہر ان باتون سی خطا سمجھکر رجوع بہی کرلیتی اور ہم بہی ویسے ہی آدمی ہین پہر ہم اپنے جیسون کی تقلید کیون کرین۔

ومنها انه رأى قوما من الفقهاء يخلطون الرأي الذي لم يسوغه الشرع بالقياس الذي اثبته ويسمونه تارة بالاستحسان فابطل هذا النوع اتم ابطال وقال من استحسن فانه اراد ان يكون شارعا

اور **ازانجملہ** یہہ کہ بعض لوگ قایل استحسان تہے امام شافعی نے جب دیکہا کہ شارع نے اسکا حکم نہین دیا تو اسکو باطل کیا اور فرمایا کہ جو قایل استحسان ہو وہ خود شارع بنا چاہتا ہے۔

وبالجملة لما رأى في صنيع الاوائل مثل هذه الامور اخذ الفقه من الراس فاسس الاصول

بالجملہ جب امام شافعی نے پہلون کے طریق مین ایسے امور پائے تو سرے (اصل قران وحدیث) سی فقہ کولیا

* جسمین یہہ بیان ہے کہ جبتک بایع وخریدار آپسمین جدا نہون انکو بیع کے فسخ و برقرار رکہنی کا اختیار ہے۔

وفرع الفروع وصنف الكتب -

اور اسکی اصول وفروع کی بنیاد کو قایم کیا اور کتابین تصنیف کین

پهر اهل حدیث واهل رای کے باهمی اختلاف کے باب مین فرمایا ہے کہ جو علما سعید بن مسیب

باب الفرق بين اهل الحديث واصحاب الرائ
اعلم انه كان من العلماء في عصر سعيد بن المسيب
وابراهيم والزهري وفي عصر مالك
سفيان وبعد ذلك قوم يكرهون الخوض
بالراى ويهابون الفتيا والاستنباط الا
لضرورة لا يجدون منها بدا وكان اكبر
همهم رواية حديث رسول الله صلعم
وقال معاذ بن جبل يا ايها الناس لا تعجلوا
بالبلاء قبل نزوله فانه لم ينفك المسلمون
ان يكون فيهم من اذا سئل سدد وقال
ابن عمر لجابر بن زيد انك من فقهاء
البصرة فلا تفت الا بقران ناطق او سنة
ماضية فانك ان فعلت غير ذلك
هلكت واهلكت وسئل الشعبي كيف
كنتم تصنعون اذا سئلتم قال على الخبير
وقعت كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه
افتهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول -
فوقع شيوع تدوين الحديث والاثر
في بلدان الاسلام وكتابة الصحف والنسخ

وزہری ومالک وسفیان وغیرہ کے ہم عصر تھے
وہ سب بلا ضرورت شدید قیاس و استنباط وفتوی
کو پسند نہ رکھتے تھے - انکا خیال بہت اس طرف تہا
کہ جب کوئی ان سے سوال کرتا اسکے جواب مین آنحضرت
کی حدیث نقل کرتے (اسکی تمثیل مین چند آثار صحابہ کی نقل
کئے از انجملہ) معاذ بن جبل کا یہہ قول کہ لوگو تم بلا سے
پہلے جلدی نکرو (قیاس سے فتوی نہ دو جو نزول بلا کا باعث
ہو) مسلمانون مین ہمیشہ ایسے شخص رہین گے کہ
جب کبھی اُن سے مسئلہ پوچہا جاوے تو اسکے جواب مین
حدیث پڑہکر سناوین (از انجملہ) ابن عمر کا یہہ قول جو
آپنے جابر بن زید سے کہا کہ تو بصرہ کا فقیہ اور مفتی ہے
بغیر قرآن وحدیث کے کبھی فتوے نہ دیجو ورنہ خود ہلاک
ہوگا اور دون کو بہی ہلاک کریگا (از انجملہ) شعبی کا
یہہ قول جو اُس نے کہا کہ جب کسی صحابی سے مسئلہ پوچہا
جاتا تو وہ اپنے ساتہی پہ حوالہ کرتا وہ اپنے ساتھی پہ
حوالہ کرتا یہانتک کہ اسی پہلے شخص کیطرف سوال
پہر آتا - پہر احادیث کی تصنیف وتالیف شروع
ہوئی اور حدیث کی کتابت جاری ہوئی اور اکثر
علما ملک حجاز - شام - عراق - مصر - یمن کے

من حاجتهم لموقع عظيم فطاف من ادرك من عظامهم ذلك الزمان بلاد الحجاز والشام والعراق والمصر واليمن والخراسان وجمعوا الكتب وتتبعوا النسخ واجتمع باهتمام اولئك من الحديث والآثار ما لم يجتمع لاحد قبلهم وتيسر لهم ما لم تيسر لاحد قبلهم وخلص اليهم من طرق الحديث شيء كثير حتى كان يكثر من الاحاديث عندهم مائة طريق فما فوقها فانكشف لبعض الطرق ما استتر في بعضها الآخر وعرفوا محل كل حديث من الغرابة والاستفاضة وامكن لهم النظر في المتابعات والشواهد وظهر عليهم احاديث صحيحة كثيرة لم تظهر على اهل الفتوى من قبل - قال الشافعي لاحمد انتم اعلم بالاخبار الصحيحة منا فاذا كان خبر صحيح فاعلموني حتى اذهب اليه كوفيا كان او بصريا او شاميا حكاه ابن الهمام وذلك لانه كم من حديث صحيح لا يرويه الا اهل بلد خاصة كافراد الشاميين والعراقيين او اهل بيت خاصة او كان الصحابي مقلا خاملا لم يحمل عنه

شہر وں مین پہنچے اور کتب احادیث بہم پہنچا کر تالیف کرنے لگے پس انکی کوشش و اہتمام سے اس قدر حدیثین جمع ہوئین جو پہلے نہ تہین اور حدیث کی اسناد مین اس قدر کثرت ہوئی کہ ایک ایک حدیث سو سو سند سے بہم پہنچنے لگی اور حدیث کا موقع کہ وہ شاذ و نادر ہے یا مشہور انکو معلوم ہوا اور انپر بہت سی ایسی حدیثین صحیح معلوم ہوئین جو پہلے اہل فتوی پر مخفی تہین امام شافعی نے امام احمد سے کہا تم صحیح حدیثون کو خوب جاننے والے ہو جب کوئی حدیث صحیح تمکو معلوم ہو تو مجھے بتاؤ مین اسکو مذہب بناؤنگا کوفہ کی حدیث ہو یا بصرہ کی یا شام کی یہہ بات ابن ہمام نے نقل کی ہے اور یہہ بات انہون نے اسلئے کہی تہی کہ بہتیری حدیثین ایسی ہین جنکو بجز ایک شہر یا ایک گہر کے لوگون کے کوئی روایت نہین کرتا یا اسکا راوی کوئی ایسا صحابی کم روایت گوشہ نشین ہے جس سے کم لوگون نے روایت لی ہو ایسی حدیثون سے اکثر اہل فتوی بے خبر رہتے ہین اور انکی پاس آثار و اقوال صحابہ و تابعین کے بہی خوب جمع ہوئے اور پہلے لوگ اپنے ہی شہر کے لوگون اور صحبتیون کے اقوال و آثار کو جمع نہ کر سکتے تہے -

اور پہلے لوگ راویون کے نام جاننے اور انکے مراتب

الا شرذمة قليلون. فمثل هذه الاحاديث
يعمل عنها عامة اهل الفتوى واجتمعت
عندهم آثار فقهاء كل بلد من الصحابة
والتابعين وكان الرجل فيما قبلهم لا
يتمكن الا جمع حديث بلده واصحابه وكان من
قبلهم يعتمدون في معرفة اسماء الرجال
ومراتب عدالتهم على ما يخلص اليهم من
مشاهدة الحال وتتبع القرائن وامعن هذه
الطبقة في هذا الفن وجعلوه شيئاً
مستقلاً بالتدوين والبحث وناظروا
في الحكم بالصحة وغيرها فانكشف عليهم
بهذا التدوين والمناظرة ما كان خافياً
وكان سفيان ووكيع وامثالهما يجتهدون
غاية الاجتهاد فلا يتمكنون من الحديث
المرفوع المتصل الا من دون الف حديث
كما ذكره ابو داؤد السجستاني في رسالته
الى اهل مكة وكان اهل هذه الطبقة
يروون اربعين الف حديث فما
يقرب منه بل صح عن البخاري انه اختصر صحيحه

عدالت پہچانتے تھے صرف مشاہدہ پر اعتماد کرتے جو کچھ
ظاہر حال رواۃ وقرائن موجودہ سے حاصل ہوتا تھا
ان (پچھلے) لوگوں نے اس فن میں خوب تحقیق
کی اور اسمیں مستقل بحث وتالیف کی اور حدیث
کے صحیح وغیر صحیح ہونے میں خوب بحث کی اور
اس بحث وتالیف سے وہ امور کھل گئے جو پہلے
لوگوں پر مخفی تھے سفیان وکیع وغیرہ پہلے
لوگوں نے بہت کوششیں کیں تب بھی ایک ہزار
سے کم مرفوع متصل حدیثیں پائیں جیسا کہ
ابو داود نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے اور
اس پچھلے طبقہ کے لوگ چالیس چالیس ہزار
حدیثیں روایت کرتے ہیں بلکہ امام بخاری سے
ثابت ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کو چھ ہزار*
حدیث سے انتخاب کیا اور ابو داود نے
اپنی کتاب سنن کو پانچ ہزار حدیث سے اختصار کیا
امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند کو احادیث
نبویہ کے لئے میزان ٹھہرا دیا ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ جو
حدیث اسمیں ہے اگرچہ ایک ہی سند سے ہو وہ اصل
رکھتی ہے اور جو اسمیں نہ ہو اسکی کوئی اصل نہیں۔†

* اصل نسخہ حجۃ اللہ البالغہ میں بھی لفظ چھ ہزار کا ہے مگر یہ کاتب کی غلطی ہے صحیح لفظ چھ لاکھ ہے چنانچہ صحیح بخاری کی شروح سے معلوم ہے۔ اسیطرح ابو داود کی نسبت صحیح لفظ پانچ لاکھ ہے جیسا کہ کتب شروح سے ظاہر ہے۔

فكان رؤوس هؤلاء عبد الرحمن بن مهدي ويحيى بن سعيد القطان ويزيد بن هارون وعبد الرزاق وابو بكر بن ابي شيبة ومسدد وهناد واحمد بن حنبل واسحق بن راهوية والفضل بن دكين وعلى المديني واقرانهم - وهذه الطبقة هي الطراز الاول من طبقات المحدثين فرجع المحققون منهم بعد احكام فن الرواية ومعرفة مراتب الاحاديث الى الفقه فلم يكن عندهم من الرأى ان يجمع على تقليد رجل ممن مضى مع ما يرون من الاحاديث والاثار المناقضة فى كل مذهب تلك المذاهب فاخذوا يتتبعون احاديث النبى صلعم واثار الصحابة والتابعين والمجتهدين على قواعد احكموها فى نفوسهم وانا ابينها لك فى كلمات يسيرة كان عندهم انه اذا وجد فى المسئلة قران ناطق فلا يجوز التحول منه الى غيره واذا كان القرآن محتملا لوجوه فالسنة قاضية عليه فاذا لم يجد وا فى كتاب الله اخذوا

اِس طبقہ کے سردار یہہ لوگ تھے عبد الرحمن بن مہدی - یحیی ابن سعید - یزید بن ہارون - عبد الرزاق - ابو بکر بن ابی شیبہ - مسدد ہناد - احمد بن حنبل - اسحق بن راہویہ - فضل بن دکین - علی مدینی وغیرہ - یہہ طبقہ محدثین کے طبقات سے اول نشان تہے - اس طبقہ کے محقق لوگ فن روایت کو مضبوط کرنے اور مراتب حدیث کے پہچاننے کے بعد فقہ کیطرف متوجہ ہوئے انکے نزدیک **فقہ اس کا نام نہ تہا** کہ کسی ایک شخص کی (جو گذر چکا ہو) تقلید کیجاوے باوجودیکہ مذاہب متقدمین سے ہر مذہب میں احادیث وآثار ینتاقضہ نظر آرہے ہیں - پس وہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ وآثار صحابہ وا قوال تابعین ومجتہدین کی بحسب قواعد ذیل تفحص کرنے لگے -

(۱) ان کا قاعدہ تہا کہ **جب کسی مسئلہ** میں قرآن ناطق پاتے تو پہر اور کسی کی طرف توجہ نہ کرتے - اور اگر قرآن کئی معانی کا محتمل ہوتا تو قرآن پر حدیث کو منصف سمجہتے -

(۲) جب کتاب اللہ میں کوئی حکم نہ پاتے تو وہ حکم سنت (یعنی حدیث) سے لیتے خواہ وہ

سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم سواء كان مستفيضا
دائرا بين الفقهاء او يكون مختصا باهل بلد
او اهل بيت او بطريق خاصة وسواء عمل
به الصحابة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى كان
في المسألة حديث فلا يتبع فيها خلافه اثر من الآثار
ولا اجتهاد احد من المجتهدين واذا فرغوا من جهدهم
في تتبع الاحاديث ولم يجدوا في المسألة
حديثا اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعين
ولا يتقيدون بقوم دون قوم ولا بلد دون
بلد كما كان يفعل من قبلهم فان اتفق
جمهور الخلفاء والفقهاء على شيء فهو المقنع
وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم علما واورعهم
ورعا او اكثرهم ضبطا او ما اشتهر عنهم فان
وجدوا شيئا يستوي فيه قولان فهي مسألة
ذات قولين فان عجزوا عن ذلك ايضا تأملوا
في عمومات الكتاب والسنة وايماءاتهما
واقتضاءاتهما وحملوا نظير المسألة عليها في
الجواب اذا كانتا متقاربتين بادي الرأي لا يعتمدون
في ذلك على قواعد من الاصول ولكن على ما يخلص
الى الفهم ويثلج به الصدر كما انه ليس ميزان
التواتر عدد الرواة ولا حالهم ولكن

حدیث فقہا مین مشہور ہوتی خواہ کسی شہر یا لوگون
سے مخصوص ہوتی کسی صحابی یا تابعین کے نزدیک
معمول بہ ہوتی خواہ نہوتی جب وہ کسی مسئلہ
مین حدیث پاتے تو پھر اثر صحابی واجتہاد مجتہد
(جو اسکے خلاف ہوتا) کے پیچھے نہ جاتے۔
(۳) اور جب با وجود بہت تلاش و نہایت
کوشش کے کوئی حدیث نہ پاتے تو جماعت صحابہ
و تابعین کے اقوال کو لے لیتے بلا خصوصیت
اسکے کہ وہ کسی قوم یا شہر یا گھر کے لوگ ہون
جیسا کہ انسے پہلے لوگ کیا کرتے تھے۔ پس جس امر
پر اکثر خلفا و فقہا کے اقوال متفق ہوتے اسپر
اعتماد کرتے اور کسی امر مین علما کا اختلاف پاتے
تو انہین سے جو بڑا عالم یا متقی یا بہت ضابطہ
ہوتا اسکے قول کو اعتبار کرتے۔ اور جس مسئلہ مین
دو قول مساوی پاتے اسکو دو طرحکا مسئلہ قرار دیتے
(۴) اور اگر ایسا مسئلہ بھی نپاتے تو کتاب سنت
کے عموم و اشارہ و اقتضا وغیرہ مین تامل کرتے
پس جو نص سے سمجھہ مین آتا اسکی نظیر کو اسپر محمول
کرتے اگر دونون کو بادی الرای مین باہم ملتا
جلتا دیکھتے اسباب مین وہ قواعد اصولی پر بھروسہ
نکرتے بلکہ اپنی سمجھہ اور دل کے اطمینان پر اعتماد

اليقين الذي يعقبه في قلوب الناس كما
نبهنا على ذلك في بيان حال الصحابة وكان
هذه الاصول مستخرجة عن صنيع الاوائل و
تصريحاتهم۔

وعن ميمون بن مهران قال كان ابوبكر اذا
ورد عليه الخصم نظر في كتاب الله فان
وجد فيه ما يقضي بينهم قضى به وان
لم يكن في الكتاب وعلم من رسول الله
صلى الله عليه وسلم في ذلك الامر سنة
قضى به فان اعياه خرج فسأل المسلمين
وقال اتاني كذا وكذا فهل علمتم ان رسول الله
صلعم قضى في ذلك بقضاء فربما اجتمع
اليه النفر كلهم يذكر من رسول الله صلى
الله عليه وسلم فيه قضاء فيقول ابوبكر
الحمد لله الذي جعل فينا من يحفظ على
نبينا فان اعياه ان يجد فيه سنة من رسول الله
صلعم جمع رؤس الناس وخيارهم فاستشارهم
فاذا اجتمع رأيهم على امر قضى به ـ

وعن شريح ان عمر بن الخطاب كتب اليه
ان جاءك شيء من كتاب الله فاقض به
ولا يلفتك عنه الرجال فان جاءك ما ليس

کرتے چنانچہ تواتر میں مدار صدق واعتبار
راویوں کی کثرت اور عدالت نہیں بلکہ طمانیت
ویقین قلب ہے جیسا کہ ہمنے تفصیل حال صحابہ کے
ضمن میں بیان کیا ہی یہہ **قواعد** انہوں نے
متقدمین کی روش اور تصریحات سے نکالے تھے

میمون بن مہران نے کہا جب کوئی ابوبکر کے
پاس مقدمہ لیکر آتا تو اول کتاب اللہ میں دیکھتے
اگر اسمیں اس کا حکم پاتے تو اس پر فیصلہ کرتے
اور اگر اسمیں نپاتے تو پھر اگر اسباب میں رسول
اللہ سے کوئی حدیث یاد ہوتی تو اسکے موافق
فیصلہ کرتے ورنہ جماعت صحابہ سے پوچھتے کہ کبھی
اس قسم کا مقدمہ پیش آیا ہے تمکو اس باب میں
رسول اللہ صلعم کا کوئی فیصلہ یاد ہے پس بسا
اوقات بہت لوگ متفق ہوکر رسول اللہ کے
فیصلہ کو بیان فرماتے تو اسپر خدا کا شکر بجالاتے
اگر کسی کے پاس حدیث نپاتے تو سرداروں
اور برگزیدہ لوگوں کو جمع کرکے مشورہ چاہتے
پس جس امر پر اتفاق رای پاتے اسکے موافق فیصلہ
فرماتے ـ اور حضرت عمر نے شریح کیطرف لکھا
اگر تیرے پاس ایسا مقدمہ آوے جسکا حکم کتاب اللہ
میں ہو تو اسکے موافق حکم دے کوئی تجھے اس سے

فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سنۃ رسول
اللہ صلعم فانظر ما اجتمع علیہ الناس
فخذ بہ فان جاءک ما لیس فی کتاب اللہ
ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ صلعم
ولم یتکلم فیہ احد قبلک فاختر ای
الامرین شئت ان شئت ان تجتہد
برائک ثم تقدم فتقدم وان شئت
ان تتاخر فتاخر ولا اری التاخیر
الا خیرا لک - وعن عبد اللہ بن مسعود
قال اتی علینا زمان لسنا نقضی ولسنا
ھنالک وان اللہ قد قدر من الامر ان
قد بلغنا ما ترون فمن عرض لہ قضاء
بعد الیوم فلیقض فیہ بما فی کتاب اللہ
عز وجل فان جاءہ ما لیس فی کتاب
اللہ فلیقض بما قضی بہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فان جاءہ ما لیس
فی کتاب اللہ ولم یقض بہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فلیقض بما قضی
بہ الصالحون ولا یقل انی اخاف وانی
اری فان الحرام بین والحلال بین وبین
ذلک امور مشتبہۃ فدع ما یریبک

نہ روک لے اور جو کتاب اللہ مین نہو اسمین حدیث
کے موافق فیصلہ کر اور اگر کوئی حدیث نہ ہو تو
پھر اتفاقی بات کو دیکھ جسپر اکثر لوگ متفق ہون
اسکو لے - اور اگر ایسی بات ہو جسمین کسی نے
کچھہ نہ کہا ہو تو پھر خواہ اسکو اپنی رائے سے فیصلہ کر
خواہ اسمین ساکت رہ - اور سکوت تیرے حق
مین مفید اور بہتر ہے - اور ابن مسعود نے کہا کہ
پہلے ہم ایسے زمانہ مین تھے کبھی ہمکو فیصلہ کرنیکی
ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہم اسکے لائق تھے اب تقدیر
سے یہہ وقت آپہنچا ہے جو تم دیکھتے ہو سو اب
جسکو کوئی مقدمہ پیش آوے وہ کتاب اللہ کے
موافق فیصلہ کرے اور جس امر کا حکم کتاب اللہ
مین نہ ہو اسمین حدیث کے موافق فیصلہ کرے
اور اگر حدیث بھی نہ ملے تو پہلے صالحین کے
فیصلے کے موافق کرے اور اپنی رائے وقیاس
سے کچھہ نہ کہے - کیونکہ حرام ظاہر ہے اور حلال
بھی ظاہر ہے اور دونون کے بیچ مین شبہہ
کی چیزین ہین بس جسمین شبہ ہو اسے چھوڑ دے
اور جو بلا شبہ ہو اسے لے لے اور جب کوئی ابن
عباس سے مسئلہ پوچھتا تو اگر آپ وہ مسئلہ
قرآن مین پاتے تو بیان فرماتے اور اگر قرآن

الی ما یریبك وكان ابن عباس اذا سئل عن الامر فان كان فی القران اخبر به وان لم یكن فی القران وكان عن رسول الله صلی الله علیه وسلم اخبر به وان لم یكن فعن ابی بكر وعمر فان لم یكن قال فیه برائه - عن ابن عباس اما تخافون ان تعذبوا او یخسف بكم ان تقولوا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال فلان - عن قتادة قال حدث ابن سیرین رجلا بحدیث عن النبی صلعم فقال الرجل قال فلان كذا وكذا فقال ابن سیرین احدثك عن النبی صلعم وتقول قال فلان كذا وكذا - عن الاوزاعی قال كتب عمر بن عبد العزیز انه لا رای لاحد فی كتاب الله وانما رای الایمة فیما لم ینزل فیه كتاب ولم تمض فیه سنة من رسول الله صلعم ولا رای لاحد فی سنة سنها رسول الله صلعم - عن الاعمش قال كان ابراهیم یقول یقوم عن یساره فحدثته عن سمیع الزیات عن ابن عباس ان النبی صلعم اقامه عن یمینه فاخذ به - عن الشعبی جاء

میں نہ پانے تو رسول اللہ کی حدیث پڑھ سناتے اور اگر حدیث بھی نہ ملتی تو حضرت ابو بکر یا عمر کا قول نقل کرتے اگر یہہ بھی نہ پاتے تو پھر اپنی رائے سے بیان فرماتے - ابن عباس نے فرمایا ہے کہ تمہیں اسمین خوف نہیں آتا جو تم کہتے ہو کہ رسول اللہ نے یہ فرمایا اور (اسکے مخالف) فلانے کا یہہ قول ہے - قتادہ نے کہا کہ ابن سیرین نے ایک شخص کو رسول اللہ کی حدیث سنائی اور دوسرے نے کسیکا قول بیان کیا تو ابن سیرین نے کہا میں تو رسول اللہ کی حدیث سناتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ فلانی کا یہہ قول ہے -

عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ جو امر کتاب اللہ میں ہو اُسمین کسی کی رائے مقبول نہیں اور ائمہ کی رائے اُسمین مقبول ہے جسمین کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا کوئی حکم نہ ہو -

اعمش نے کہا کہ ابراہیم نے یہہ مسئلہ بیان کیا کہ مقتدی (جبکہ امام کے پیچھے تنہا ہو) امام کے بائیں طرف کھڑا ہو اور جب میں نے سمیع زیات کی حدیث سنائی کہ رسول اللہ نے ابن عباس کو اپنی داہنی طرف کھڑا کیا تہا تو پھر اونہوں نے اس حدیث کو لیلیا اور شعبی کے پاس کوئی شخص مسئلہ پوچھنے کو آیا تہا تو

رجل يسئله عن شئ فقال كان ابن مسعود
يقول فيه كذا وكذا قال اخبرني انت برأيك
فقال الا تعجبون من هذا اخبرته عن
ابن مسعود ويسالني عن رائي وديني
عندي آثر من ذلك والله لان تغني
بغنيمة احب الي من ان اخبرك برأيي
اخرج هذه الآثار كلها الدارمي - واخرج
الترمذي عن ابي السائب قال كنا عند
وكيع فقال لرجل ممن ينظر في الراي اشعر
رسول الله صلعم ويقول ابو حنيفة
هو مثلة - قال الرجل فانه قد روي عن
ابراهيم النخعي انه قال الاشعار مثلة
قال رايت وكيعا غضب غضبا شديدا
وقال اقول لك قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم وتقول قال ابراهيم
ما احقك بان تحبس ثم لا تخرج حتى
تنزع عن قولك هذا - وعن عبد الله بن
عباس وعطاء ومجاهد ومالك بن انس
انهم كانوا يقولون ما من احد الا وهو
ماخوذ من كلامه ومردود عليه الا
رسول الله صلى الله عليه وسلم

اونہون نے اسکے جواب مین قول ابن مسعود کا
سُنایا اُس نے کہا کہ تم اپنی رائے سے بتلاؤ تو وہ
حاضرین کو سے کہنے لگے کیا تم اس شخص سے تعجب
نہین ہوتے کہ مین ابن مسعود کا قول سناتا ہون
اور یہ میری رائے پوچھتا ہے میرا دین میرے
اعتقاد مین اس (رائے سے فتوی دینے) سے
مقدم ہے بخدا اگر مین دوسرے کے قول پر
فتوی دینے سے مُستغنی رہون تو مجھے اس سے
پیارا ہے کہ اپنی رائے سے کچھ کہون - یہہ تمام آثار
دارمی نے اپنی کتاب مین نقل کئے ہین اور ترمذی
نے روایت کی ہے کہ ہم وکیع کے پاس تھے جبکہ
اُس نے اہل رائے مین سے ایک شخص کو کہا کہ
رسول اللہ صلعم نے اشعار کیا ہے اور ابو حنیفہ کہتے
ہین وہ مثلہ ہے (جیسے کا کان ناک کاٹنا) اس
شخص نے جواب دیا کہ ابراہیم نخعی بھی کہتے ہین کہ
اشعار مثلہ ہے تو اسپر وکیع نہایت غصہ ہوے اور
فرمایا کہ مین رسول اللہ کی حدیث سناتا ہون اور
تو ابراہیم کا قول نقل کرتا ہے پس تیری سزا یہی
ہے کہ قید کیا جاوے یہانتک کہ اس قول سے باز آوے
اور ابن عباس و عطا و مجاہد و مالک بن انس وغیرہ
نے فرمایا ہے کہ سوائے آنحضرت کے سبکے کلام سے مواخذہ

وبالجملة لما مهدوا الفقه على هذه القواعد
فلم تكن مسئلة من المسائل التي تكلم
فيها من قبلهم والتي وقعت في زمانهم
الا وجدوا فيها حديثا مرفوعا متصلا
او مرسلا او موقوفا صحيحا او حسنا او صالحا
للاعتبار او وجدوا اثرا من آثار الشيخين
او سائر الخلفاء او استنباطا من عموم
او ايماء او اقتضاء فيسر الله لهم العمل
بالسنة على هذا الوجه - وكان اعظمهم
شانا واوسعهم رواية واعرفهم
للحديث مرتبة واعمقهم فقها احمد
بن محمد بن حنبل واسحق بن راهوية -
وكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف
على جمع شئ كثير من الاحاديث والآثار
حتى سئل احمد يكفي الرجل مائة الف
حديث حتى يفتي قال لا حتى قيل خمس
مائة الف حديث قال ارجو كذا في غاية
المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل -
ثم انشاء الله تعالى قرنا آخر فراوا اصحابهم
قد كفوا مؤنة جمع الاحاديث وتمهيد
الفقه على اصولهم فتفرغوا الفنون اخرى

مواخذہ ہو سکتا ہے اور ہر کسیکا قول رد ہو سکتا ہے
حاصل یہہ کہ جب اونہون نے فقہ کو ایسے قواعد پر
بنایا تو ہر مسئلہ مین جو انسے پہلے یا انکے زمانہ مین کہا گیا
ہو کوئی حدیث مرفوع متصل یا موقوف صحیح یا حسن یا ضعیف
آسان ہوگیا - ان لوگون مین سے عظیم الشان و
کثیر الروایۃ اور بڑے محدث و فقیہ احمد بن حنبل و
اسحق بن راہویہ تہے -
اور اس طور فقہ بنانا بہت سی جمعیت احادیث و آثار
پر موقوف ہے - یہانتک کہ امام احمد بن حنبل سے کسی نے
پوچہا کہ فتوی دینے کے لئے انسان کو ایک لاکہہ
حدیث کافی ہے ؟ آپنے فرمایا نہین ہے آخر کہا گیا
کہ پانچ لاکہہ حدیث کافی ہے - آپ بولے ہان امید
کرتا ہون - ایسا ہی غایۃ المنتہی (کتاب کا نام ہے)
مین بیان کیا ہے - اس سے آپکی مراد ان اصول و قواعد
کے موافق فتوی دینا ہے جنکا بیان اوپر ہو چکا ہے
ان کے بعد خدا تعالی نے اور (**محدث**)
لوگون کو پیدا کیا - اونہون نے دیکہا کہ ہمسے پہلے
محدثون نے حدیث کو جمع کر دیا ہے اور قواعد المحدثین
کے موافق فقہ کی بنا بہی قایم کر دی ہے تو انہون
نے اور علوم حدیث کے لئے فارغ ہو کر اہتمام کیا
جیسے حدیث صحیح کو جس پر اکابر المحدثین (امثال یزید

لائق عمل یا شیخین وغیرہ خلفاء کا اثر یا کسی مجتہد یا قاضی کا فیصلہ یا عموم و ایماء نص کا استنباط (غرض یہہ کہ جن ...) الموطا یا ... موطا ... الموحدث ... عمل ... ملنا

كتب [...] الحديث الصحيح المجمع عليه بين
كبراء أهل الحديث كيزيد بن هارون
ويحيى بن سعيد القطان وأحمد وإسحق
وأضرابهم وجمع أحاديث الفقه التي
بنى عليها فقهاء الأمصار وعلماء
البلدان مذاهبهم وكالحكم على كل
حديث بما يستحقه وكالشاذة والفاذة
من الأحاديث التي لم يرووها أو
طرقها التي لم يخرجوا من جهتها الأوائل
مما فيه اتصال أو علو سند أو رواية
فقيه عن فقيه أو حافظ عن حافظ ونحو
ذلك من المطالب العلمية - وهؤلاء هم
البخاري ومسلم وأبو داؤد وعبد بن حميد
والدارمي وابن ماجة وأبو يعلى والترمذي
والنسائي والدارقطني والحاكم والبيهقي
والخطيب والديلمي وابن عبد البر وأمثالهم
وكان أوسعهم علما عندي وأنفعهم
تصنيفا وأشهرهم ذكرا رجال أربعة
متقاربون في العصر أولهم أبو عبد الله
البخاري وكان غرضه تجريد الأحاديث
الصحاح المستفيضة المتصلة من غيرها

بن ہارون و یحیی بن سعید و احمد بن حنبل و اسحاق
بن راہویہ) کا اتفاق ہو غیر سے علیحدہ و متمیز کرنا
اوران احکامی و فقہی احادیث کو جن پر مجتہدین
و فقہاے بلاد نے اپنے مذہب کی بنا قائم کی ہے
اکٹھا کرنا اور ہر ایک حدیث پر اسکے موافق حکم لگانا
اور شاذ و نادر حدیثوں کو جنکو پہلوں نے روایت
نہیں کیا یا انکی خاص اسنادوں سے تعرض نہیں
کیا۔ اور انمیں اتصال یا علو اسناد یا فقیہ کی فقیہ
سے یا حافظ الحدیث کی حافظ الحدیث سے روایت
پائی جاتی ہے یا ایسی ہی اور علمی مطالب انکو بیان
کرنا۔

وہ لوگ یہہ ائمہ ہین بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد
عبد بن حمید۔ دارمی۔ ابن ماجہ۔ ابویعلی۔ ترمذی
نسائی۔ دارقطنی۔ حاکم۔ بیہقی۔ خطیب بغدادی
دیلمی۔ ابن عبد البر اور ان کے امثال و اقران
ان سب مین سے ہمارے خیال مین بڑے
وسیع العلم اور تصنیف سے خلائق کو نفع رسان اور
مشہور چار شخص ہین جو باہم قریب زمانہ تھے۔

اول امام ابو عبد اللہ **بخاری** ان کا مقصود
صحیح احادیث کو جو مشہور اور متصل اسانید ہین
اور اقسام سے چھانٹنا اور ان سے فقہ و سیرت

واستنباط الفقه والسيرة والتفسير منها فصنف جامع الصحيح ووفى بما شرط۔

وبلغنا ان رجلا من الصالحين رای رسول الله صلعم في منامه وهو يقول مالك اشتغلت بفقه محمد بن ادريس وتركت كتابي قال يا رسول الله وما كتابك قال الصحيح البخاري ولعمري انه نال من الشهرة والقبول درجة لا ترام فوقها۔

وثانيهم مسلم النيسابوری توخی تجريد الصحاح المجمع عليها بين المحدثين المتصلة المرفوعة مما يستنبط منه السنة واراد تقريبها الى الاذهان وتسهيل الاستنباط منها فرتب ترتيبا جيدا وجمع طرق كل حديث في موضع واحد ليتضح اختلاف المتون وتشعب الاسانيد اصرح ما يكون وجمع بين المختلفات فلم يدع لمن له معرفة لسان العرب عذرا في الاعراض عن السنة الى غيرها۔

وتفسیر کو استنباط کرنا۔ پس اونھوں نے اس مدعا کے لئے اپنی کتاب جامع صحیح (مشہور صحیح بخاری) بنائی اور اُسمین اپنی وہ شرط پوری کر دکھائی۔

ہمکو خبر ملی ہے کہ ایک نیک آدمی نے آنحضرت کو خواب مین دیکھا تو آنحضرت نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے تو محمد بن ادریس (امام شافعی) کی فقہ سے مشغول ہے اور میری کتاب کو چھوڑ رہا ہے اُس نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آپکی کتاب کون سی ہے آپ نے فرمایا میری کتاب صحیح بخاری ہے۔ مجھے اپنی عمر (دینے والے) کی قسم ہے صحیح بخاری نے وہ شہرت وقبولیت پائی ہے جس سے فوقیت نا متصور ہے۔

دوسرے (امام) مسلم نیشاپوری ہین انھون نے اتفاقی صحیح حدیثون کو (جو متصل ومرفوع ہین اور انسے احکام استنباط کئے جاتے ہین) چھانٹنے کا قصد کیا اور اس احادیث کا قریب الفہم کرنا اور انسے استنباط مسایل کا آسان کر دینا چاہا پس اپنی کتاب کو عمدہ ترتیب سے مرتب کیا اور ہر حدیث کی سبھی اسنادون کو ایک جگہ جمع کیا تاکہ اس سے متون احادیث کا اختلاف اور انکی سندون کا تعدد صاف طور پر معلوم ہو اور مختلف حدیثونکو باہم موافق کر دیا تاکہ جسکو محاورہ عرب سے واقفیت ہو اسکو حدیث سے دوسری طرف رجوع کرنے کا عذر باقی نرہے۔

وثالثهم ابو داؤد السجستاني وكان
همه جمع الاحاديث التي استدل بها
الفقهاء ودارت فيهم وبني عليها الاحكام علماء
الامصار فصنف سننه وجمع فيها الصحيح
والحسن واللين والصالح للعمل قال
ابو داؤد ما ذكرت في كتابي حديثا
اجمع الناس على تركه وما كان منها
ضعيفا صرح بضعفه وما كان فيه
علة بينها بوجه يعرفه الخائض في
هذا الشان —

وترجم على كل حديث بما قد استنبط
منه عالم وذهب اليه ذاهب و
لذلك صرح الغزالي وغيره بان
كتابه كاف للمجتهد —

ورابعهم ابو عيسى الترمذي وكانه
استحسن طريقة الشيخين حيث بينا
وما ابهما وطريقة ابي داؤد حيث جمع
كل ما ذهب اليه ذاهب فجمع كلتا الطريقتين
وزاد عليهما بيان مذاهب الصحابة والتابعين

تیسرے (امام) **ابو داؤد السجستانی** انکا قصد
یہ تھا کہ ان احادیث کو جنسے فقہاء نے استدلال کیا ہے
اور وہ انہیں دایر وسایر ہیں اور انہی پر علماء دیار
نے احکام کی بنا ڈالی ہے یکجا کر دیں پس انہوں
نے اپنی کتاب سنن (ابو داؤد) تصنیف کی اُس
میں (ہر قسم کی حدیثیں) صحیح حسن ضعیف
(جو عمل کے لایق ہو) جمع کر دیں۔ اور ابو داؤد نے
کہا ہے کہ مینے اپنی کتاب میں ایسی حدیث کوئی
وارد نہیں کی جسکے متروک العمل (وضعیف) ہونے
پر سب کا اتفاق ہو اور ان احادیث کو جو ضعیف
ہیں ضعیف بتا دیا ہے اور جسمیں کوئی علت قادح
صحت ہو اسکو ایسے طور سے بیان کر دیا ہے جسکو
اس فن میں غور کرنیوالے پہچانتے ہیں۔ ہر حدیث
کا ترجمۃ الباب وہ مسئلہ مقرر کیا ہے جو کسی نے کسی
اس حدیث سے استنباط کیا ہے اور کسی نے کسی کا وہ مذہب ہے
اسی نظر سے امام غزالی نے فرمایا ہے کہ اسکی کتاب
مجتہد کے لئے کافی ہے۔

چوتھے (امام) ابو عیسی **ترمذی** انہوں نے
شیخین (امام بخاری وامام مسلم) کے طریق کو پسند
واختیار کیا کہ جو کچھ وارد کیا اسکا حال بیان کر دیا مبہم نہ چھوڑا اور طریق ابو داؤد کو بھی لیا کہ ہر مسئلہ اور ہر
حدیث کو جسکا کوئی قایل و متمسک ہوا ہی جمع کر دیا اس طرف پر یہ طرہ بڑھا دیا کہ مذہب صحابہ و تابعین

وفقهاء الامصار فجمع كتابا جامعا واختصر طرق الحديث اختصارا لطيفا فذكر واحدا واومى الى ما عداه وبين امر كل حديث من انه صحيح او حسن او ضعيف او منكر وبين وجه الضعف ليكون الطالب على بصيرة من امره فيعرف ما يصلح للاعتبار عما دونه وذكر انه مستفيض او غريب وذكر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار وسمى من يحتاج الى التسمية وكنى من يحتاج الى الكنية ولم يدع خفاء لمن هو من رجال العلم ولذلك يقال انه كاف للمجتهد مغنى للمقلد -

ومجتہدین کو بہی ذکر کر دیا - پس کتاب جامع ترمذی تصنیف کی اسمین احادیث کی سندون کو اختصار وارد کیا ایک اسناد کو پورا بیان کر دیا باقی کو مختصر واشارۃً اور ہر حدیث کا حال بیان کر دیا کہ وہ صحیح ہے یا حسن یا ضعیف ہے یا منکر اور وجہ ضعف کو بہی ساتہہ ہی بیان کر دیا تاکہ طالب حدیث کو بصیرت حاصل ہو اور وہ لایق اعتبار کو غیر لایق سے تمیز کرے اور جس راوی کے نام جاننے کی ضرورت تہی انکا نام بتا دیا جسکی کنیت جاننے کی حاجت تہی اسکی کنیت بتا دی اور کسیطرح کا خفا اہل علم کے لئے باقی نہ رہنے دیا اسی نظر سے اس کتاب کی حق مین کہا گیا ہے کہ وہ مجتہد کے لئے کافی ہے اور مقلد کے لئے تقلید غیر سے مغنی (بے پرواہ کرنیوالی) ـ

وكان بازاء هؤلاء في عصر مالك وسفيان وبعدهم قوم لا يكرهون المسائل ولا يهابون الفتيا ويقولون على الفقه بناء الدين فلا بد من اشاعته ويهابون رواية حديث رسول الله صلعم والرفع اليه حتى قال الشعبي على من دون النبي صلعم احب الينا فان كان فيه زيادة او نقصان كان على من دون النبي صلى الله عليه وسلم

اور ان لوگون کے مقابلہ مین امام مالک اور سفیان کے زمانہ مین اور ان کے پیچہے ایسے لوگ بہی ہوے ہین جو (استنباط واجتہادی) مسایل بتانے اور فتوی دینے سے نہ ڈرتے اور یہ خیال کرتے کہ دین کی بنا فقہ (واجتہاد) پر ہے اسکی اشاعت ضرور چاہیے اور آنحضرت سے حدیث روایت کرنیسے ڈرتے - شعبی کا قول ہے کہ آنحضرت سے ورے کسی اور کا قول بیان کرنا مجہے پسند ہے کیونکہ اسمین کمی بیشی بہی ہو جائے تو اسی اور کے

وقال ابراهيم انوقال عبد الله وقال علقمة احب الينا - وكان ابن مسعود اذا حدث عن رسول الله تربد وجهه وقال هكذا او نحو هكذا او نحوه

وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار الى الكوفة انكم تاتون الكوفة فتاتون قوما لهم ازيز بالقرآن فياتونكم فيقولون قدم اصحاب محمد قدم اصحاب محمد صلعم فياتونكم فيسألونكم عن الحديث فاقلوا الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال ابن عون كان الشعبي اذا جاءه شيء اتقى وكان ابراهيم يقول ويقول اخرج هذه الآثار الدارمي -

فوقع تدوين الحديث والفقه والمسائل من حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك انه لم يكن عندهم من الاحاديث والآثار ما يقدرون به على استنباط الفقه على الاصول التي اختارها اهل الحديث ولم تنشرح صدورهم للنظر في اقوال علماء البلدان وجمعها والبحث عنها واتهموا انفسهم في ذلك وكانوا اعتقدوا

ابراہیم کا قول ہے کہ مین جواب مسایل مین صرف یہ کہدون کہ عبداللہ نے یون کہا ہے تو مجھے بہت پسند ہے - اور ابن مسعود جب حدیث آنحضرت سے روایت کرتے آپکا چہرہ (کمی بیشی ہو جانیکی خوف سے) متغیر ہو جاتا اور یہ کہتے کہ آنحضرت نے ایسا فرمایا ہے یا مثل اسکے اور کچھ - حضرت عمر نے جب ایک جماعت انصار کو کوفہ مین بہیجا تو انکو فرمادیا کہ تم کوفہ پہنچوگے تو لوگ تمہارا آنا سنکر تمہارے پاس آوینگے اور آنحضرت کی حدیثین پوچھینگے پس آنحضرت سے روایت حدیث* کم کرنا - ابن عون نے کہا ہے جب شعبی کے پاس کوئی سوال آتا تو وہ ڈر جاتے اور انکے جواب مین یون کہتے کہ ابراہیم کا اسمین یہہ قول ہے ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے

پس حدیث اور فقہ اور مسایل کی تصنیف انکی حاجت کے مطابق اور طور سے ہوئی جسکا بیان یہہ ہے کہ انکے پاس احادیث و آثار تو اس قدر نہ تہے جس سے وہ اہلحدیث کے اصول پر استنباط مسایل فقہ کر سکتے اور علماء کے اقوال مین نظر اور بحث کرنی انہون نے پسند نہ کی اس امر مین

* یعنی سوچ سمجہکر جو ٹہیک یاد ہو وہ روایت کرنا - جو مونہہ مین آوے نہ کہدینا -

في ائمتهم انهم في الدرجة العليا من التحقيق وكان قالوبهم اميل شئ الى اصحابهم كما قال علقمة هل احد منهم اثبت من عبدالله وقال ابو حنيفة ابراهيم افقه من سالم ولولا فضل الصحبة لقلت علقمة افقه من ابن عمر وكان عندهم من الفطانة و الحدس وسرعة انتقال الذهن من شئ الى شئ ما يقدرون به على تخريج جواب المسائل على اقوال اصحابهم وكل ميسر لما خلق له وكل حزب بما لديهم فرحون - فمهدوا الفقه على قاعدة التخريج وذالك ان يحفظ كل احد كتاب من هو لسان اصحابه واعرفهم باقوال القوم واصحهم نظراً في الترجيح فيتامل في كل مسئلة وجه الحكم فكلما سئل عن شئ او احتاج الى شئ راى فيما يحفظ من تصريحات صحابه فان وجد الجواب فيها والا نظر الى عموم كلامهم فاجراه على هذه الصورة او اشارة ضمنية

وہ اپنی نسبت بدگمان رہے اور اپنے آپ کو اس امر کے لائق نہ سمجھے اور اپنے ائمہ کے حق میں یہہ اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ بڑے عالی رتبہ تحقیق پر تھے اور انکے دل انکی طرف بہت مائل تھے چنانچہ علقمہ نے کہا ہے کہ کیا ابن مسعود سے کوئی زیادہ مضبوط ہے - ایسا ہی ابو حنیفہ نے ابراہیم اور علقمہ کے حق میں کہا ہے کہ وہ بڑے مجتہد تھے* ان انہیں سمجھ اور تیزی طبع اور سرعۃ انتقال ذہن اس قدر تھی کہ وہ اس سے اپنے اماموں کے اقوال سے جواب مسائل نکال لیتے ہیں انہوں نے اس عادہ تخریج (بات سے بات نکالنی) سے فقہ کی بڑی جائی تخریج کی صورت یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کی جو اقوال و مذاہب سے خوب واقف ہو کتاب کو یاد کرے اور ہر مسئلہ میں تامل و جہ سے کرے پس جب بھی کوئی مسائل پوچھا جائے اس کتاب میں ائمہ کا صریح قول پایا تو اسکو جواب میں پڑھ دیا - نہیں تو کسی قول کے عموم کو دیکھا اسمیں وہ مسئلہ داخل سمجھا تو اسپر وہ حکم جاری کیا اور اگر اس قول میں کوئی اشارہ

* یہہ تمثیل بنا بر تسلیم مشہوری ہے اور درحقیقت یہ قول حضرت امام ابو حنیفہ سے باسناد صحیح ثابت نہیں چنانچہ ہمارے ضمیمہ اخبار سفیر ہند ۱۸۸۰ء میں اسکی پوری تفصیل ہو چکی ہے اسی نظر سے ہمنے اس قول کا ترجمہ پورا نہیں کیا -

الكلام فاستنبط منها وربما كان لبعض
الكلام ايماء او اقتضاء يفهم المقصود
وربما كان للمسئلة المصرح بها نظير
يحمل عليها وربما نظروا في علة الحكم
المصرح به بالتخريج او بالسبر والحذف
فاداروا حكمه على غير المصرح به وربما
كان له كلامان لو اجتمعا على هيئة القياس
الاقتراني او الشرطي انتجا جواب المسئلة
وربما كان في كلامهم ما هو معلوم
بالمثال والقسمة غير معلوم بالحد الجامع
المانع فيرجعون الى اهل اللسان ويتكلفون
في تحصيل ذاتياته وترتيب حد جامع مانع له وضبط
مبهمه وتمييز مشكله وربما كان كلامهم
محتملا بوجهين فينظرون في ترجيح احد
المحتملين وربما يكون تقريب الدلائل
خفيا فيبينون ذلك وربما استدل بعض
المخرجين من فعل ائمتهم وسكوتهم
ونحو ذلك فهذا هو التخريج ويقال له القول
المخرج لفلان كذا ويقال على مذهب
فلان او على اصل فلان او على قول
فلان جواب المسئلة كذا وكذا ويقال

پایا تو اس سے مسئلہ نکال لیا اور بعض اقوال
ہین کچھ اقتضا و ایما ہی پائی جاتی ہی جس سے
مطلب کا سمجھنا ممکن ہوتا ہے اور بعض مسائل
کی نظیر ملجاتی ہے جسپر وہ مسئلہ محمول ہو سکتا ہی
- اور کبھی علما ایسی کسی صریح حکم ہی علت نکالتی
ہین اور اسپر اسکی نظیر کو قیاس کرتے ہین - اور
بعضے اماموں کے ایسے دو قول پائی جاتے ہین
جنکو بطور قیاس اقترانی یا شرطی کے ملانے
سی جواب مسئلہ پیدا ہو جاتا ہی - اور کبھی مجتہد کی
کلام مین ایسی باتین پائی جاتی ہین جو بطور مثال
معلوم ہوتی ہین انکی پوری حقیقت و تعریف
مذکور نہین ہوتی - پس اس مجتہد کے پیرو علما
ان باتون کے جانتے ہین محاورہ اہل زبان
کی طرف رجوع کرکے اپنی طرف سی بہ تکلف
انکی حدین و تعریفین مقرر کرتے ہین اور ان
مثالون کو قواعد کلیہ بنا دیتے ہین اور کبھی انکی
اقوال دو معنی کے محتمل ہوتے ہین تو وہ لوگ
ایک معنی کو ترجیح دیتے ہین کبھی اُن کے دلایل
کا بیان وسیاق مخفی ہوتا ہے تو وہ اسکو واضح
کر دیتی ہین اور بعض اوقات تخریج کرنیوالے
اپنے اماموں کی فعل و سکوت سی کوئی بات نکال لیتے ہین

لهولاء المجتهدون في المذهب وعنى هذا الاجتهاد على هذا الاصل من قال من حفظ المبسوط كان مجتهدا اى وان لم يكن له علم برواية اصلا ولا بحديث واحد فوقع التخريج في كل مذهب وكثر فاى مذهب كان اصحابه مشهورين وسد اليهم القضاء والافتاء واشتهر تصانيفهم في الناس ودرسوا درسا ظاهرا انتشر في اقطار الارض ولم يزل ينتشر كل حين واى مذهب كان اصحابه خاملين ولم يولوا القضاء والافتاء ولم يرغب فيهم الناس اندرس بعد حين۔

تخریج اس فعل کا نام ہی اور اسبات کو جو نکالی جاتی ہے قول مخرج (نکالی ہوئی بات) کہا جاتا ہے اور اسکو یون ہی کہا جاتا ہے کہ یہ بات فلانے مجتہد کے مذہب یا قول یا اصول سے نکالی ہوئی ہے اور ان لوگون کو جو ایسی بات نکالتے ہین مجتہد فی المذہب[*] کہا جاتا ہے اسی طور پر اجتہاد کرنا اس شخص کے قول مین مراد ہے جسنے کہا ہی کہ جس نے کتاب مبسوط یاد کرلی وہ مجتہد ہے۔ یعنی اگرچہ اسکو ایک روایت حدیث کا بھی علم نہ ہو۔ اس طور سے تخریج سب مذاہب مین ہو چلی ہے پس جس مذہب کے لوگ مشہور ہوے اور قضا و فتوی ان کے سپرد ہوے اور انکی تصنیفین لوگون مین مشہور ہوئین وہ مذاہب اطراف زمین مین پھیل گئے اور جس مذہب کے لوگ گوشہ نشین و گمنام ہوے نہ کہین کے قاضی ہوے نہ مفتی بنے اور لوگ ان کی طرف راغب نہوے وہ مذاہب ایک زمانہ کے بعد بے نشان ہوگئے۔

[*] یہ بھی ایک اصطلاح ہی اور جو ابن کمال پاشاہ نے مجتہدین کے سات طبقہ ٹھہرائے ہین اور از انجملہ مجتہد فی المذہب کو دوسرے طبقہ مین اور اہل تخریج کو چوتھے طبقہ مین شمار کیا ہی اور ہر ایک کو جداگانہ منصب دیا ہی وہ خاص اسکی اصطلاح ہی جسمین کسی امام سلف سے اسکا پیشوا نہین ہی علامہ ہارون حنفی نے کتاب ناظورة الحق مین ابن کمال پاشا کا پورا تعقب کیا ہی اور اسکی کلام کو نقل کرکے صاف فرمادیا ہی ہو بعید عن الصحة بمراحل فضلا عن حسنه فانه تحكمات باردة وخيالات فارغة الخ۔ اور ہماری زمانہ کے محقق حنفی مولوی عبدالحی صاحب لکہنوی نے بھی اپنی بعض رسائل مین علامہ ہارون کا توافق کیا ہی اور ابن کمال پاشا کی تقسیم و تجویز کو رد کردیا ہی — اڈیٹر

پھر چوتھی صدی کی پہلی اور پچھلی لوگونکی بیانات مین فرمایا ہے۔ جان لے کہ

باب حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة وبعدها

اعلم ان الناس كانوا قبل المائة الرابعة غير مجتمعين على التقليد الخالص لمذهب واحد بعينه۔ قال ابو طالب المكي في قوت القلوب ان الكتب والمجموعات محدثة والقول بمقالات الناس والفتيا بمذهب الواحد من الناس واتخاذ قوله والحكاية له من كل شئ والتفقه على مذهبه لم يكن الناس قديما على ذلك في القرنين الاول والثاني انتهى۔ اقول وبعد القرنين حدث فيهم شئ من التخريج غير ان اهل المائة الرابعة لم يكونوا مجتمعين على التقليد الخالص على مذهب واحد والتفقه له والحكاية لقوله كما يظهر من التتبع۔ بل كان فيهم العلماء والعامة۔ وكان من خبر العامة انهم كانوا في المسائل الاجماعية التي لا اختلاف فيها بين المسلمين او جمهور المجتهدين لا يقلدون الا صاحب الشرع وكانوا يتعلمون صفة الوضوء والغسل والصلوة

چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض پر متفق نہ تھے ابو طالب مکی نے (کتاب) **قوت القلوب** مین کہا ہے کہ کتابین اور تالیفات سب پیچھے نکلی ہین اور لوگون کے اقوال سے قائل ہونا اور ایک شخص کے مذہب پر فتوی دینا اور ہر امر مین اسی کے قول کو تھام رکھنا اور نقل کرنا اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرنا اسپر قدیمی لوگ پہلے اور دوسرے زمانہ کے نہ تھے۔ **مین** (مصنف حجۃ اللہ) کہتا ہون کہ ان زمانون کے بعد کچھ کچھ تخریج شروع ہوئی۔ پھر چوتھی صدی کے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرنے اور اسی کی کلام کو نقل کرنے پر نہ تھے چنانچہ انکے حالات ٹٹولنے سے معلوم ہوتا ہے بلکہ ان مین دو قسم کے لوگ تھے (خاص) **علماء** اور (عام) **عام لوگ** عام لوگون کا تو یہ حال تھا کہ وہ ان مسائل اتفاقیہ مین (جنمین تمام مسلمانون یا جمہور مجتہدون کا اختلاف نہین) تو بجز صاحب شریعت (آنحضرت صلعم) کسی کی تقلید نہ کرتے وہ (وضو و غسل و نماز و زکوۃ وغیرہ) اپنے بزرگون یا استادون سے سیکھتے اور اسپر چلتے۔ اور جب انکو کوئی (نادر) واقعہ پیش آتا تو اسمین جس مفتی کو پاتے فتوی پوچھ

والزکوۃ ونحو ذلك من ابائهم او معلمی
بلدانهم فیمشون بحسب ذلك واذا وقعت
لهم واقعة استفتوا فیها ای مفتی وجدوه
من غیر تعیین مذهب وکان من خبر
الخاصة انه کان اهل الحدیث منهم
یشتغلون بالحدیث فیخلص الیهم من
احادیث النبی صلعم واثار الصحابة ما لا
یحتاجون معه الی شئ اخر فی المسئلة من حدیث
مستفیض او صحیح قد عمل به بعض الفقهاء
ولا عذر لتارك العمل به او اقوال متظاهرة
لجمهور الصحابة والتابعین مما لا یحسن
مخالفتها فان لم یجد فی المسئلة ما یطمئن
به قلبه لتعارض النقل وعدم وضوح
الترجیح ونحو ذلك رجع الی کلام بعض
من مضی من الفقهاء فان وجد قولین
اختار اوثقهما سواء کان من اهل المدینة
او من اهل الکوفة - وکان اهل التخریج
منهم یخرجون فیما لا یجدونه مصرحا
ویجتهدون فی المذهب کان هؤلاء

لیتے سمجھ لیں کہ کوئی مذہب خاص معین کرتے
اور خاص علماء کا یہ حال تھا کہ انمیں اہلحدیث
تو حدیث سے مشغول رہتے - پس انکو احادیث نبویہ
و آثار صحابہ اس قدر پہنچ جاتے جنکے ہوتے وہ کسی
مسئلہ میں کسی اور قول و اجتہادی بات کے محتاج
نہ ہوتے یا انکو اقوال جمہور صحابہ و تابعین ایسے دوسرے
کے سوید جنکی مخالفت پسندیدہ نہو پہنچ جاتے اور اگر
کسی مسئلہ میں ایسی حدیث یا اثر نہ پاتے تو بعض مجتہدین
سابق کے اقوال کیطرف مراجعت فرماتے - اور
اگر اقوال مجتہدین میں بھی اختلاف پاتے تو انمیں
جس قول کو زیادہ مضبوط دیکھتے عمل میں لاتے - اہل مدینہ
کا ہو خواہ کوفہ کا اور اہل تخریج (بات سے بات نکالنے
والے مجتہد) جس مسئلہ میں مجتہدین کا صریح قول نہ پاتے
انکو انکے اقوال و اشارات سے (بحسب تفصیل سابق)
نکال لیتے اور مذہب میں اجتہاد کرتے - یہ لوگ
انہیں اماموں (جنکے اقوال سے تخریج مسائل کرتے ہیں)
کیطرف منسوب کئے جاتے ہیں کسیکو شافعی کہا جاتا ہے
کسیکو حنفی - اور اہلحدیث بھی کبھی کسی مذہب کیطرف
کثرت توافق رائے کے سبب سے منسوب کئے جاتے ہیں

۲۰ یعنی نہ انکے مقلد ہو جانیکے سبب - اس بات کو وہ لوگ غور سے ملاحظہ کریں کہ جو بعض محدثین (امثال امام بخاری) کو امام شافعی کی طرف منسوب ہونے سے انکو مقلد سمجھتے ہیں -

ينسبون الى مذهب اصحابهم فيقال
فلان شافعي وفلان حنفي وكان صاحب
الحديث ايضا قد ينسب الى احد المذاهب
لكثرة موافقته به كالنسائي والبيهقي
ينسبان الى الشافعي فكان لا يتولى القضاء
والافتاء الا مجتهد ولا يسمى الفقيه الا مجتهد
ثم بعد هذه القرون كان ناس اخرون
ذهبوا يمينا وشمالا وحدث فيهم امور
منها الجدل والخلاف في علم الفقه وتفصيله
على ما ذكره الغزالي انه لما انقرض عهد الخلفاء
الراشدين المهديين افضت الخلافة الى
قوم تولوها بغير استحقاق ولا استقلال
بعلم الفتاوى والاحكام فاضطروا الى
الاستعانة بالفقهاء والى استصحابهم
في جميع احوالهم وقد كان بقي من العلماء
من هو مستمر على الطراز الاول وملازم
صفو الدين فكانوا اذا طلبوا هربوا
واعرضوا فرأى اهل تلك الاعصار
عز العلماء واقبال الائمة عليهم مع
اعراضهم فاشرأبوا لطلب العلم توصلا
الى نيل العز ودرك الجاه فاصبح الفقهاء

چنانچہ نسائی اور بیہقی امام شافعی کیطرف منسوب تھے
اُسوقت قاضی ومفتی بجز مجتہد کوئی نہ ہوتا اور نہ
غیر مجتہد کوئی فقیہ کہلاتا۔ ان زمانوں کے بعد ایسے
لوگ ہوئے جو داہنی بائیں چل نکلے اور ان میں کئی امر پیدا
ہوگئے۔

ازانجملہ علم فقہ میں جھگڑا اور اختلاف اسکی
تفصیل یہ ہے جو امام غزالی نے بیان کی ہے کہ جب خلفا
راشدین کا زمانہ گذر گیا اور خلافت ایسے لوگوں میں
پہنچی جو بلا استحقاق خلافت خلیفہ بنگئے۔ اور وہ علم
فتاوی واحکام سے واقف نہ تھے اسلئے وہ فقہا کو
اپنے پاس رکھنے کے محتاج ہوئے۔ اور علما میں بعض
تو ایسے تھے کہ وہ قدیمی طریق (یا نشان) پہ
ثابت تھے اور خالص دین کے ملازم۔ انکو جب
وہ بادشاہ طلب کرتے وہ اُن سے بھاگتے
اسوقت کے لوگوں نے جب دیکھا کہ علما کی
بڑی عزت ہے۔ اور بادشاہ اُن کے طالب ہیں
تو وہ علم کے طالب ہوئے مگر جسمیں وہ دنیاوی عزت
وجاہ کے طالب تھے۔ پھر زمانہ مطلوب ہونے
کے بعد طالب ہوئے اور معزز ہوکر ذلیل ہونے
لگے۔ بجز ان لوگوں کے جو خدا کی توفیق سے
بچ رہے۔

بعد ان کانوا مطلوبین طالبین وبعد ان کانوا اعزۃ بالاعراض عن السلاطین اذلۃ بالاقبال علیہم الا من وفقہ اللہ وقد کان من قبلہم قد صنف ناس فی علم الکلام واکثر والقال والقیل والایراد والجواب وتمہید طریق الجدل فوقع ذلک منہم بموقع من قبل ان کان من الصدور والملوک من مالت نفسہ الی المناظرۃ فی الفقہ وبیان الاولی من مذہب الشافعی وابو حنیفہ رح فترک الناس الکلام وفنون العلم واقبلوا علی المسایل الخلافیۃ بین الشافعی وابی حنیفہ رح علی الخصوص وتساہلوا فی الخلاف مع مالک وسفیان واحمد بن حنبل وغیرہم وزعموا ان غرضہم استنباط دقایق الشرع وتقریر علل المذہب وتمہید اصول الفتاوی واکثروا التصانیف والاستنباطات ورتبوا فیہا انواع المجادلات والتصانیف وہم مستمرون علیہ الی الان ما الذی قدر اللہ فیما بعدہا من الاعصار انتہی

اُن سے پہلے لوگون نے علم کلام مین تصنیفین کی تہین اور اسباب مین بہت قیل وقال وجواب وسوال و طریق بحث وجدال لکھہ رکہی تہے وہ پہلون کے کام آئے اونہون نے جب دیکہا کہ بعض سلاطین کو فقہ مین مناظرہ دیکہنے کا شوق ہے اور مذہب حنفی وشافعی مین سے ایک کو دوسرے پر ترجیح کی طرف توجہ ہے تو اونہون نے وہ مباحث کلامی وعلمی چہوڑ دئے اور اس قسم کے مباحث ان مسایل فقہی مین شروع کردی جنمین امام ابو حنیفہ وامام شافعی کا باہم اختلاف تہا اور جن مسایل مین امام مالک وسفیان واحمد بن حنبل مین اختلاف تہا اُنسے تعرض نکیا۔ اُن جہگڑون سے اونہون نے دقایق شرع کا استنباط اور مذاہب کے دلایل وعلل کی تقریر اور اصول وفتاوی کی تمہید مقصود ٹہرایا۔ پس اُسمین بہت تصنیفین کین اور استنباط عمل مین لائی اور طرح طرح کے جہگڑے مرتب کئے وہ اسی طریق تک چلے آتے مین۔ کل کی خبر نہین خدا نے کیا ٹہرا رکہا ہے (امام غزالی کا کلام تمام ہوا)۔

(باقی آیندہ)

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ

جلد ۱ — نمبر ۱ لغایت ۴

بابت شعبان لغایت ذیقعدہ ۱۳۰۹ھ مطابق جولائی لغایت اکتوبر ۱۸۹۲ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ ضمیمہ

درجات و مراتب	تفصیل خریداران بشرح مراتب	سالانہ قیمت
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستوں کے نواب اور رئیس	ے
۲ خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹیاں	ے
۳ عام قیمت	متوسط الحال وسعت	عصر ۸ر
۴ رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نہ رکھیں اور سالانہ پیشگی داخل کریں	۱۲ر
۵ الٰہی قیمت	بے وسعت جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نہ رکھیں مگر علمیت رکھیں اور اشاعت کریں	دعا

۱ یہ صرف قیمت ضمیمہ ہے۔ اصل رسالہ اشاعۃ السنہ کی قیمت بحسب تفصیل درجات و مراتب بالا اس سے چہار چند ہے

۲ ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہاں رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا اسکی وجہ یہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتوں کی تفصیل و دلیل رسالہ میں مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب براری ناظرین ممکن نہیں اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہیں ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کار برآری ممکن ہے ✣

۳ جنکے نام ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینہ سے قیمت واجب الادا تصور فرماویں جس مہینہ سے یہ پرچہ وصول پاویں اور جنکو خریداری منظور نہو وہ ضمیمہ واپس کریں ✣

۴ خط و کتابت متعلق ضمیمہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاکخانہ مناسب ہے ✣

راقم ابو سعید محمد حسین۔ لاہور۔ محلہ سید مٹھہ

مطبع ریاض ہند امرتسر میں طبع ہوا

رائے ناظرین متعلق ضمیمہ

ضمیمجات ششماہی سابق بعض اکابر واحباب کی خدمات مین قبل انطباع قلمی نسخے بہیجے گئے۔ اور بعد طبع واشاعت تو کس وناکس کے ملاحظہ مین آئے۔ اِس ضمیمہ کے اجرا واشاعت پر عام رائے کا اتفاق ہے اور فریقین (اہلحدیث وحنفیہ) کے منصفین ومحققین نے اِس ضمیمہ کی طرز وروش واصل مطالب وغایت کو پسند کر لیا ہے۔

اہلحدیث کا پسند کرنا تو انکا مذہبی فرض تہا۔ اور یہہ انکے مذہب کا عین مقتضا تہا۔ مگر منصفین حنفیہ نے بہی باوجودیکہ ان کے مذہب کو اس سے خاص تعلق نہ تہا اسکے پسند کرنے سے دریغ نہین کیا۔ یہہ انکا استحسان وتوافق رائے انکے انصاف کا نتیجہ ہے۔ انہون نے اسکے صٓ وغیرہ کے ملاحظہ سے یقیناً جان لیا ہے کہ اس ضمیمہ کو کسی خاص مذہب حنفی شافعی مالکی حنبلی سے مقابلہ وتعصبانہ لگاؤ نہین ہے بلکہ بالاستقلال مذہب اہلحدیث کا بیان کرنا اسکا کام ہے۔ جو قدیم سے ہر مذہب کے محققین ومنصفین سے بلا انکار متوارث چلا آتا ہے اسلئے اسکے اجرا کو پسند کیا ہے۔ اِن احباب نے اپنے استحسان وتوافق رائے کے ساتہہ یہہ شرط بہی لگا دی ہے کہ جیسے اس ضمیمہ مین عدم معارضہ وخطاء ائمہ مجتہدین کا وعدہ دیا گیا ہے ویسا ہی ان کے متبعین اکابر مصنفین سے بہی عدم تعرض کا لحاظ ہو ہم اِس شرط کو منظور رکہتے ہین اور جو کچہہ ہم ضمیمہ نمبر ۱ مین بصفحہ ۶ وعدہ دے چکے ہین اسمین مجتہدین اور انکے متبعین سب کو شامل سمجہتے ہین۔

بعض اخوان اہلحدیث نے ہمارے بعض مطالب مہیدیہ پر کچہہ نکتہ چینی بہی کی ہے مگر وہ چونکہ اصل مبادی ومقاصد سے خارج واجنبی ہے اِسلئے اسکے بیان وجواب سے تعرض اشتغال بلا طائل ہے

بالجملہ جو اس ضمیمہ سے مقصود قرار دیا گیا ہے اور جو اسکے مقدمہ مین کہا گیا ہے وہ ابتک متفق علیہ علماء فریقین ہے۔ اسلئے اب اِس مقدمہ کا تتمہ بیان کیا جاتا ہے پہر اصل مسائل مقصودہ کا بیان قلم مین آویگا۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ کے باب اسباب اختلاف صحابہ و تابعین

باب اسباب اختلاف الصحابة والتابعين
في الفروع اعلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
لم يكن الفقه في زمانه الشريف مدونا ولم
يكن البحث في الاحكام يومئذ مثل بحث
من هؤلاء الفقهاء حيث يبينون باقصى
جهدهم الاركان والشروط والآداب كل شيء
ممتازا عن الآخر بدليله ويفرضون الصور
ويتكلمون على تلك الصور المفروضة
اما رسول الله صلعم فكان يتوضأ فيرى
الصحابة وضوءه فيأخذون به من غير ان
يبين ان هذا ركن وذلك ادب وكان
يصلي فيرون صلوته فيصلون كما
رأوه يصلي وحج فرمق الناس حجه ففعلوا
كما فعل فهذا كان غالب حاله صلى الله
عليه وسلم ولم يبين ان فروض الوضوء ستة
او اربعة ولم يفرض انه يحتمل ان يتوضأ انسان
بغير موالاة حتى يحكم عليه بالصحة او
الفساد الا ما شاء الله وقلما كانوا يسألونه
عن هذه الاشياء × × × وبالجملة
فهذه كانت عادته الكريمة صلى الله عليه وسلم

میں فرمایا ہے کہ آنحضرت کے زمانہ میں علم فقہ کی
تالیف نہوئی تھی اور نہ اسدن یہ بحث ہوتی تھی
جو فقہا بڑی کوشش سے کرتے ہیں اور ہر چیز کے
ارکان و شروط و آداب نکالتے ہیں اور فرضی
صورتیں تجویز کرکے ان پر پہلے فرضی احکام
لگا رکھتے ہیں آنحضرت وضو کرتے اور یہ نہ فرماتے
کہ یہ فعل وضو کا رکن (یعنی فرض) ہے اور وہ
اسکا ادب (یعنی مستحب) آنحضرت کے اصحاب
آپکا وضو دیکھتے اور اسکے موافق عمل میں لاتے
ایسا ہی آنحضرت نماز پڑھتے اور اصحاب دیکھتے
اور ویسی ہی نماز پڑھتے۔ اور آنحضرت حج کرتے
تو اسکو لوگ دیکھتے اور ویسا ہی حج کرتے اور
آنحضرت کا اکثر یہی حال تھا اور آنحضرت نے
یہ بیان نہیں کیا کہ وضو کے فرض چھ ہیں یا چار
ہیں اور یہ فرض نکیا کہ شاید کوئی شخص بلا موالات
(ایک عضو کو دوسرے کے متصل بلا فصل دھونا)
وضو کرے اسپر آپ ہی سے حکم صحت یا فساد وضو
کا لگا دیا جاوے اور آنحضرت کے صحابہ بھی
آپ سے کم پوچھتے تھے (پھر بہت سی بعد میں آثار صحابہ نقل کیے)
پھر فرمایا کہ آنحضرت کی عادت شریفہ ایسی تھی

فرأى كل صحابي ما يسره الله له من عباداته
وفتاواه واقضيته فحفظها وعقلها وعرف
لكل شيء وجها من قبل حفوف القرائن به
فحمل بعضها على الاباحة وبعضها على النسخ
لامارات وقرائن كانت كافية عنده
ولم يكن العمدة عندهم الا وجدان الاطمئنان
والثلج من غير التفات الى طرق الاستدلال
× × × فانقضى عصره الكريم وهم على
ذلك - ثم انهم تفرقوا في البلاد وصار
كل واحد مقتدى ناحية من النواحي وكثرت
الوقايع ودارت المسايل فاستفتوا فيها
فاجاب كل واحد حسب ما حفظه او استنبط
وان لم يجد فيما حفظه او استنبطه ما يصلح
للجواب اجتهد برائه فعند ذلك وقع الاختلاف
بينهم على ضروب -
منها ان صحابيا سمع حكما في قضية او فتوى
ولم يسمعه الآخر فاجتهد برائه في ذلك -
وهذا على وجوه × -
ومن تلك الضروب ان يرى رسول الله صلعم
فعل فعلا فحمله بعضهم على القربة وبعضهم
على الاباحة -

پس ہر ایک صحابی جناب نے آپکی عبادات
اور فتوی اور فیصلے جس قدر کسیکو میسر آئے
مشاہدہ کئے اور جو انکے معانی جیسے بحسب قرائن
سمجھ مین آئے قرار دئے - بعض امور کو اباحت
پر محمول کیا اور بعض کو منسوخ ٹھہرایا وعلی ہذا القیاس بس
اسباب مین انکے پاس معیار اور پیمانہ بجز اپنی فہم
و اطمینان کے اور کچھہ نہتا اور انکی ایسی حالت پر
آنحضرت کا زمانہ منقضی ہوا - پہر وہ مختلف شہرون
مین متفرق ہوگئی اور ہر ایک مختلف اطراف مین
مقتدا بنگئی - پس مقدمات بکثرت واقع ہونے لگی
اور انسے مسایل پوچہے گئے تو ہر کسی نے اپنی
یادداشت و سمجھہ و استنباط کے موافق فتوے
دینے شروع کئے اسوقت سے انمین بوجوہ ذیل اختلاف
واقع ہوا -
(۱) صحابی نے ایک حدیث آنحضرت سے سنی (و)
دوسرے پر مخفی رہی اور اسکی کئی صورتین ہین
(اسکی چار صورتین اپنے بیان فرمائی ہین جنکا ماحصل
عبارات ایقاظ مین بیان ہوچکا ہے اسلئے بنظر اختصار
وخوف تکرار انکا بیان فروگذاشت ہوا)
(۲) اسکی معنی مین اختلاف کیا کسی نے ایک حکم کو بوجہ
قربت و ثواب سمجھا دوسری نے بیان جواز پر حمل کیا

ومنها اختلاف الوهم -

ومنها اختلاف السهو والنسيان -

ومنها اختلاف الضبط -

ومنها اختلافهم في علة الحكم

ومنها اختلافهم في الجمع بين المختلفين -

وبالجملة فاختلفت مذاهب اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم واخذ عنهم التابعون كذلك كل واحد ما تيسر له فحفظ ما سمع من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ومذاهب الصحابة وعقلها وجمع المختلف على ما تيسر له ورجح بعض الاقوال على بعض واضمحل في نظرهم بعض الاقوال فعند ذلك صار لكل عالم من علماء التابعين مذهب على حياله فانتصب في كل بلد امام -

(۳) اختلاف وہم (یعنی آنحضرت کے فعل کو دیکھکر کسینے کچھہ سمجھا کسینے کچھہ)

(۴) اختلاف سہو ونسیان (یعنی کسیکو ایک فعل آنحضرت کا یاد رہا کسیکو بہول گیا)

(۵) اختلاف ضبط (یعنی کسینے آنحضرت کے قول کو پوری طرح بلحاظ محل وموقع سمجہا کسینے محل وموقع کا لحاظ فروگذاشت کیا)

(۶) اختلاف علت وسبب حکم (یعنی ایک حکم کے سبب کو کسینے کچھہ سمجہا کسینے کچھہ) -

(۷) مختلف احادیث کی تطبیق وباہم موافقت مین اختلاف (یعنی کسینے دو مختلف حدیثون سے ایک کو منسوخ ٹہرایا کسینے اسمین تخصیص کو تجویز کیا ان سب وجوہات کا مال وماحصل وہی وجوہ ہین جو رسالہ انصاف سے منقول ہو چکی ہین انمین اسمین صرف اجمال وتفصیل کا فرق ہے اسی وجہ سے انکی نقل مین ہمنے حذف واختصار اختیار کیا ہے) -

پہر آپنے فرمایا ہے کہ بالجملہ مذاہب صحابہ کا (یون) اختلاف ہوا اور اسی طرح تابعین نے انسے سیکھا جس قدر کسی کو میسر آیا احادیث نبویہ کو بہی یاد کر لیا اور مذاہب صحابہ کو بہی جان لیا اور مختلف حدیث وآثار کو جسطرح ممکن ومیسر ہوا باہم تنفق کیا اور بعض اقوال کو بعض پر غلبہ دیا اور بعض اقوال کو ساقط الاعتبار کیا تب ہر ایک تابعی عالم کا ایک مذہب جداگانہ ہوگیا اور ہر ہر شہر مین امام قایم ہوگئے -

پہر باب اسباب اختلاف مذاہب مجتہدین مین فرمایا ہے کہ بعد زمانہ تابعین کے خدا نے

باب اسباب اختلاف مذاہب الفقہا

اعلم ان اللہ انشاء بعد عصر التابعین
نشأ من حملة العلم فاخذوا عمن اجتمعوا معہ
صفة الوضوء والغسل والصلوة والحج
وسائرہا اکثر وتلقوا حدیث
النبی صلعم وسمعوا اقضایا البلدان
وفتاوی مفتیہا وسئلوا عن المسائل
واجتہدوا فی ذلک کلہ ثم صاروا
کبراء قوم ووسد الیہم الامر فنسجوا علی
منوال شیوخہم وحاصل صنعہم
ان یتمسک بالمسند من حدیث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم والمرسل جمیعا ویستدل
باقوال الصحابة والتابعین × × ×
وانہ اذا اختلفت احادیث رسول اللہ صلعم
فی مسألة رجعوا الی اقوال الصحابة فان
قالوا بنسخ بعضہا او بصرفہ عن ظاہرہ
او لم یصرحوا بذلک ولکن اتفقوا علی
ترکہ × × انعدم ذلک وانہ اذا اختلفت
مذاہب الصحابة والتابعین فی مسألة فالمختار
عند کل عالم مذہب اہل بلدہ وشیوخہ
فمذہب عمر وعثمان وابن عمر وعائشة وابن عباس

اور حاملین علم کو پیدا کیا انہون نے اپنے ہمعصرون
سے وضوء وغسل ونماز وحج وغیرہ کی کیفیت کو سیکھا اور
احادیث کو روایت کیا اور قاضیون اور مفتیون
کے فیصلے اور فتوے سنے اور لوگون نے ان ہر
مسائل پوچھے تو انہون نے اجتہاد کی پہر وہ قوم کے
کے پیشوا بن گئے تو وہ اپنے مشایخ اور استادون
کی چال پر چلے اس طبقہ کے لوگون کا طریق ملتا
جاتا تہا جسکا حاصل یہ ہے کہ وہ حدیث مسند سے
تمسک کرتے اور مرسل (جسکو تابعی آنحضرت سے نقل
کرے اور جس صحابی نے وہ روایت کی ہو اسکا نام
نہ لے) سے بہی تمسک کرتے اور اقوال صحابہ وتابعین
سے بہی استدلال کرتے اور جب کسی مسئلہ مین احادیث
کا اختلاف ہوتا تو وہ اس مسئلہ مین اقوال صحابہ
کیطرف رجوع کرتے اگر صحابہ کسی حدیث کو منسوخ
کہتے یا ظاہری معنی سے پہیر دیتے یا اسکی ترک عمل
پر اتفاق کرتے تو ایسی باتون مین وہ لوگ صحابہ کی
پیروی کرتے اور جب اقوال صحابہ مین اختلاف ہوتا تو
وہ اپنی شہرون کے علما اور مشایخ کے قول پر عمل کرتے
اہل مدینہ اقوال حضرت عمر وعثمان وابن عمر
وعائشہ وابن عباس وزید بن ثابت وغیرہ صحابی
وسعید بن مسیب وسالم وعطا وزہری وغیرہ

وزيد بن ثابت واصحابه مثل سعيد بن المسيب
وسالم وعطاء بن يسار وقاسم وعبيد الله
بن عبد الله والزهري ويحيى بن سعيد وزيد
بن اسلم وربيعة احق بالاخذ من غيره عند
اهل المدينة × × × ومذهب عبد الله بن
مسعود واصحابه وفتاوى ابراهيم احق
بالاخذ عند اهل كوفة من غيره × ×
فان اتفق اهل البلد على شيء اخذوا
بنواجذه وهو الذي يقول في مثله مالك
السنة التي لا اختلاف فيها عندنا كذا وكذا
وان اختلفوا اخذوا باقواها وارجحها -
ونشأ الشافعي في اوائل ظهور المذهبين
وترتيب اصولهما وفروعهما فنظر في
صنيع الاوائل فوجد فيها امورا كبحت
عنانه عن الجريان في طريقهم وقد ذكرها
في اوائل كتاب الام -
منها انه وجدهم ياخذون بالمرسل والمنقطع
فيدخل فيهما الخلل فانه اذا جمع طرق الحديث
يظهر انه كم من مرسل لا اصل له وكم من
مرسل يخالف مسندا فقرران لا ياخذ
بالمرسل الا عند وجود شروط وهي مذكورة

تابعین کو لایق اتباع سمجھتے - اور اہل کوفہ اقوال
ابن مسعود اور انکے صحبتیونکو اور فتاوی ابراہیم تابعی
کو لایق عمل خیال کرتے پھر اگر کسی شہر کے سبھی
لوگ کسی قول پر اتفاق کرتے تو اسکو وہ دانتون
سے پکڑ لیتے اسی کی نسبت امام مالک موطا مین
فرماتے ہین کہ فلان فلان امر ایسا ہے جسمین ہمارے
نزدیک کسیکا اختلاف نہین ہے اگر مشایخ شہر
کسی قول مین اختلاف کرتے تو یہ لوگ جس قول کو
اقوی و ارجح سمجھتے عمل مین لاتے - ان ہی **اصول**
پر امام مالک و امام ابی حنیفہ اور انکے شاگردون
نے اجتہاد کیا اور حنفی و مالکی مذہب بنا -
ان دونون مذہبون کے **ابتداء** ظہور اور ترتیب
اصول و فروع مین امام شافعی پیدا ہوئے -
انہون نے پہلون کے اصول کو دیکھا تو کئی
اصول کو ناپسند فرمایا کہ انکے موافق روش کو
اختیار نکیا ان اصول کو اپنی کتاب **ام** مین بیان
ازانجملہ یہہ کہ وہ حدیث مرسل سے تمسک کرتے
امام شافعی نے اسمین غور و تامل کیا تو بہت سی
مرسل حدیثون کو بے اصل پایا اور بہت سی مرسل
حدیثون کو مسند حدیثون کے مخالف دیکھا تو
یہہ قرار دیا کہ حدیث مرسل پر بدون ان شرطون کے

في كتب الاصول -

ومنها انه لم يكن قواعد الجمع بين المختلفات منسوطة عندهم فكان يتطرق بذلك خلل في مجتهداتهم فوضع لها اصولا ودونها في كتاب هذا اول تدوين كان في اصول الفقه مثاله ما بلغنا انه دخل على محمد بن الحسن وهو يطعن على اهل المدينة في قضائهم بالشاهد الواحد مع اليمين فقال الشافعي اثبت عندك انه لا يجوز الزيادة على كتاب الله بخبر الواحد قال نعم فقال لم قلت ان الوصية للوارث لا يجوز لقوله صلعم لا وصية لوارث فانقطع كلام محمد بن الحسن

ومنها ان بعض الاحاديث الصحيحة لم تبلغ علماء التابعين ممن وسد اليهم الفتوى فاجتهدوا بارائهم واتبعوا العمومات او اقتدوا بمن مضى من الصحابة فافتوا حسب ذلك ثم ظهرت بعد ذلك في الطبقة الثالثة فلم يعملوا بها ظنا منهم انها تخالف عمل اهل مدينتهم

(جو کتب اصول مین مذکور ہین) عمل کیا جاوے -

از انجملہ یہہ کہ پہلے مجتہدون نے قواعد تطبیق و موافقت احادیث مختلفہ کو ضبط نہ کیا تہا اسلیئے انکی اجتہادی باتون مین بڑا خلل واقع ہوا لہذا امام شافعی نے اس امر کے اصول بنائے اور پہلے پہل تصنیف اصول فقہ کا بہی وقت تہا اسکی مثال وہ ہے جو امام شافعی نے امام محمد بن حسن سے قضا شاہد مع الیمین مین مباحثہ* کیا تہا اور آخر امام محمد نے سکوت اختیار کیا

از انجملہ یہہ کہ بعض صحیح حدیثین تابعین اہل فتوی کو نہ پہنچین تہین اسلیئے اونہون نے اپنی عقل سے اجتہاد کیا یا عام آیات و احادیث سے استنباط کیا یا صحابہ کا اقتدا کیا اور اس کے موافق فتوی دیا اسکے بعد طبقہ تیسرے (تبع تابعین) مین وہ حدیثین ظاہر ہوئین تو ان فقہاء نے ان احادیث پر عمل نہ کیا یہہ سمجہکر کہ وہ حدیثین ان کے شہر والون کے مذہب اور اس طریق کے جسمین انکا اختلاف نہین ہے مخالف ہین اور یہہ امر اس حدیث کی صحت کو توڑتا ہے اور انکو ساقط الاعتبار کرنیکا سبب ہے یا وہ حدیثین تیسرے طبقہ مین بہی ظاہر نہوئین - اسکے بعد جب اہل حدیث نے حدیث

* یہہ مباحثہ بتفصیل تمام طبقات کبری سبکی سے اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۲ مین منقول ہے طالب تفصیل اس پرچہ کا مطالعہ کرے -

وسنتهم التي لا اختلاف لهم فيها وذلك قادح في الحديث وعلة مسقطة له او لم تظهر في الثالثة وانما ظهر بعد ذلك عند ما امعن اهل الحديث في جمع طرق الحديث ورحلوا الى اقطار الارض وبحثوا عن حملة العلم فكثر من الاحاديث ما لا يرويه من الصحابة الا رجل او رجلان ولا يرويه عنه او عنهما الا رجل ورجلان وهلم جرا فخفي على اهل الفقه وظهر في عصر الحفاظ - × × × فبين الشافعي ان العلماء من الصحابة والتابعين لم يزل شانهم انهم يطلبون الحديث في المسئلة فاذا لم يجدوا تمسكوا بنوع آخر من الاستدلال ثم اذا ظهر عليهم الحديث بعد رجعوا من اجتهادهم الى الحديث فاذا كان الامر على ذلك لا يكون عدم تمسكهم بالحديث قدحا فيه اللهم الا اذا بينوا العلة القادحة مثاله حديث القلتين لم يظهر الحديث في عصر سعيد بن المسيب ولا

کو خوب جمع کیا اور اطراف زمین میں تلاش احادیث کے لئے سفر کیا اور حاملین علم احادیث سے حدیث کو ٹٹولا تب وہ حدیثیں ظاہر ہوئیں پھر تو وہ حدیثیں جو صحابہ میں ایک یا دو شخص روایت کرتے اور ان سے ایک یا دو تابعی پہلے زمانہ میں بکثرت ہوگئیں اہل فقہ (طبقہ تابعین) پر وہ حدیثیں مخفی رہی تھیں۔ مگر زمانہ حفاظ حدیث میں ظاہر ہوگئیں - امام شافعی نے (ان احادیث پر عمل نہ کرنیوالوں کے جواب میں) بیان کیا ہے کہ علماء صحابہ و تابعین نے ہمیشہ حدیث کو طلب و تلاش کیا جب ان کو حدیث نہ ملی تو انہوں نے اور وجہ سے استدلال کیا پھر جب ان پر حدیث ظاہر ہوئی تو انہوں نے اپنے اجتہاد کو چھوڑ دیا - اور حدیث کو لیلیا جب حدیث پر عمل نہ کرنیکی یہہ وجہ (نامعلومی حدیث) ہے تو پھر ان کا کسی حدیث سے تمسک نکرنا اس حدیث کی صحت کو کیونکر توڑ سکتا ہے اسکی مثال حدیث قلتین ہے سعید ابن مسیب و زہری وغیرہ تابعین کیوقت مین اہل فتوی لوگون سے ظاہر نہ ہوئی اسلئے

* جسمین یہہ حکم ہے کہ جب پانی بقدر دو مٹکے کے ہو جاوے تو اسکو کوئی چیز نجس نہیں کرتی ۔

في عصر الزهري ولم يمش عليه المالكية ولا الحنفية فلم يعملوا به وعمل به الشافعي وكحديث خيار المجلس۔	مالکیہ اور حنفیہ نے اسپر عمل نکیا اور اسکی بعد ظاہر ہوئی تو امام شافعی نے اسپر عمل کیا۔ ایسی ہی حدیث خیار مجلس ہے*
ومنها ان اقوال الصحابة جمعت في عصر الشافعي فتكثرت واختلفت وتشعبت ورای كثيرا منها يخالف الحديث الصحيح حيث لم يبلغهم ورای السلف لم يزالوا يرجعون في مثل ذلك الى الحديث فترك التمسك باقوالهم ما لم يتفقوا وقال هم رجال ونحن رجال۔	از انجملہ یہہ کہ اقوال صحابہ (جنسے امام ابو حنیفہ و امام مالک تمسک کرتے ہین) امام شافعی کے وقت بکثرت جمع ہوئے اور باہم مختلف معلوم ہوئی اور اکثر احادیث صحیحہ کے (جو اُن صحابہ کو نہ پہنچی تہین) مخالف نظر آئے۔ اور یہہ بہی امام شافعی نے دیکہا کہ سلف (اصحاب وتابعین) اپنی اقوال سے جب مخالف سنت ہون رجوع کر لیا کرتے تہے تو انہون نے اقوال صحابہ سے جو اتفاقی نہ ہون تمسک کرنا چہوڑ دیا اور صاف فرمایا **هم رجال ونحن رجال** یعنی وہ بہی آدمی تہے جو فکر ورائے سے بات کہتی پہر ان باتون سے غلط سمجہکر رجوع بہی کر لیتی اور ہم بہی ویسے ہی آدمی ہین پہر ہم اپنے جیسون
ومنها انه رأى قوما من الفقهاء يخلطون الرأي الذي لم يسوغه الشرع بالقياس الذي اثبته۔ ويسمونه تارة بالاستحسان فابطل هذا النوع اتم ابطال وقال من استحسن فانه اراد ان يكون شارعا	

کی تقلید کیون کرین۔ اور از انجملہ یہہ کہ بعض لوگ قایل استحسان تہے امام شافعی نے جب دیکہا کہ شارع نے اسکا حکم نہین دیا تو اسکو باطل کیا اور فرمایا کہ جو قایل استحسان ہو وہ خود شارع بنا چاہتا ہے۔

وبالجملة لما رأى في صنيع الاوائل مثل هذه الامور اخذ الفقه من الراس فاسس الاصول	بالجملہ جب امام شافعی نے پہلون کے طریق مین ایسے امور پائے تو سرے (اصل قران وحدیث) سے فقہ کو لیا

* جسمین یہہ بیان ہے کہ بیتک بایع ومخرید ار آپسمین جدا نہون انکو بیع کے فسخ و برقرار رکہنی کا اختیار ہی۔

وفرع الفروع وصنف الکتب -	اور اسکی اصول وفروع کی بنیاد کو قایم کیا اور کتابین تصنیف کین

پہر اہل حدیث واہل رای کے باہمی اختلاف کے باب مین فرمایا ہے کہ جو علما سعید بن مسیب

باب الفرق بین اہل الحدیث واصحاب الرای	وزہری ومالک وسفیان وغیرہ کے ہم عصر تہے
اعلم انه کان من العلماء فی عصر سعید بن المسیب	وہ سب بلا ضرورت شدید قیاس واستنباط وفتوی
وابراهیم والزهری وفی عصر مالک	کو پسند نہ رکہتے تہے - انکا خیال بہت اس طرف تہا
سفیان وبعد ذلك قوم یکرهون الخوض	کہ جب کوئی ان سے سوال کرتا اسکی جواب مین آنحضرت
بالرای ویهابون الفتیا والاستنباط الا	کی حدیث نقل کرتے (اسکی تمثیل مین چند آثار صحابہ کی نقل
لضرورة لا یجدون منها بدا وکان اکبر	کئے ازانجملہ) معاذ بن جبل کا یہہ قول کہ لوگو تم بلا سے
همهم روایة حدیث رسول الله صلعم	پہلے جلدی نکرو (قیاس سے فتوی ندو جو نزول بلا کا باعث
وقال معاذ بن جبل یا ایها الناس لا تعجلوا	ہو) مسلمانون مین ہمیشہ ایسے شخص رہین گے کہ
بالبلاء قبل نزوله فانه لم ینفك المسلمون	جب کبہی ان سے مسئلہ پوچہا جاوے تو اسکے جواب مین
ان یکون فیهم من اذا سئل سدد وقال	حدیث پڑہکر سناوین (ازانجملہ) ابن عمر کا یہہ قول جو
ابن عمر لجابر بن زید انك من فقهاء	آپنے جابر بن زید سے کہا کہ تو بصرہ کا فقیہہ اور مفتی ہے
البصرة فلا تفت الا بقرآن ناطق او سنة	بغیر قرآن وحدیث کے کبہی فتوے ندیجو ورنہ خود ہلاک
ماضیة فانك ان فعلت غیر ذلك	ہوگا اور ون کو بہی ہلاک کریگا (ازانجملہ) شعبی کا
هلکت واهلکت وسئل الشعبی کیف	یہہ قول جو اُس نے کہا کہ جب کسی صحابی سے مسئلہ پوچہا
کنتم تصنعون اذا سئلتم قال علی الخبیر	جاتا تو وہ اپنے ساتہی پہ حوالہ کرتا وہ اپنی ساتہی پہ
وقعت کان اذا سئل الرجل قال لصاحبه	حوالہ کرتا یہانتک کہ اسی پہلے شخص کیطرف سوال
افتهم فلا یزال حتی یرجع الی الاول -	پہر آتا - پہر احادیث کی تصنیف وتالیف شروع
فوقع شیوع تدوین الحدیث والاثر	ہوئی اور حدیث کی کتابت جاری ہوئی اور اکثر
فی بلدان الاسلام وکتابة الصحف والنسخ	علما ملک حجاز - شام - عراق - مصر - یمن کے

من حاجتهم لموقع عظيم فطاف من دلد
من عظمائهم ذلك الزمان بلاد الحجاز
والشام والعراق والمصر واليمن والخراسان
وجمعوا الكتب وتتبعوا النسخ واجمع باهتمام
اولئك من الحديث والآثار مالم يجتمع
لاحد قبلهم وتيسر لهم مالم تيسر لاحد
قبلهم وخلص اليهم من طرق الحديث
شيء كثير حتى كان يكثر من الاحاديث
عندهم مائة طريق فما فوقها فانكشف لبعض
الطرق ما استتر في بعضها الآخر وعرفوا
محل كل حديث من الغرابة والاستفاضة
وامكن لهم النظر في المتابعات والشواهد
وظهر عليهم احاديث صحيحة كثيرة لم تظهر
على اهل الفتوى من قبل - قال الشافعي
لاحمد انتم اعلم بالاخبار الصحيحة منا فاذا
كان خبر صحيح فاعلموني حتى اذهب
اليه كوفيا كان او بصريا او شاميا حكاه
ابن الهمام وذلك لانه كم من حديث صحيح
لا يرويه الا اهل بلد خاصة كافراد
الشاميين والعراقيين او اهل بيت خاصة
او كان الصحابي مقلا خاملا لم يحمل عنه

شہر وغیرہ میں پہنچے اور کتب احادیث بہم پہنچا کر تالیف
کرنے لگے پس انکی کوشش واہتمام سے اس قدر حدیثین
جمع ہوئین جو پہلے نہ تہین اور حدیث کی اسناد مین
اس قدر کثرت ہوئی کہ ایک ایک حدیث سو سو سند
سے بہم پہنچنے لگی اور حدیث کا موقع کہ وہ شاذ و نادر
ہے یا مشہور انکو معلوم ہوا اور انپر بہت سی ایسی حدیثین
صحیح معلوم ہوئین جو پہلے اہل فتوی پر مخفی تہین
امام شافعی نے امام احمد سے کہا تم صحیح حدیثون کو
خوب جاننے والے ہو جب کوئی حدیث صحیح تمکو معلوم
ہو تو مجھے بتاؤ مین اسکو مذہب بناؤن گا کوفہ کی حدیث
ہو یا بصرہ کی یا شام کی یہ بات انسے ابن ہمام نے
نقل کیہے اور یہ بات انہون نے اسلئے کہی تہی کہ
بہتیری حدیثین ایسی ہین جنکو بجز ایک شہر یا ایک
گہر کے لوگون کے کوئی روایت نہین کرتا یا اسکا
راوی کوئی ایسا صحابی کم روایت گوشہ نشین ہے
جس سے کم لوگون نے روایت لی ہو ایسی حدیثین
سے اکثر اہل فتوی بے خبر رہتے ہین اور انکے پاس
آثار و اقوال صحابہ و تابعین کے بہی خوب جمع ہوئے
اور پہلے لوگ اپنے ہی شہر کے لوگون اور صحبتون
کے اقوال و آثار کو جمع نہ کر سکتے تہے -
اور پہلے لوگ راویون کے نام جانتے اور انکے مراتب

الا شرذمة قلیلون. فمثل هذه الاحادیث یعمل عنها علماء اهل الفتوی واجتمعت عندهم آثار فقهاء کل بلد من الصحابة والتابعین وکان الرجل فیما قبلهم لا یتمکن الا جمع حدیث بلده واصحابه وکان من قبلهم یعتمدون فی معرفة اسماء الرجال ومراتب عدالتهم علی ما یخلص الیهم من مشاهدة الحال وتتبع القرائن وامعن هذه الطبقة فی هذا الفن وجعلوه شیئا مستقلا بالتدوین والبحث وناظروا فی الحکم بالصحة وغیرها فانکشف علیهم بهذا التدوین والمناظرة ما کان خافیا وکان سفیان ووکیع وامثالهما یجتهدون غایة الاجتهاد فلا یتمکنون من الحدیث المرفوع المتصل الا من دون الف حدیث کما ذکره ابو داؤد السجستانی فی رسالته الی اهل مکة وکان اهل هذه الطبقة یروون اربعین الف حدیث فما یقرب منه بل صح عن البخاری انه اختصر صحیحه

عدالت پہچاننے میں صرف مشاہدہ پر اعتماد کرتے جو کچھ ظاہر حال رواۃ وقرائن موجودہ سے حاصل ہوتا تھا ان (پچھلے) لوگوں نے اس فن میں خوب تحقیق کی اور اسمیں مستقل بحث وتالیف کی اور حدیث کے صحیح وغیر صحیح ہونے میں خوب بحث کی اس بحث وتالیف سے وہ امور کھل گئے جو پہلے لوگوں پر مخفی تھے سفیان وکیع وغیرہ پہلے لوگوں نے بہت کوششیں کیں تب بھی ایک ہزار سے کم کم مرفوع متصل حدیثیں پائیں جیسا کہ ابو داود نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے اور اس پچھلے طبقہ کے لوگ چالیس چالیس ہزار حدیثیں روایت کرتے ہیں بلکہ امام بخاری سے ثابت ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کو چھ ہزار* حدیث سے انتخاب کیا اور ابو داود نے اپنی کتاب سنن کو پانچہزار حدیث سے اختصار کیا امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند کو احادیث نبویہ کے لئے میزان ٹھہرا دیا ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ جو حدیث اسمیں ہے اگرچہ ایک ہی سند سے ہو وہ اصل رکھتی ہے اور جو اسمیں نہ ہو اسکی کوئی اصل نہیں۔

* اصل نسخہ حجۃ اللہ البالغہ میں بھی لفظ چھ ہزار کا ہے مگر یہ کاتب کی غلطی ہے صحیح لفظ چھ لاکھ ہے چنانچہ صحیح بخاری کی شروح سے معلوم ہے۔ اسیطرح ابو داؤد کی نسبت صحیح لفظ پانچ لاکھ ہے جیسا کہ کتب شروح سے ظاہر ہے۔

فکان رؤس هولاء عبد الرحمن بن مهدی ویحیی بن سعید القطان و یزید بن هارون وعبد الرزاق و ابو بکر بن ابی شیبه ومسدد وهناد واحمد بن حنبل واسحق بن راهویه والفضل بن دکین وعلی المدینی واقرانهم - وهذه الطبقة هی الطراز الاول من طبقات المحدثین فرجع المحققون منهم بعد احکام فن الروایة ومعرفة مراتب الاحادیث الی الفقه فلم یکن عندهم من الرای ان یجمع علی تقلید رجل ممن مضی مع ما یرون من الاحادیث والآثار المناقضة فی کل مذهب من تلك المذاهب فاخذوا یتتبعون احادیث النبی صلعم وآثار الصحابة والتابعین والمجتهدین علی قواعد احکموها فی نفوسهم وانا ابینها لك فی کلمات یسیرة کان عندهم انه اذا وجد فی المسئلة قرآن ناطق فلا یجوز التحول منه الی غیره واذا کان القرآن محتملاً لوجوه فالسنة قاضیة علیه فاذا لم یجدوا فی کتاب الله اخذوا

اِس طبقہ کی سردار یہہ لوگ تھے عبد الرحمن بن مہدی - یحیی ابن سعید - یزید بن ہارون - عبد الرزاق - ابو بکر بن ابی شیبہ - مسدد ہناد - احمد بن حنبل - اسحق بن راہویہ - فضل بن دکین - علی مدینی وغیرہ - یہہ طبقہ محدثین کے طبقات سے اول نشان تھے - اس طبقہ کے محقق لوگ فن روایت کو مضبوط کرنے اور مراتب حدیث کی پہچاننے کے بعد فقہ کیطرف متوجہ ہوئے انکے نزدیک فقہ اس کا نام نہ تہا کہ کسی ایک شخص کی (جو گذر چکا ہو) تقلید کیجاوے باوجودیکہ مذاہب متقدمین سے ہر مذہب میں احادیث وآثار متناقضہ نظر آرہے ہیں - پس وہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ وآثار صحابہ واقوال تابعین ومجتہدین کی بحسب قواعد ذیل تفحص کرنے لگے -

(۱) ان کا قاعدہ تہا کہ جب کسی مسئلہ میں قرآن ناطق پاتے تو پہر اور کسی کی طرف توجہ نہ کرتے - اور اگر قرآن کئی معانی کا محتمل ہوتا تو قرآن پر حدیث کو منصف سمجہتے -

(۲) جب کتاب اللہ میں کوئی حکم نہ پاتے تو وہ حکم سنت (یعنی حدیث) سے لیتے خواہ وہ

سنة رسول الله صلعم سواء کان مستفیضا دایرا بین الفقهاء او یکون مختصا باهل بلد او اهل بیت او بطریق خاصة وسواء عمل به الصحابة والفقهاء او لم یعملوا به ومتی کان فی المسئلة حدیث فلا یتبع فیها خلافه اثر من الآثار ولا اجتهاد احد من المجتهدین واذا فرغوا جهدهم فی تتبع الاحادیث ولم یجدوا فی المسئلة حدیثا اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعین ولا یتقیدون بقوم دون قوم ولا بلد دون بلد کما کان یفعل من قبلهم فان اتفق جمهور الخلفاء والفقهاء علی شئ فهو المقنع وان اختلفوا اخذوا بحدیث اعلمهم واورعهم ورعا او اکثرهم ضبطا او ما اشتهر عنهم فان وجدوا شیئا یستوی فیه قولان فهی مسئلة ذات قولین فان عجزوا عن ذلک ایضا تاملوا فی عمومات الکتاب والسنة وایماءاتهما واقتضاءاتهما وحملوا نظیر المسئلة علیها فی الجواب اذا کانتا متقاربتین بادی الرای لا یعتمدون فی ذلک علی قواعد من الاصول ولکن علی ما یخلص الی الفهم ویثلج به الصدر کما انه لیس میزان التواتر عدد الرواة ولا حالهم ولکن

حدیث فقہا مین مشہور ہوتی خواہ کسی شہر یا لوگون سے مخصوص ہوتی کسی صحابی یا تابعین کے نزدیک معمول بہ ہوتی خواہ نہوتی جب وہ کسی مسئلہ مین حدیث پاتے تو پھر اثر صحابی و اجتہاد مجتہد (جو اسکے خلاف ہوتا) کے پیچھے نہ جاتے۔

(۳) اور جب باوجود بہت تلاش و نہایت کوشش کے کوئی حدیث نہ پاتے تو جماعت صحابہ و تابعین کے اقوال کو لے لیتے بلا خصوصیت اسکے کہ وہ کسی قوم یا شہر یا گھر کے لوگ ہون جیسا کہ انسے پہلے لوگ کیا کرتے تھے۔ پس جس امر پر اکثر خلفا و فقہا کے اقوال متفق ہوتے اسپر اعتماد کرتے اور کسی امر مین علما کا اختلاف پاتے تو انمین سے جو بڑا عالم یا متقی یا بہت ضابطہ ہوتا اسکے قول کو اعتبار کرتے۔ اور جس مسئلہ مین دو قول مساوی پاتے اسکو دو طرحکا مسئلہ قرار دیتے

(۴) اور اگر ایسا مسئلہ بھی نپاتے تو کتاب و سنت کے عموم و اشارہ و اقتضا وغیرہ مین تامل کرتے پس جو نص سے سمجھ مین آتا اسکی نظیر کو اسپر محمول کرتے اگر دونون کو بادی الرای مین باہم ملتا جلتا دیکھتے اسباب مین وہ قواعد اصولی پر بہروسہ نکرتے بلکہ اپنی سمجھ اور دل کے اطمینان پر اعتماد

اليقين الذي يعقبه في قلوب الناس كما
نبهنا على ذالك في بيان حال الصحابة وكانت
هذه الاصول مستخرجة عن صنيع الاوائل و
تصريحاتهم۔

وعن ميمون بن مهران قال كان ابوبكر اذا
ورد عليه الخصم نظر في كتاب الله فان
وجد فيه ما يقضي بينهم قضى به وان
لم يكن في الكتاب وعلم من رسول الله
صلى الله عليه وسلم في ذلك الامر سنة
قضى به فان اعياه خرج فسال المسلمين
وقال اتاني كذا وكذا فهل علمتم ان رسول الله
صلعم قضى في ذلك بقضاء فربما اجتمع
اليه النفر كلهم يذكر من رسول الله صلى
الله عليه وسلم فيه قضاء فيقول ابوبكر
الحمد لله الذي جعل فينا من يحفظ على
نبينا فان اعياه ان يجد فيه سنة من رسول الله
صلعم جمع رؤس الناس وخيارهم فاستشارهم
فاذا اجتمع رايهم على امر قضى به ۔

وعن شريح ان عمر بن الخطاب كتب اليه
ان جاءك شيء من كتاب الله فاقض به
ولا يلفتك عنه الرجال فان جاءك ما ليس

کرتے چنانچہ تواتر مین مدار صدق واعتبار
راویون کی کثرت، اور عدالت نہین بلکہ طمانیت
ویقین قلب ہے جیسا کہ ہمنے تفصیل حال صحابہ کے
ضمن مین بیان کیا ہے یہہ قواعد انہون نے
متقدمین کی روش اور تصریحات سے نکالے ہین

میمون بن مہران نے کہا جب کوئی ابوبکر کے
پاس مقدمہ لیکر آتا تو اول کتاب اللہ مین دیکھتے
اگر اسمین اس کا حکم پاتے تو اس پر فیصلہ کرتے
اور اگر اسمین نپاتے تو پھر اگر اس باب مین رسول
اللہ سے کوئی حدیث یاد ہوتی تو اسکے موافق
فیصلہ کرتے ورنہ جماعت صحابہ سے پوچھتے کہ کبھی
اس قسم کا مقدمہ پیش آیا ہے تمکو اس باب مین
رسول اللہ صلعم کا کوئی فیصلہ یاد ہے پس بسا
اوقات بہت لوگ متفق ہوکر رسول اللہ کے
فیصلہ کو بیان فرماتے تو ابوبکر خدا کا شکر بجالاتے
اگر کسی کے پاس حدیث نپاتے تو سردارون
اور برگزیدہ لوگون کو جمع کرکے مشورہ چاہتے
پس جس امر پر اتفاق راے پاتے اسکے موافق فیصلہ
فرماتے۔ اور حضرت عمر نے شریح کیطرف لکھا
اگر تیرے پاس ایسا مقدمہ آوے جسکا حکم کتاب اللہ
مین ہو تو اسکے موافق حکم دے کوئی تجھے اس سے

في كتاب الله ولم يكن فيه سنة رسول
الله صلعم فانظر ما اجتمع عليه الناس
فخذ به فان جاءك ما ليس في كتاب الله
ولم يكن فيه سنة رسول الله صلعم
ولم يتكلم فيه احد قبلك فاختر اي
الامرين شئت ان شئت ان تجتهد
برأيك ثم تقدم فتقدم وان شئت
ان تتاخر فتاخر ولا ارى التاخر
الا خيرا لك - وعن عبد الله بن مسعود
قال اتى علينا زمان لسنا نقضي ولسنا
هنالك وان الله قد قدر من الامر ان
قد بلغنا ما ترون فمن عرض له قضا
بعد اليوم فليقض فيه بما في كتاب الله
عز وجل فان جاءه ما ليس في كتاب
الله فليقض بما قضى به رسول الله
صلى الله عليه وسلم فان جاءه ما ليس
في كتاب الله ولم يقض به رسول الله
صلى الله عليه وسلم فليقض به بما قضى
به الصالحون ولا يقل اني اخاف واني
ارى فان الحرام بين والحلال بين وبين
ذلك امور مشتبهة فدع ما يريبك

نہ روک لے اور جو کتاب اللہ مین نہو اسمین حدیث
کے موافق فیصلہ کر اور اگر کوئی حدیث نہ ہو تو
پھر اتفاقی بات کو دیکھ جسپر اکثر لوگ متفق ہوے
اسکو لے - اور اگر ایسی بات ہو جسمین کسی نے
کچھ نہ کہا ہو تو پھر خواہ اسکو اپنی رائے سے فیصلہ کر
خواہ اسمین ساکت رہ - اور سکوت تیرے حق
مین مفید اور بہتر ہے - اور ابن مسعود نے کہا کہ
پہلے ہم ایسے زمانہ مین تھے کبھی ہمکو فیصلہ کرنیکی
ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہم اسکے لائق تھے اب تقدیر
سے یہ وقت آپہنچا ہے جو تم دیکھتے ہو سو اب
جسکو کوئی مقدمہ پیش آوے وہ کتاب اللہ کے
موافق فیصلہ کرے اور جس امر کا حکم کتاب اللہ
مین نہو اسمین حدیث کے موافق فیصلہ کرے
اور اگر حدیث بھی نہ ملے تو پہلے صالحین کے
فیصلہ کے موافق کرے اور اپنی رائے وقیاس
سے کچھ نہ کہے - کیونکہ حرام ظاہر ہے اور حلال
بھی ظاہر ہے اور دونوں کے بیچ مین شبہ
کی چیزین ہین بس جسمین شبہ ہو اسے چھوڑ دے
اور جو بلا شبہ ہو اسے لے لے اور جب کوئی ابن
عباس سے مسئلہ پوچھتا تو اگر آپ وہ مسئلہ
قرآن مین پاتے تو بیان فرماتے اور اگر قرآن

وبالجملة لما مهد والفقه على هذه القواعد فلم تكن مسئلة من المسائل التي تكلم فيها من قبلهم والتي وقعت في زمانهم الا وجد وافيها حديثا مرفوعا متصلا او مرسلا او موقوفا صحيحا او حسنا او صالحا للاعتبار او وجدوا اثرا من اثار الشيخين او سائر الخلفاء او استنباطا من عموم او ايماء او اقتضاء فيسر الله لهم العمل بالسنة على هذا الوجه ـ وكان اعظمهم شانا واوسعهم رواية واعرفهم للحديث مرتبة واعمقهم فقها احمد بن محمد بن حنبل واسحق بن راهويه ـ وكان ترتيب الفقه على هذا الوجه يتوقف على جمع شئ كثير من الاحاديث والاثار حتى سئل احمد يكفي للرجل مائة الف حديث حتى يفتي قال لا حتى قيل خمس مائة الف حديث قال ارجو كذا في غاية المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل ثم انشاء الله تعالى قرنا اخر فراوا اصحابهم قد كفوا مونة جمع الاحاديث وتمهيد الفقه على اصولهم فتفرغوا الفنون اخرى

مواخذہ ہوسکتا ہے اور ہر کسی کا قول رد ہوسکتا ہے حاصل یہہ کہ جب اونہوں نے فقہ کو ایسے قواعد پر بنایا تو ہر مسئلہ مین جو اسے پہلے یا انکے زمانہ مین کہا گیا ہو کوئی حدیث مرفوع متصل یا موقوف صحیح یا حسن یا ضعیف آسان ہوگیا ـ ان لوگون مین سے عظیم الشان و کثیر الروایۃ اور بڑے محدث و فقیہ احمد بن حنبل و اسحق بن راہویہ تہے ـ

اور اس طور فقہ بنانا بہت سی جمعیت احادیث و آثار پر موقوف ہے ـ یہانتک کہ امام احمد بن حنبل سے کسی نے پوچہا کہ فتوی دینے کے لئے انسان کو ایک لاکہہ حدیث کافی ہے ؟ آپنے فرمایا نہین ہے اخر کہا گیا کہ پانچ لاکہہ حدیث کافی ہے ـ آپ بولے ہان امید کرتا ہون ـ ایسا ہی غایۃ المنتہی (کتاب کا نام ہے) مین بیان کیا ہے ـ اس سے آپکی مراد ان اصول و قواعد کے موافق فتوی دینا ہے جنکا بیان اوپر ہوچکا ہے

ان کے بعد خدا تعالی نے اور (**محدث**) لوگون کو پیدا کیا ـ اونہون نے دیکہا کہ ہمسے پہلے محدثون نے حدیث کو جمع کردیا ہے اور قواعد المحدثین کے موافق فقہ کی بنا بہی قایم کردی ہے تو انہون نے اور علوم حدیث کے لئے فارغ ہوکر اہتمام کیا جیسے حدیث صحیح کو جس پر اکابر اہلحدیث (امثال یزید

كتب الحديث الصحيح المجمع عليه بين
كبراء اهل الحديث كيزيد بن هارون
ويحيى بن سعيد القطان واحمد واسحق
واضرابهم وجمع احاديث الفقه التي
بنى عليها فقهاء الامصار وعلماء
البلدان مذاهبهم والحكم على كل
حديث بما يليق به والشاذة والفاذة
من الاحاديث التي لم يرووها او
طرقها التي لم يخرجوا من جهتها الاوائل
مما فيه اتصال او علو سند او رواية
فقيه عن فقيه او حافظ عن حافظ ونحو
ذلك من المطالب العلمية - وهؤلاء هم
البخاري ومسلم وابو داود وعبد بن حميد
والدارمي وابن ماجة وابو يعلى والترمذي
والنسائي والدارقطني والحاكم والبيهقي
والخطيب والديلمي وابن عبد البر وامثالهم
وكان اوسعهم علما عندي وانفعهم
تصنيفا واشهرهم ذكرا رجال اربعة
متقاربون في العصر اولهم ابو عبد الله
البخاري وكان غرضه تجريد الاحاديث
الصحاح المستفيضة المتصلة من غيرها

بن ہارون ویحیی بن سعید واحمد بن حنبل واسحاق
بن راہویہ) کا اتفاق ہو غیر سے علیحدہ و تمیز کرنا
اوران احکامی و فقہی احادیث کو جن پر مجتہدین
و فقہاے بلاد نے اپنے مذہب کی بنا قایم کی ہے
اکہٹا کرنا اور ہر ایک حدیث پر اسکے موافق حکم لگانا
اور شاذ و نادر حدیثوں کو جنکو پہلوں نے روایت
نہین کیا یا انکی خاص اسنادون سے تعرض نہین
کیا - اور انمین اتصال یا علو اسناد یا فقیہ کی فقیہ
سے یا حافظ الحدیث کی حافظ الحدیث سے روایت
پائی جاتی ہے یا ایسی ہی اور علمی مطالب انکو بیان
کرنا -

وہ لوگ یہہ ائمہ ہین بخاری - مسلم - ابوداؤد
عبد بن حمید - دارمی - ابن ماجہ - ابو یعلی - ترمذی
نسائی - دارقطنی - حاکم - بیہقی - خطیب بغدادی
دیلمی - ابن عبد البر اور ان کے امثال واقران
ان سب مین سے ہمارے خیال مین بڑے
وسیع العلم اور تصنیف سے خلایق کو نفع رسان اور
مشہور چار شخص ہین جو باہم قریب زمانہ تہے -
اول امام ابو عبد اللہ بخاری ان کا مقصود
صحیح احادیث کو جو مشہور اور متصل اسانید ہین
اور اقسام سے چہانٹنا اور ان سے فقہ و سیرت

واستنباط الفقه والسيرة والتفسير منها فصنف جامع الصحيح ووفى بما شرط -
وبلغنا ان رجلا من الصلحين راى رسول الله صلعم في منامه وهو يقول مالك اشتغلت بفقه محمد بن ادريس وتركت كتابي قال يا رسول الله وما كتابك قال الصحيح البخاري ولعمري انه نال من الشهرة والقبول درجة لا ترام فوقها -
وثانيهم مسلم النيشاپوري توخى تجريد الصحاح المجمع عليها بين المحدثين المتصلة المرفوعة مما يستنبط منه السنة وارادتقريبها الى الاذهان وتسهيل الاستنباط منها فرتب ترتيبا جيدا وجمع طرق كل حديث فى موضع واحد ليتضح اختلاف المتون وتشعب الاسانيد اصرح مايكون وجمع بين المختلفات فلم يدع لمن له معرفة لسان العرب عذرا فى الاعراض عن السنة الى غيرها -

وتفسیر کو استنباط کرنا - پس اونہون نے اس مدعا کے لئے اپنی کتاب جامع صحیح (مشہور صحیح بخاری) بنائی اور آمین اپنی وہ شرط پوری کر دکہائی -
ہمکو خبر ملی ہے کہ ایک نیک آدمی نے آنحضرت کو خواب مین دیکہا تو آنحضرت نے فرمایا تجہکو کیا ہوا ہے تو محمد بن ادریس (امام شافعی) کی فقہ سے مشغول ہے اور میری کتاب کو چہوڑ رہا ہے اُس نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آپکی کتاب کون سی ہے آپ نے فرمایا میری کتاب صحیح بخاری ہے - مجہے اپنی عمر (دینے والے) کی قسم ہے صحیح بخاری نے وہ شہرت و قبولیت پائی ہے جس سے فوقیت نا متصور ہے -
دوسرے (امام) مسلم نیشاپوری ہین انہون نے اتفاقی صحیح حدیثون کو (جو متصل و مرفوع ہین اور انسے احکام استنباط کئے جاتے ہین) جہانٹنے کا قصد کیا اور اس احادیث کا قریب الفہم کرنا اور اسے استنباط مسایل کا آسان کردینا چاہا پس اپنی کتاب کو عمدہ ترتیب سے مرتب کیا اور ہر حدیث کی سبہی اسنادون کو ایک جگہ جمع کیا تا کہ اس سے متون احادیث کا اختلاف اور انکی سندون کا تعدد صاف طور پہ معلوم ہو اور مختلف حدیثونکو باہم موافق کر دیا تا کہ جسکو محاورہ عرب سے واقفیت ہو اسکو حدیث سے دوسری طرف [illegible]

وثالثهم ابو داؤد السجستاني وكان همته جمع الاحاديث التي استدل بها الفقهاء ودارت فيهم وبنى عليها الاحكام علماء الامصار فصنف سننه وجمع فيها الصحيح والحسن واللين والصالح للعمل قال ابو داؤد ما ذكرت في كتابي حديثا اجمع الناس على تركه وما كان منها ضعيفا صرح بضعفه وما كان فيه علة بينها بوجه يعرفه الخائض في هذا الشان ۔

وترجم على كل حديث بما قد استنبط منه عالم وذهب اليه ذاهب و لذالك صرح الغزالي وغيره بان كتابه كاف للمجتهد ۔

ورابعهم ابو عيسى الترمذي وكانه استحسن طريقة الشيخين حيث بينا وما ابهما وطريقة ابي داؤد حيث جمع كل ما ذهب اليه ذاهب فجمع كلتا الطريقتين وزاد عليهما بيان مذاهب الصحابة والتابعين

تیسرے (امام) **ابو داؤد السجستانی** انکا قصد یہ تہا کہ ان احادیث کو جنسے فقہاء نے استدلال کیا ہے اور وہ انمین دایر وسایر ہین اور ان پر علماء دیار نے احکام کی بنا ڈالی ہے یکجا کر دین پس انہون نے اپنی کتاب سنن (ابو داؤد) تصنیف کی اور اسمین (ہر قسم کی حدیثین) صحیح حسن ضعیف (جو عمل کے لایق ہو) جمع کر دین ۔ اور ابو داؤد نے کہا ہے کہ مینے اپنی کتاب مین ایسی حدیث کوئی وارد نہین کی جسکی متروک العمل (وضعیف) ہونے پر سبکا اتفاق ہو اور ان احادیث کو جو ضعیف ہین ضعیف بتا دیا ہے اور جسمین کوئی علت قادح صحت تہی اسکو ایسے طور سے بیان کر دیا ہے جسکو اُس فن مین غور کرنیوالے پہچانتے ہین ۔ ہر حدیث کا ترجمۃ الباب وہ مسئلہ مقرر کیا ہے جو کسی نے کسی نے اُس حدیث سے استنباط کیا ہے اور کسی نے کسی کا وہ مذہب ہے اسی نظر سے امام غزالی نے فرمایا ہے کہ اسکی کتاب مجتہد کے لئے کافی ہے ۔

چوتھے (امام) ابو عیسی **ترمذی** انہون نے شیخین (امام بخاری و امام مسلم) کے طریق کو پسند واختیار کیا کہ جو کچہہ وارد کیا اسکا حال بیان کر دیا مبہم نہ چہوڑا اور طریق ابو داؤد کو بہی لیا کہ ہر مسئلہ اور ہر حدیث کو جسکا کوئی قایل ومتمسک ہو اہی جمع کر دیا اس طرفہ پر یہہ طرہ بڑہا دیا کہ مذہب صحابہ وتابعین

وفقهاء الامصار فجمع كتابا جامعا واختصر طرق الحديث اختصارا لطيفا فذكر واحدا واومى الى ما عداه وبين امر كل حديث من انه صحيح او حسن او ضعيف او منكر وبين وجه الضعف ليكون الطالب على بصيرة من امره فيعرف ما يصلح للاعتبار عما دونه وذكر انه مستفيض او غريب وذكر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار وسمى من يحتاج الى التسمية وكنى من يحتاج الى الكنية ولم يدع خفاء لمن هو من رجال العلم ولذلك يقال انه كاف للمجتهد مغن للمقلد۔

ومجتہدین کو بھی ذکر کر دیا۔ پس کتاب جامع ترتیبی تصنیف کی اسمین احادیث کی سندون کو نہایت اختصار وار کیا ایک اسناد کو پورا بیان کر دیا باقی کو مختصر واشارۃً اور ہر حدیث کا حال بیان کر دیا کہ وہ صحیح ہے یا حسن یا ضعیف ہے یا منکر اور وجہ ضعف کو بھی ساتھ ہی بیان کر دیا تاکہ طالب حدیث کو بصیرت حاصل ہو اور وہ لائق اعتبار کو غیر لائق سے تمیز کرے اور جس راوی کے نام جاننے کی ضرورت تھی انکا نام بتا دیا اور جسکی کنیت جاننے کی حاجت تھی اسکی کنیت بتا دی اور کسی طرح کا خفا اہل علم کے لئے باقی نہ رہنے دیا اسی نظر سے اس کتاب کو حق مین کہا گیا ہے کہ وہ مجتہد کے لیے کافی ہے اور مقلد کے لئے تقلید غیر سے مغنی (بے پرواہ کرنیوالی)۔

وكان بازاء هولاء في عصر مالك وسفيان وبعدهم قوم لا يكرهون المسائل ولا يهابون الفتيا ويقولون على الفقه بناء الدين فلا بد من اشاعته ويهابون رواية حديث رسول الله صلعم والرفع اليه حتى قال الشعبي على من دون النبي صلعم احب الينا فان كان فيه زيادة او نقصان كان على من دون النبي صلى الله عليه وسلم

اور ان لوگون کے مقابلہ مین امام مالک و سفیان کے زمانہ مین اور ان کے پیچھے ایسے لوگ بھی ہوتے ہین جو (استنباط و اجتہادی) مسائل بتانے اور فتوے دینے سے نہ ڈرتے اور یہ خیال کرتے کہ دین کی بنا فقہ (و اجتہاد) پر ہے اسکی اشاعت ضرور چاہیے اور آنحضرت سے حدیث روایت کرنے سے ڈرتے۔ شعبی کا قول ہے کہ آنحضرت سے ورے کسی اور کا قول بیان کرنا مجھے پسند ہے کیونکہ اسمین کمی بیشی بھی ہو جائے تو سہی اور

وقال ابراهيم اقول قال عبد الله وقال علقمة احب الينا - وكان ابن مسعود اذا حدث عن رسول الله تربد وجهه وقال هكذا او نحو هكذا او نحوه

وقال عمر حين بعث رهطا من الانصار الى الكوفة انكم تاتون الكوفة فتاتون قوما لهم ازيز بالقرآن فياتونكم فيقولون قدم اصحاب محمد قدم اصحاب محمد فياتونكم فيسالونكم عن الحديث فاقلوا الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال ابن عون كان الشعبي اذا جاءه شيء اتقى وكان ابراهيم يقول ويقول اخرج هذه الاثار الدارمي -

فوقع تدوين الحديث والفقه والمسائل من حاجتهم بموقع من وجه آخر وذلك انه لم يكن عندهم من الاحاديث والاثار ما يقدرون به على استنباط الفقه على الاصول التي اختارها اهل الحديث ولم تنشرح صدورهم للنظر في اقوال علماء البلدان وجمعها والبحث عنها واتهموا انفسهم في ذلك وكانوا اعتقدوا

ابراہیم کا قول ہے کہ مین جواب مسایل مین صرف یہ کہدون کہ عبد اللہ نے یون کہا ہے تو مجھے بہت پسند ہے - اور ابن مسعود جب حدیث آنحضرت سے روایت کرتے آپکا چہرہ (کمی بیشی ہوجانیکے خوف سے) متغیر ہوجاتا اور یہ کہتے کہ آنحضرت نے ایسا فرمایا ہے یا مثل اسکے اور کچھ - حضرت عمر نے جب ایک جماعت انصار کو کوفہ مین بھیجا تو انکو فرمایا کہ تم کوفہ پہنچوگے تو لوگ تمہارا آنا سنکر تمہارے پاس آوینگے اور آنحضرت کی حدیثین پوچھینگے پس آنحضرت سے روایت حدیث ٭ کم کرنا - ابن عون نے کہا ہے جب شعبی کے پاس کوئی سوال آتا تو وہ ڈر جاتے اور ابراہیم جواب مین یون کہتے کہ ابراہیم کا اسمین یہ قول ہے ان سب آثار کو دارمی نے روایت کیا ہے

پس حدیث اور فقہ اور مسایل کی تصنیف انکی حاجت کے مطابق اور طور سے ہوئی جسکا بیان یہ ہے کہ اُن کے پاس احادیث و آثار تو اس قدر نہ تھے جس سے وہ اہلحدیث کے اصول پر استنباط مسایل فقہ کرسکیں اور علماء کے اقوال مین نظر اور بحث کرنی انہون نے پسند نہ کی اس امر مین

٭ یعنی سوچ سمجھ کر ٹھیک ٹھیک یاد ہوئے روایت کرنا - جو مونہہ مین آوے نہ کہدینا -

في ائمتهم انهم في الدرجة العليا من التحقيق
وكان قلوبهم اميل شئ الى اصحابهم كما
قال ابراهيم هل احد منهم اثبت من عبد الله
وقال ابو حنيفة ابراهيم افقه من سالم
ولولا فضل الصحبة لقلت علقمة افقه من
ابن عمر وكان عندهم من الفطانة و
الحدس وسرعة انتقال الذهن من شئ
الى شئ ما يقدرون به على تخريج جواب
المسائل على اقوال اصحابهم وكل
ميسر لما خلق له وكل حزب بما لديهم
فرحون - فمهدوا الفقه على قاعدة
التخريج وذلك ان يحفظ كل احد كتاب
من هو لسان اصحابه واعرفهم باقوال
القوم واصحهم نظرا في الترجيح فيتأمل
في كل مسئلة وجه الحكم فكلما سئل
عن شئ او احتاج الى شئ راى فيما يحفظ
من تصريحات اصحابه فان وجد الجواب
فيها والا نظر الى عموم كلامهم فاجراه
على هذه الصورة او اشارة ضمنية

وہ اپنی نسبت بدگمان رہے اور اپنے آپ کو اس امر
کے لائق نہ سمجھے اور اپنے ائمہ کے حق میں یہہ اعتقاد
رکھتے تھے کہ وہ بڑے عالی رتبہ تحقیق پر ہے
اور انکے دل انکی طرف بہت مائل تھے چنانچہ
علقمہ نے کہا ہے کہ کیا ابن مسعود سے کوئی زیادہ
مضبوط ہے - ایسا ہی ابوحنیفہ نے ابراہیم
اور علقمہ کے حق میں کہا ہے کہ وہ [illegible] سمجھدار تھے
اور [illegible] سمجھا [illegible] تیزی طبع اور سرعت انتقال
ذہنی اسقدر تھی کہ وہ اس سے اپنے اماموں
کے اقوال سے جواب مسائل نکال لیتے تھے پس
انہوں نے اسی وجہ سے تخریج [illegible] بات سے انکو
[illegible] تخریج کی صورت
یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کی جو اقوال و مذاہب
[illegible] واقف ہو کتاب کو یاد کرے اور ہر مسئلہ
[illegible] جب کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا
تو اس کتاب میں ائمہ کا صریح قول پایا تو انکو
جواب میں پڑھ سنایا - نہیں تو کسی قول کے
عموم کو دیکھا اسمیں وہ مسئلہ داخل سمجھا تو اسپر
وہ حکم جاری کیا اور اگر اس قول میں کوئی اشارہ

* یہہ تمثیل بنا بر تسلیم مشہور ہے اور درحقیقت یہہ قول حضرت امام ابوحنیفہ سے بسند صحیح ثابت نہیں
چنانچہ ہماری ضمیمہ اخبار سفیر ہند ۱۸۸۶ء میں اسکی پوری تفصیل ہو چکی ہے اسی نظر سے ہمنے اس قول کا ترجمہ پورا نہیں کیا -

الکلام فاستنبطوها وربما کان لبعض
الکلام ایماء واقتضاء یفهم المقصود
وربما کان للمسئلة المصرح بها نظیر
یحمل علیها وربما نظروا فی علة الحکم
المصرح به بالتخریج او بالسبر والحذف
فاداروا حکمه علی غیر المصرح به وربما
کان له کلامان لو اجتمعا علی هیئة القیاس
الاقترانی او الشرطی انتجا جواب المسئلة
وربما کان فی کلامهم ما هو معلوم
بالمثال والقسمة غیر معلوم بالحد الجامع
المانع فیرجعون الی اهل اللسان ویتکلفون
فی تحصیل ذاتیاته وترتیب حد جامع مانع له وضبط
مبهمه وتمییز مشکله وربما کان کلامهم
محتملا لوجهین فینظرون فی ترجیح احد
المحتملین وربما یکون تقریب الدلائل
خفیا فیبینون ذلک وربما استدل بعض
المخرجین من فعل ائمتهم وسکوتهم
ونحو ذلک فهذا هو التخریج ویقال له القول
المخرج لفلان کذا ویقال علی مذهب
فلان او علی اصل فلان او علی قول
فلان جواب المسئلة کذا وکذا ویقال

پایا تو اس سے مسئلہ نکال لیا اور بعض اقوال
میں کچھ اقتضاء و ایماء بھی پائی جاتی ہے جس سے
مطلب کا سمجھنا ممکن ہوتا ہے اور بعض مسایل
کی نظیر ملجاتی ہے جسپر وہ مسئلہ محمول ہوسکتا ہے
اور کبھی علماء ایسے کسی صریح حکم سے علت نکالتے
ہیں اور اسپر اسکی نظیر کو قیاس کرتے ہیں - اور
بعض اماموں کے ایسے دو قول پائے جاتے ہیں
جنکو بطور قیاس اقترانی یا شرطی کے ملانے
سے جواب مسئلہ پیدا ہوجاتا ہے - اور کبھی مجتہد کی
کلام میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو بطور مثال
معلوم ہوتی ہیں انکی پوری حقیقت و تعریف
انکو نہیں ہوتی - پس اس سمجھنے کے پیدا کیا
ان باتوں کے معانی میں محاورہ اہل زبان
کی طرف رجوع کرکے اپنی طرف سے بہ تکلف
انکی حدیں و تعریفیں مقرر کرتے ہیں اور ان
مثالوں کو قواعد کلیہ بنا دیتے ہیں اور کبھی انکے
اقوال دو معنی کے محتمل ہوتے ہیں تو وہ لوگ
ایک معنی کو ترجیح دیتے ہیں کبھی ان کے دلایل
کا بیان و سیاق خفی ہوتا ہے تو وہ اسکو واضح
کردیتے ہیں اور بعض اوقات تخریج کرنیوالے
اپنے اماموں کی فعل و سکوت سے کوئی بات نکال لیتے ہیں

لهؤلاء المجتهدين في المذهب وعني هذا الاجتهاد على هذا الاصل من قال من حفظ المبسوط كان مجتهدًا اى وان لم يكن له علم برواية اصلا ولا بحديث واحد فوقع التخريج في كل مذهب وكثر فاى مذهب كان اصحابه مشهورين وسد اليهم القضاء والافتاء واشتهر تصانيفهم في الناس ودرسوا درسا ظاهرا انتشر في اقطار الارض ولم يزل ينتشر كل حين واى مذهب كان اصحابه خاملين ولم يولوا القضاء والافتاء ولم يرغب فيهم الناس اندرس بعد حين۔

تخریج اس فعل کا نام ہے اور اسباب کو جو نکالی جاتی ہے تو اُسے مخرج (نکالی ہوئی بات) کہا جاتا ہے اور اسکو یوں بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بات فلانے مجتہد کے مذہب یا قول یا اصول پر نکالی ہوئی ہے اور ان لوگوں کو جو ایسی بات نکالتے ہیں مجتہد فی المذہب* کہا جاتا ہے اسی طور پر اجتہاد کرنا اس شخص کے قول میں مراد ہے جسنے کہا ہے کہ جس نے کتاب مبسوط یاد کر لی وہ مجتہد ہے یعنی اگرچہ اسکو ایک بھی روایت حدیث کا علم نہ ہو اس طور کی تخریج سب مذاہب میں ہو چکی ہے پس جس مذہب کے لوگ مشہور ہوئے اور قضا و فتویٰ ان کے سپرد ہوئے اور انکی تصنیفات لوگوں میں مشہور ہوئیں وہ مذاہب اطراف زمین میں پھیل گئے اور جس مذہب کے لوگ گوشہ نشین و گمنام ہوئے نہ کبھی مسند قاضی ہوئے نہ مفتی بنے اور نہ لوگ ان کی طرف راغب ہوئے وہ مذاہب ایک زمانہ کے بعد بے نشان ہو گئے۔

* یہ بھی ایک اصطلاح ہے اور جو ابن کمال پاشا نے مجتہدین کے سات طبقے ٹھہرائے ہیں اور انہیں مجتہدین فی المذہب کو دوسرے طبقہ میں اور اہل تخریج کو چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے اور ہر ایک طبقہ کا منصب بیان کیا ہے وہ خاص انکی اصطلاح ہے جسمیں کوئی اسکا سلف نہیں اور اسکا پیرو کوئی نہیں ہے علامہ **ہارون حنفی** نے کتاب **ناظورۃ الحق** میں ابن کمال پاشا کا پورا تعقب کیا ہے اور اسکے کلام کو نقل کر کے صاف فرما دیا ہے ہو بعید عن الصحۃ بمراحل فضلا عن ان یکون مسندا فانہ تحکمات باردۃ وخیالات فارغۃ الخ۔ اور ہمارے زمانہ کے محقق حنفی مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نے بھی اپنے رسائل میں علامہ ہارون کا توافق کیا ہے اور ابن کمال پاشا کی تقسیم و تجویز کو رد کر دیا ہے — اڈیٹر

باب چوتھی صدی کی پہلی اور پچھلی لوگوں کی حالات میں فرمایا ہے۔ جان لے کہ

باب حکایة حال الناس قبل المائة الرابعة وبعدها

اعلم ان الناس کانوا قبل المائة الرابعة غیر مجمعین علی التقلید الخالص لمذهب واحد بعینه۔ قال ابو طالب المکی فی قوت القلوب ان الکتب والمجموعات محدثة والقول بمقالات الناس والفتیا بمذهب الواحد من الناس واتخاذ قوله والحکایة له من کل شیء والتفقه علی مذهبه لم یکن الناس قدیما علی ذلک فی القرنین الاول والثانی انتهی۔ اقول وبعد القرنین حدث فیهم شیء من التخریج غیر ان اهل المائة الرابعة لم یکونوا مجتمعین علی التقلید الخالص علی مذهب واحد والتفقه له والحکایة لقوله کما یظهر من التتبع بل کان فیهم العلماء والعامة۔ وکان من خبر العامة انهم کانوا فی المسائل الاجماعیة التی لا اختلاف فیها بین المسلمین او جمهور المجتهدین لا یقلدون الا صاحب الشرع وکانوا یتعلمون صفة الوضوء والغسل والصلاة

چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض پر متفق نہ تھے ابو طالب مکی نے (کتاب) قوت القلوب میں کہا ہے کہ کتابیں اور تالیفات سب پیچھے کی نکلی ہیں اور لوگوں کے اقوال سے قائل ہونا اور ایک شخص کے مذہب پر فتوی دینا اور ہر امر میں اسی کے قول کو تھام رکھنا اور نقل کرنا اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرنا اسپر قدیمی لوگ پہلے اور دوسرے زمانے کے نہ تھے۔ میں (مصنف رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ ان زمانوں کے بعد کچھ کچھ تخریج شروع ہوئی۔ پھر چوتھی صدی کے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض اور اسی کے مذہب پر اجتہاد کرنے اور اسی کی اقوال کو نقل کرنے پر نہ تھے چنانچہ انکے حالات ٹٹولنے سے معلوم ہوتا ہے بلکہ ان میں دو قسم کے لوگ تھے (خاص) علما اور عام لوگ عام لوگوں کا تو یہ حال تھا کہ وہ ان مسائل اتفاقیہ میں (جنمیں تمام مسلمانوں یا جمہور مجتہدوں کا اختلاف نہیں) تو بجز صاحب شریعت (آنحضرت صلعم) کسی کی تقلید نہ کرتے وہ (وضو و غسل و نماز و زکوٰة وغیرہ اپنے بزرگوں یا استادوں سے سیکھتے اور اسپر چلتے۔ اور جب انکو کوئی (اور) واقعہ پیش آتا تو اسمیں جس مفتی کو پاتے فتوی پوچھ

والزكوة ونحو ذلك من ابائهم او معلمي
بلدانهم فيمشون حسب ذلك واذا وقعت
لهم واقعة استفتوا فيها اي مفتي وجدوا
من غير تعيين مذهب وكان من خبر
الخاصة انه كان اهل الحديث منهم
يشتغلون بالحديث فيخلص اليهم من
احاديث النبي صلعم واثار الصحابة ما لا
يحتاجون معه الى شيء اخر في المسألة من حديث
مستفيض او صحيح قد عمل به بعض الفقهاء
ولا عذر لتارك العمل به او اقوال متظاهرة
لجمهور الصحابة والتابعين مما لا يحسن
مخالفتها فان لم يجد في المسألة ما يطمئن
به قلبه لتعارض النقل وعدم وضوح
الترجيح ونحو ذلك رجع الى كلام بعض
من مضى من الفقهاء فان وجد قولين
اختار اوثقهما سواء كان من اهل المدينة
او من اهل الكوفة وكان اهل التخريج
منهم يخرجون فيما لا يجدونه مصرحا
ويجتهدون في المذهب وكان هؤلاء

لیتے بجز اسکے کہ کوئی مذہب خاص معین کرتے
اور **خاص** علماء کا یہ حال تھا کہ **اہل الحدیث**
تو حدیث سے مشغول رہتے ۔ پس انکو احادیث نبویہ
و آثار صحابہ اس قدر پہنچ جاتے جنکے ہوتے وہ کسی
مسئلہ میں کسی اور قول و اجتہاد وغیرہ بات کے محتاج
نہ ہوتے تھے یا انکو اقوال جمہور صحابہ و تابعین ایسے
کہ جنکی مخالفت پسندیدہ نہ تھی پہونچ جاتے اور اگر
کسی مسئلہ میں ایسی حدیث یا اثر نہ ملتے تو بعض مجتہدین
سابقین کے اقوال کی طرف مراجعت فرماتے ۔ اور
اگر اقوال مجتہدین میں بھی اختلاف پاتے تو انمیں
جس قول کو زیادہ مضبوط سمجھتے عمل میں لاتے ۔ اہل مدینہ
کا ہو خواہ کوفہ کا اور **اہل تخریج** بات سے بات نکالنے
والے مجتہد اس مسئلہ میں مجتہدین کا صریح قول نہ پاتے
انکے اقوال و اشارات سے تحقیق کر کے (مسئلہ)
نکال لیتے اور مذہب میں اجتہاد کرتے ۔ یہ لوگ
اپنے اماموں کے اقوال سے تخریج مسائل کرتے تھے
کی طرف منسوب ہو جاتے تھے کسی کو شافعی کہا جاتا اور
کسی کو حنفی ۔ اور اہل حدیث بھی کسی مذہب کی طرف
کثرت توافق کے سبب سے منسوب کر دیئے جاتے ہیں

* یعنی انکو مقلد ہونیکے سبب ۔ اسباب کو وہ لوگ خود سے ملاحظہ کریں کہ جو بعض محققین (امثال
امام بخاری) کو امام شافعی کی طرف منسوب ہونے سے انکو مقلد سمجھتے ہیں ۔

ينسبون الى مذهب اصحابهم فيقال
فلان شافعي وفلان حنفي - كان صاحب
الحديث ايضا قد ينسب الى احد المذاهب
لكثرة موافقته له كالنسائي والبيهقي
ينسبان الى الشافعي فكان لا يتولى القضا
والافتاء الا مجتهد ولا يسمى الفقيه الا مجتهدا
ثم بعد هذه القرون كان ناس آخرين
ذهبوا يمينا وشمالا وحدث فيهم امور
من الجدل والخلاف في علم الفقه وتفصيله
على ما ذكره الغزالي انه لما انقرض عهد الخلفاء
الراشدين المهديين افضت الخلافة الى
قوم تولوها بغير استحقاق ولا استقلال
بعلم الفتاوى والاحكام فاضطروا الى
الاستعانة بالفقهاء والى استصحابهم
في جميع احوالهم وقد كان بقي من العلماء
من هو مستمر على الطراز الاول وملازم
صفو الدين فكانوا اذا طلبوا هربوا
واعرضوا فرأى اهل تلك الاعصار
عز العلماء واقبال الائمة عليهم مع
اعراضهم فاشرأبوا لطلب العلم توصلا
الى نيل العز ودرك الجاه فاصبح الفقهاء

چنانچہ نسائی اور بیہقی امام شافعی کیطرف منسوب تھے
اسوقت قاضی ومفتی بجز مجتہد کوئی نہ ہوتا اور نہ
غیر مجتہد کوئی فقیہ کہلاتا - ان زمانوں کے بعد ایسے
لوگ ہوئے جو اپنی باتین ادہر ادہر (؟) نکلی اور ایمین کئی امر پیدا
ہوگئے -
از انجملہ علم فقہ مین جھگڑا اور اختلاف اسکی
تفصیل وہی ہے جو امام غزالی نے بیان کی ہے کہ جب خلفا
راشدین کا زمانہ گذرگیا اور خلافت ایسے لوگونمین
پہنچی جو بلا استحقاق خلافت خلیفہ بنگئے - اور وہ علم
فتاوی واحکام سے واقف نہ تھے اسلئے وہ فقہا کو
اپنے پاس رکھنے کے محتاج ہوئے - اور علما مین بعض
تو ایسے تھے کہ وہ قدیمی طریق پر (؟) تھے اور
ثابت تھے اور خالص دین کے ملازم - انکو جب
وہ بادشاہ طلب کرتے وہ اُن سے بھاگ تے
اسوقت کے لوگون نے جب دیکھا کہ علماء کی
بڑی عزت ہے - اور بادشاہ اُن کے طالب ہین
تو وہ علم کے طالب ہوئے جسمین وہ دنیادی عزت
وجاہ کے طالب تھے - پھر تو علماء مطلوب ہونے
کے بعد طالب ہوئے اور معزز ہوکر ذلیل ہونے
لگے - بجز ان لوگون کے جو خدا کی توفیق سے
بچ رہے -

بعد ان کانوا مطلوبین طالبین وبعد
ان کانوا اعزة بالاعراض عن السلاطین
اذلة بالاقبال علیهم الا من وفقه
الله وقد کان من قبلهم قد صنف
ناس فی علم الکلام واکثروا فیه القیل
والایراد والجواب وتمهید طریق الجدال
فوقع ذلك منهم بموقع من الزمان
من الصدد وبرز ا ملوك من مالت نفسه
الی المناظرة فی الفقه وبیان الاولی
من مذهب الشافعی وابی حنیفة فترك
الناس الکلام وفنون العلم واقبلوا علی
المسائل الخلافیة بین الشافعی وابی حنیفة
رحمهما الله علی الخصوص وتساهلوا فی الخلاف
مع مالك وسفیان واحمد بن حنبل
وغیرهم وزعموا ان غرضهم استنباط
دقائق الشرع وتقریر علل المذهب وتمهید
اصول الفتاوی واکثروا التصانیف و
الاستنباطات ورتبوا فیها انواع المجادلات
والتصانیف وهم مستمرون علیه الی الآن
ما الذی قدر الله فیما بعده من الاعصار انتهی

اُن سے پہلے لوگوں نے علم کلام میں تصنیفیں
کی تہیں اور اسمیں بہت قیل وقال وجواب
وسوال و طریق بحث وجدال لکھہ رکہے تھے ۰
پچہلوں کے کام آئے اونہوں نے جب دیکھا
کہ بعض سلاطین کو فقہ میں مناظرہ دیکھنے کا شوق
ہے اور مذہب حنفی وشافعی میں سے ایک کو دوسرے
پر ترجیح کی طرف توجہ ہے تو اونہوں نے وہ مباحث
کلامی وعلمی چہوڑ دیئے اور اس قسم کے مباحثے
ان مسائل فقہی میں شروع کر دئے جنمیں امام
ابو حنیفہ و امام شافعی کا باہم اختلاف تہا اور
جن مسائل میں امام مالک و سفیان و احمد
بن حنبل میں اختلاف تہا انسے تعرض نکیا۔ ان
جہگڑوں سے اونہوں نے دقایق شرع کا استنباط
اور مذاہب کے دلایل و علل کی تقریر اور اصول
و فتاوی کی تمہید مقصود ٹہرایا ہیں اسمیں بہت
تصنیفیں کیں اور استنباط عمل میں لائے اور طرح
طرح کے جہگڑے مرتب کئے وہ اسی طریق پر اب تک
چلے آتے ہیں۔ کل کی خبر نہیں خدا نے کیا
ٹہرا رکہا ہے۔ امام غزالی کا کلام تمام
ہوا۔

(باقی آیندہ)

نمبر اول جلد دوم

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ

(بقیہ جزو دوم مقدمہ جسمین بعض شبہات مانعہ عمل بالحدیث کا جواب ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور حافظ ابن القیم نے کتاب اعلام الموقعین مین فرمایا ہے جسکو

كان الصحابة اذا بلغهم الحديث عن النبي صلعم وحدث به بعضهم بعضا بادروا الى العمل به من غير توقف ولا بحث ولا يقول احد منهم قط هل عمل بهذا فلان وفلان ولو رأوا من يقول ذلك لأنكروا عليه اشد الانكار وكذلك التابعون وهذا معلوم بالضرورة لمن له ادنى خبرة بحال القوم وسيرتهم وطول العهد بالسنة وبعد الزمان وعتقها لا يسوغ ترك العمل بها والاخذ بغيرها

جب کوئی حدیث پہونچتی اور ایک دوسرے کو وہ حدیث سناتا تو وہ بلا توقف بلا [illegible] کے اس حدیث پر عمل کرتے اور کوئی انمین سے یہ نہ کہتا کہ اسپر فلان فلان اکابر نے عمل کیا ہے یا نہین اور اگر کسی کو ایسا کرتے دیکھتے تو اسپر سخت انکار کرتے - ایسا ہی تابعین کرتے اور یہہ امر بالبداہۃ معلوم ہے جسکو احوال و سیرت قوم سے کچھہ بھی خبر ہے - اور سنت کے زمانہ کا دور دراز ہوجانا اور اسکا پرانا ہونا اسکے عمل کو ترک کرنے اور اسکے سوا اور چیزون کے

مطبع انجمن پنجاب لاہور میں چھپا

ولو کانت سنن النبی صلعم لا یسوغ
العمل بها بعده حتی یعمل بها
فلان وفلان لکان قول فلان
وفلان عیارا علی السنن ومزیلا لها
وشرطا فی العمل بها وهذا من ابطل
الباطل وقد اقام الله سبحانه و
تعالی الحجة برسوله دون آحاد
الامة وقد امر [illegible] صلعم بالتبلیغ
[illegible] العمل بها فلو کان
من بلغه لا یعمل بها حتی یعمل بها
الامام فلان والامام فلان [illegible]
[illegible] وحصل الا [illegible]
[illegible] وفلان

لے لینے کو جائز نہیں کر دیتا ہے ۔ و اگر
آنحضرت کی سنتوں پر [illegible] کی
[illegible] عمل جائز [illegible] فلان
فلان [illegible] عمل [illegible] کے قول [illegible]
کے اقوال [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] قول [illegible] ہے ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے

ان [illegible] و قوله [illegible]

[illegible]

[illegible]

دوم کے عامی کرتے رہے ہیں۔

اس تعامل علماء اول و دوم کے مقابلہ میں کسی (امام یا عالم) متاخر کے قول [illegible] کی بھی وقعت نہیں کہ اسکی طرف ذرہ بھی التفات کیجاوے [illegible] نقل کرکے اسکا جواب دیا جاوے۔ اس تعامل کا اگر جواب ہے تو یہی ہے کہ [illegible] کوئی یہ ثابت کر دکھاوے کہ صدر اول و دوم کے عام لوگ جو مجتہد نہ تھے ظاہر حدیث پر بلا واسطہ مجتہدین عمل نہ کرتے اور اگر کوئی [illegible] صحابہ و تابعین انکا منع ہوا تھا اور اس امر کا اثبات سہل نہیں گو [illegible] بعض [illegible] دلائل [illegible] وہ مجرد اقوال علماء کو [illegible] دلائل [illegible] اقوال کا جواز اسی قسم کے اقوال [illegible] دلائل نہیں کرتے اس تعامل کے مقابلہ میں [illegible] بعض اقوال علماء سے استدلال کرتے ہیں [illegible] کے ان اقوال کو نقل کرکے انکا جواب دیتے ہیں۔

(۱) [illegible] امام ابو یوسف [illegible] منقول ہے کہ عامی کو ظاہر حدیث [illegible] نہیں ہے [illegible] اتباع و تقلید واجب ہے [illegible] دوسرا قول بعض [illegible] کا جو کتب اصول میں لکھا ہے کہ [illegible] کسی مسئلہ میں کسی کا مقلد ہو [illegible] کسی کو [illegible] تقلید واجب ہے جسکا مطلب بعض لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ اسکو ظاہر قرآن و حدیث پر بھی بلا تقلید مجتہد عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ اور بعض لوگوں نے [illegible] طور پر بھی کہدی ہے۔

پہلے قول کا جواب تو یہ ہے کہ [illegible] عامی سے ایسا جاہل آدمی

مراد کہتے ہیں جو حدیث کی معنی و مراد نہ سمجھتا ہو ایسے شخص کو ہم بھی عمل بالحدیث
کی اجازت نہیں دیتے۔ جو شخص نہ عربی زبان جانتا ہو نہ کسی دوسری زبان میں اسکا
مطلب سمجھتا ہو وہ حدیث پر عمل کیا کرے گا۔

دوسرے قول کا جواب یہ ہے کہ اس قول میں ان مسائل سے جنمیں مجتہد
مطلق کی تقلید کو واجب ٹھہرایا گیا ہے مسائل اجتہادی مراد ہیں نہ مسائل اتفاقی
جو نصوص قطعی قرآن و حدیث سے ثابت ہیں چنانچہ اس قول کے شارحین نے
بوضاحت بیان کر دیا ہے پھر اس قول سے غیر مجتہد کے لئے ظاہر نصوص قرآن
و حدیث پر عمل کرنے کی ممانعت نہ نکلی۔

جو لوگ اس قول سے ظاہر نصوص قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی ممانعت سمجھتے
ہیں وہ عمل بظاہر نصوص کو اجتہاد میں داخل کرتے ہیں۔ اور بنا بریں وہ اس
امر کو غیر مجتہد کے لئے ناجائز سمجھتے ہیں

سو اسکا جواب یہ ہے کہ اولاً تو ظاہر نصوص پر عمل و استدلال از قسم اجتہاد نہیں
قطعیات سے ہیں اور اجتہاد صرف ظنیات میں ہوتا ہے

اور اگر بفرض محال مان لیا جاوے کہ عمل بالحدیث اجتہاد ہے تو یہ مجتہد مطلق کے
سوائے اور علماء کے لئے عمل کی ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اور بالاتفاق جملہ
علما جائز ہے کہ ایک شخص بعض مسائل میں مقلد ہو بعض میں مجتہد جسکو مسئلہ
تجزی اجتہاد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ان جوابات میں ہمنے چار دعوے کئے ہیں۔ اول یہ کہ امام نووی
کے قول میں عامی سے جاہل [illegible] مراد ہے دوم یہ کہ بعض متاخرین کے
قول [illegible] تقلید کو واجب کیا گیا ہے مسائل اجتہادی
[illegible] حدیث و قرآن سے استدلال اجتہاد نہیں

پنجم امر یہہ کہ اجتہاد مین تجزی جائز ہے و بناء علیہ غیر مجتہد کا بعض مسائل مین اجتہاد کرنا درست ہے۔

پنجم ان دعاوی اربعہ کے دعوی سوم کو تو ہم نہایت اصول و اقوال سے ایسا ثابت کر چکے ہین کہ اسمین کسیکو جائے تشکک و اعتراض نہین ہے باقی تینون دعاوی کے ثبوت مین اقوال منقول پیش کئے جاتے ہین جو دلائل اصولیہ پر مشتمل ہین۔

خزانۃ الروایات کی فصل بیان کیفیت اجتہاد و بعض مسائل تقلید و جواز عمل بقران

قال فی خزانۃ الروایات فی فصل کیفیۃ الاجتہاد و بعض مسائل التقلید و الفتوی و جواز العمل علی غیر مذہبہ فی دستور السالکین فان قیل لو کان المقلد غیر المجتہد عالما مستدلا یعرف قواعد الاصول و معانی النصوص و الاخبار هل یجوز له ان یعمل علیها و کیف یجوز لا ان یقال لا یجوز لغیر المجتهد ان یعمل الا علی روایات مذہبہ و فتاوی امامہ و لا یشتغل بمعانی النصوص و الاخبار و العمل علیها کالعامی قیل هذا فی العامی الصرف و الجاهل الذی لا یعرف معنی

و حدیث و عمل بمذہب غیر مین کہا ہے کہ دستور السالکین مین بیان کیا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ اگر مقلد ایسا ہو کہ وہ مجتہد تو نہین پر وہ عالم ہے دلیل سے تمسک کر سکتا ہے۔ قواعد اصول پہچانتا ہے معانی قران و حدیث جانتا ہے ایسے شخص کو کیا قران و حدیث پر عمل کرنا جائز ہے تو کیونکر ہے جبکہ یہہ بھی کہا گیا ہے کہ جو مجتہد نہو اسکو اپنے مذہب کی روایات اور اپنے امام کے فتوون کے سوائے اور پر عمل کرنا۔ اور قران و حدیث کے معانی سے شغل رکھنا اور اسپر عمل کرنا جائز نہین جیسے کہ عامی (جاہل) کو یہہ امر جائز نہین اس سوال کے جواب مین علمائے کہا ہے

کہ یہہ عدم جواز تمسک و استدلال قران و حدیث ایسے عامی کے حق مین ہے جو بالکل

النصوص والاحاديث وتاويلاته تها
العالم الذي يعرف معنى
النصوص والاخبار وهومن
اهل الدراية وثبت عنده صحتها
من المحدثين او من كتبهم الموثوقة
المشهورة المتداولة فيجب ان
يعمل عليها ...
... ثقة
... الصحابة وقول
صاحب الهداية في روضة العلماء
... وليسي في فصل الصحابة
... قلت قولا
... قال اتركوا قولي
بكتاب الله فقيل اذا كان تفسير
الرسول يخالفه قال اتركوا قولي
بخبر الرسول فقيل اذا كان قول
الصحابة يخالفه قال اتركوا قولي
لقول الصحابة وفي ...

محقق ہے جو قرآن وحدیث کے معنی
... نہ جانے اور جو سمجھ ...
قرآن وحدیث کے معنی اور ...
اور اسکو حدیث کی صحت محدثین یا انکی
معتبر کتابوں سے ثابت ہوجائے تو
اسکو حدیث پر عمل کرنا چاہیے اگرچہ
وہ حدیث اسکے پہلے مذہب کے خلاف
ہو اسکے مولا امام ابوحنیفہ والامام
والامام شافعی رحمہم اللہ تعالی ... اور
انکے شاگردوں کے اقوال ہیں ... اور
ہدایہ کا وہ قول جو کتاب روضۃ العلماء
مین جو امام زندویسی کی تصنیف ہے
فضیلت صحابہ کے بیان مین منقول ہے
کہ امام ابوحنیفہ سے کسی نے کہا کہ جب
آپ ایک بات فرماوین اور قرآن ...
اسکا خلاف ہو تو کیا کیا جاوے آپنے ...
دیا میرے قول کو کتاب اللہ کے مقابلہ مین
چھوڑ دو پہر کہا گیا کہ جب حدیث نبوی
... دیا میرے قول کو حدیث کے سامنے
... مخالف ہو فرمایا میرے قول کو ...

... ہو تو کیا ...
... پہر کہا گیا ...
... امثال ... کہ بیہقی

البیهقی فی السنن عنده کلاماً مرسلاً
لانه قال قال الشافعی اذا
... وکذا عن النبی صلعم خلاف
قولی فما یصح من حدیث النبی صلعم
اولی فلا تقلدونی ونقل امام
الحرمین فی نهایته عن الشافعی انه
قال اذا صح خبر یخالف مذهبی
فاتبعوه واعلموا انه مذهبی و
قد صح فی منصوصاته انه قال اذا
بلغکم عنی مذهب وصح عندکم خبر
علی مخالفته فاعلموا ان مذهبی
موجب الخبر وروی الخطیب
باسناده ان الدارمی من الشافعیه
کان یستفتی فربما یفتی بغیر مذهب
الشافعی وابو حنیفه فیقال انه
یخالفهما فیقول ویلکم حدث
فلان عن فلان عن النبی صلعم

نے اپنی سنن کتاب کا مین [illegible] روایت
قرآن کی نسبت گفتگو کی [illegible]
روایت کیا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا
جب مین کوئی بات کہون اور اس کا
مین آنحضرت سے میرے قول کا خلاف
ثابت ہو تو آنحضرت ہی کا قول لائق
اتباع ہے میری اُسمین تقلید مت کرو۔
امام الحرمین نے اپنی کتاب
نہایہ مین نقل کیا ہے کہ امام شافعی نے
فرمایا ہے کہ جب کوئی حدیث میرے
مذہب کے مخالف صحت کو پہنچے تو تم
جان لو کہ میرا وہی مذہب ہے امام
شافعی کے ملفوظات مین یہ بھی ثابت
ہے کہ انھون نے فرمایا کہ جب تمہین
کسی مسئلہ مین میرا مذہب معلوم ہو اور
حدیث نبوی اسکے خلاف صحت کو
پہنچے تو میرا [illegible]

منقول ہے خطیب بغدادی نے دارمی سے جو [illegible] مذہب کا پیرو تھا
نقل کیا ہے کہ لوگ اُنسے مسائل پوچھتے تو [illegible]
دونون کے مخالف فتوی دیتے [illegible]
[illegible]

هذا ركذا والاخذ بالحديث
ي من اراد بقولهما اذا خالفا
ولذا يؤيد ما ذكره في الهداية في
مسئلة ٥ م المحتجم ولو احتجم
فظن ان ذلك نفطره ثم اكل متعمدا
عليه القضاء والكفارة لان الظن ما
استند الى دل اذا
او ان الفت
ے حقه ولو بلغه
حديث واعتمده فكذا السعند
محمد ل الله صلعم
لمفتي

راوی نے روایت کی
دنیا اور اماموں کے
سے بہتر ہے - ایسا
موید ہدایہ
کے باب مین کہا ہے کہ اگر کوئی سینگی لگوائے
پھر (اپنے ہی خیال سے) سمجھ لے کہ میرا
روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر کچھ قصداً کھالے تو
تو اسپر روزہ کی قضا اور کفارہ لازم ہے
یہہ اس لیے کہ اسکا یہہ خیال کوئی شرعی سند
نہین رکھتا ہان اگر اسکو کوئی مجتہد یہہ
فتوے دے تو اس صورت مین اس پر
کفارہ نہین کیونکہ مجتہد کا فتوے اُسکے لئے

ایک سند ہے - ایسا ہی اگر اسکو حدیث+ پہونچی اور وہ اسپر اعتماد کرے تو بھی امام محمد کے
نزدیک اسپر کفارہ نہین ہے کیونکہ انحضرت کا قول مفتی کے قول سے کمتر نہین ہے -

+ وہ حدیث یہہ ہے افطر الحاجم والمحجوم یعنی سینگی لگانیوالے اور لگوانیوالے دونون نے روزہ افطار
کیا ہے - جسکا اصل مطلب یہہ ہے کہ افطار اور اسکے قریب ہوگیا لگانیوالا
اسطرح کہ سینگی لگا ئے وے اور کچھہ اسکے اندر چلا جاوے - لگوانے
والیکا اسطرح کہ اسکا ہو جاوے جس سے اُسکا روزہ کہلوانا پڑے -
شخص اس مطلب کو سمجھے اس حدیث کے ظاہری معنے سمجھ لے کہ دونون کا
گیا کفارہ